قاری محمد الدین نعیمی کی تقریریں

مرتب

محمد توصیف حیدر

مولانا قاری محمد الدین نعیمی الخطیب مصنف

چشتی کتب خانہ

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد فون 041 646786

5532

قاری محمد الدین نعیمی

مصنف الخطیب کی

تقریریں

مرتب

محمد توصیف حیدر

ناشر

چشتی کتب خانہ اینڈ کیسٹ سنٹر

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد فون ۰۴۱ ۶۴۶۷۵۶

نام کتاب — قاری محمد الدین نعیمی کی تقریریں

مقرر — قاری محمد الدین نعیمیؒ

مرتب — محمد توصیف حیدر

پہلی بار — اپریل ۲۰۰۲ء

طابع — محمد شفیق، محمد نعیم

ھدیہ — ۹۰/- روپے

مطبع : یو اینڈ می پرنٹرز' لاہور

ملنے کا پتہ

مکتبہ نعیمیہ رضویہ

سنی رضوی جامع مسجد رضا آباد فیصل آباد۔فون:۔ 612853

اِنتساب

خطیبِ پاکستان عالمِ باعمل

عاشقِ رسول واعظِ خوش بیان

"الخطیب" کے مصنف

حضرت علامہ مولانا

قاری محمد الدین نعیمی

رحمۃ اللہ علیہ کے نام

محمد منصور حیدر

نذرِ عقیدت

اپنے والدِ گرامی

فنا فی الرسول عاشقِ اہلبیت

ثناء خوانِ رسول مفسرِ قرآن

حضور بابا جی سرکار

حضرت علامہ صائم چشتی

رحمۃ اللہ علیہ

کے حضور

محمد توصیف حیدر

انتساب

خطیبِ پاکستان عالم باعمل

عاشقِ رسول واعظِ خوش بیان

"الخطیب" کے مصنف

حضرت علامہ مولانا

قاری محمد الدین نعیمی

رحمۃ اللہ علیہ کے نام

نذرِ عقیدت
اپنے والدِ گرامی
فنا فی الرسول عاشقِ اہلبیت
ثناء خوانِ رسول مفسرِ قرآن
حضور بابا جی سرکار
حضرت علامہ صائم چشتی
رحمۃ اللہ علیہ
کے حضور
محمد توصیف حیدر

فہرستِ مضامین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ہ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ہ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ہ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ہ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِىْ قُرْاٰنِ الْمَجِيْد وَ فُرْقَانِ الْحَمِيْد

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُوْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا

صَدَقَ اللّٰه مَوْلَانَا الْعَظِيْم

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

درود پاک با آواز بلند

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه ہ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلہ بیٹا تیرا

درود شریف باآواز بلند پڑھیں ۔
معزز سامعین حضرات ! بزرگو دوستو ۔ آج کے اس پروگرام میں آپ حضرات کے سامنے اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت کا ۔ اللہ تعالیٰ کے ایک بہت بڑے کرم کا ۔ اللہ تعالیٰ

کے ایک بہت بڑے فضل کا " اللہ تعالیٰ کے ایک بہت بڑے انعام " نعمت عظمیٰ کا ذکر کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس نعمتِ عظمیٰ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے " آمین "

انعاماتِ الٰہی

حضرات محترم! اللہ تعالیٰ نے بندے پر بڑی نعمتوں کی رحمتوں کی بارشیں نازل فرمائی ہیں"

ہمارا پورا وجود اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے

ہمارا یہ جہان اللہ کی نعمت ہے

چاند بھی اللہ کی نعمت ہے۔

سورج بھی اللہ کی نعمت ہے۔

ستارے بھی اللہ کی نعمت ہیں۔

سیارے بھی اللہ کی نعمت ہیں۔

پھول اور پھل بھی اللہ کی نعمت ہیں۔

ساری کائنات اللہ کی نعمت ہے

لیکن ان تمام نعمتوں کی جان مدینے والا آقا ہے۔ ہمارا ایمان ہے! کہ

اگر ہمیں ایمان ملا تو مدینے والے کا صدقہ ملا

مُسلمانوں کو اسلام مِلا تو مدینے والے کا صدقہ مِلا
قاریوں کو قُرآن مِلا تو مدینے والے کا صدقہ مِلا
عارفین کو عِرفان مِلا تو مدینے والے کا صدقہ مِلا

مدینے والے کا صدقہ

یہی نہیں! بلکہ
ولیوں کو ولائت مِلی تو مدینے والے کا صدقہ
اغیاث کو غوثیت مِلی تو مدینے والے کا صدقہ
اقطاب کو قُطبیت مِلی تو مدینے والے کا صدقہ
اِماموں کو امامت مِلی تو مدینے والے کا صدقہ
حاکمین کو حکومت مِلی تو مدینے والے کا صدقہ
شُہداء کو شہادت مِلی تو مدینے والے کا صدقہ
صِدّیقین کو صداقت مِلی تو مدینے والے کا صدقہ
امینوں کو امانت مِلی تو مدینے والے کا صدقہ
عادلین کو عدالت مِلی تو مدینے والے کا صدقہ
سخیوں کو سخاوت مِلی تو مدینے والے کا صدقہ
بہادروں کو شجاعت مِلی تو مدینے والے کا صدقہ
صحابہ کو صحابیت مِلی تو مدینے والے کا صدقہ
پیغمبروں کو پیغمبری مِلی تو مدینے والے کا صدقہ

نبیوں کو نبوّت ملی تو مدینے والے کا صدقہ

مُرسلین کو رسالت ملی تو مدینے والے کا صدقہ

یہ کُل جہان مدینے والے کا صدقہ

بلکہ ہم جو کچھ دیکھ رہے ہیں اگر مدینے والا نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا

اگر سرکارِ دوعالم تشریف نہ لاتے تو یہ کائنات بھی نہ ہوتی ؎

نہ وہ گر جہاں میں پیدا میرا تاجدار ہوتا

نہ یہ ہوتا سارا عالم نہ یہ کاروبار ہوتا!

حضرات محترم! یہ جہاں نہ ہوتا، یہ عالم نہ ہوتا، یہ کاروبار نہ ہوتا، یہ جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل ہم پر ہو رہے ہیں یا ہوتے ہیں، اور جو ہونگے یہ سب مدینے والے کا ہی صدقہ ہے۔

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا

کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

اگر آپ نہ ہوتے تو یہ کچھ بھی نہ ہوتا۔

؎ جے ناں پاک محمّد ہندے نہ ہندا جگ سارا

نہ کوئی نبی پیغمبر مُرسل نہ ذرّہ ناں تارا

نہ غلمان فرشتے حُوراں نہ فردوس نظارا

صدقے پاک نبی دے صائم ہویا اے کُل پسارا

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَ اِذ تَعُدُّو نِعمَۃَ اللّٰہ

اور تم میری نعمتوں کو شمار نہیں کر سکتے'

حضرات گرامی! اگر کوئی شخص کسی پر کوئی احسان کرے اور اگر احسان یافتہ نسل دار ہوگا تو اپنے محسن کے احسان کو یاد رکھے گا کبھی بھی کسی مشکل وقت پر خواہ پیر سے کانٹا ہی نکالا ہو تو وہ اپنے محسن کو یاد رکھتا ہے' کہ یہ میرا محسن ہے۔ اس نے فلاں وقت مجھ پر مہربانی کی تھی۔

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے محسن کو یاد رکھنا تو درکنار اس سے آنکھیں بھی پھیر لیتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری نعمتوں کا انکار کرنا چاہو تو کس کس نعمت کا انکار کرو گے۔

فَبِاَیِّ اٰلاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰن

تم میری کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

اگر تم آگے دیکھو تو میری نعمت

اگر تم پیچھے دیکھو تو میری نعمت
اگر تم دائیں دیکھو تو میری نعمت
اگر تم بائیں دیکھو تو میری نعمت
میری اتنی نعمتیں ہیں کہ تم اُن کا شمار نہیں کر سکتے "

ایک واقعہ

ایک مانگنے والا کسی دولت مند کے دربار پر چلا گیا اور دستِ سوال دراز کیا " اللہ تعالیٰ ہم سب کو مدینے والے کا گدا بنائے " ہم نہ تو امریکہ کے منگتے ہیں اور نہ افریقہ کے۔

خدا کی قسم جب سے مسلمان دربارِ مصطفےٰ سے ہٹے ہیں دربدر دھکّے کھاتے ہیں "

" اُن کے جب غلام تھے خلق کے پیشوا رہے
اُن سے پھرے جہاں پھر آئی کمی وقار میں

اب بھی وقت ہے کہ ہم سمجھ جائیں "

تو میں عرض کر رہا تھا " کہ سائل نے صدا بلند کی تو اُس دولت مند نے کہا کہ اگر تم مجھے اپنی ایک آنکھ دے دو تو میں تمہیں ایک لاکھ روپیہ دوں گا۔

دولت مند نے کہا کہ تم دو لاکھ روپے لے لو اور آنکھ دے دو بلکہ تین لاکھ کے بدلے دونوں آنکھیں دے دو۔

سائل نے کہا! نہیں

دولت مند نے کہا کہ پانچ لاکھ لے لو۔

سائل نے کہا! نہیں۔ تو دولتمند نے کہا کہ دیکھو جب تمہاری آنکھیں اتنی قیمتی ہیں تو تمہارا پورا وجود کتنا قیمتی ہوگا۔ اور تم خوامخواہ مانگ رہے ہو۔ جاؤ اپنے وجود سے کام لو۔

لمحۂ فکریہ

حضراتِ گرامی! ہم پر جب ذرا سی بھی سختی آتی ہے، کوئی کاروباری پریشانی آتی ہے تو ہم فوراً ناشکری کرتے ہیں۔ ناشکری کرنا بہت بری بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اے میرے بندے تمہیں میری ضرورت ہے مجھے تمہاری حاجت نہیں لیکن پھر بھی میں تمہیں کہتا ہوں

فَاذْكُرُونِیٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ

تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ اور تم میری ناشکری نہ کرو:

اِسی لئے ہم کہتے رہتے ہیں

"یہ سب تمہارا کرم ہے آقا

کہ بات اَب تک بنی ہوئی ہے

اِسلام کا حُکم یہ ہے کہ

جب دُنیا کی بات ہو تو اَپنے سے چھوٹے کی طرف دیکھو" اپنے سے نیچے کی طرف دیکھو، اَپنے سے غریب کی طرف دیکھو

لیکن جب دین کا حُکم ہو تو اپنے سے بُلندی کی طرف دیکھو

ایک مثال

ایک مولوی صاحب نے کسی سے کہا کہ بھائی صِرف ایک نماز پڑھتے ہو پُوری پانچ نمازیں پڑھا کرو"

تو وہ شخص بڑی سادگی سے کہنے لگا کہ مولوی جی" وہ لوگ بھی تو ہیں جو ایک نماز بھی نہیں پڑھتے"

اُس کا مطلب یہ تھا کہ وہ تو ایک پڑھ کر بھی اِحسان کر رہا ہے

تو حضرات محترم!

دِین کا حُکم ہے کہ ایک نماز پڑھنے والا پانچ نمازیں پڑھنے والے کی طرف دیکھے اور پانچ پڑھنے والا سات پڑھنے والے کی طرف دیکھے تب وہ کامیاب ہوگا۔

معلوم ہوا کہ دین کے معاملے میں اُوپر کی طرف دیکھنا ھے اور دُنیا کے معاملے میں نیچے کی طرف دیکھنا ھے تو پھر زبان پر یہ کلمہ جاری ہوگا۔

؎ یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات ابتک بنی ہوئی ہے

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں
کانوں کی نعمت عطا فرمائی
زُبان کی نعمت عطا فرمائی
ہاتھوں کی نعمت عطا فرمائی
دِل کی نعمت عطا فرمائی
دماغ کی نعمت عطا فرمائی
زمین کی نعمتیں عطا فرمائیں
آسمان کی نعمتیں عطا فرمائیں
کام کے لئے دِن عطا فرمایا
آرام کے لئے رات عطا فرمائی

مالک نے ہمیں اتنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں لیکن قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی نہیں فرمایا" کہ میں نے تم پر احسان کیا ھے لیکن ایک نعمت ایسی عطا فرمائی کہ جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے مومنین میں نے تم پر احسان فرمایا ہے

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

تحقیق البتہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان فرمایا ہے

حضرات گرامی !

ایک بات ذہن میں رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان فرمایا ہے بے ایمانوں پر نہیں فرمایا۔

اسلام دشمنوں پر نہیں فرمایا

بے دینوں پر نہیں فرمایا

کافروں پر نہیں فرمایا

یہودیوں پر نہیں فرمایا

مشرکین پر نہیں فرمایا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ! بے شک میری ساری مخلوق پر میرا احسان ہے لیکن یہ احسان وہ ہے کہ جو صرف مومنوں پر کیا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یا اللہ یہ تم نے کونسا ایسا احسان فرمایا ہے کہ جس کو بعد میں جتلا رہے ہو ؟

فرمایا !

اذ بعث فیھم رسولا

میں نے تم پر احسان یہ کیا ہے کہ تم میں اپنا رسول بھیجا ہے۔ تمہیں اپنا حبیب عطا فرما دیا ہے

81003

حضرات گرامی!

اگر کوئی شخص کسی پر مہربانی کرے تو اُسے مکان دے سکتا ہے کوئی کسی پر ترس کھا کر اُسے جائیداد دے سکتا ہے۔ کوئی کسی پر ترس کھا کر رحم کھا کر مال و دولت دے سکتا ہے۔ سونا چاندی دے سکتا ہے۔

"مگر کوئی کسی کو اپنا محبوب نہیں دے سکتا"

لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسانِ عظیم فرمایا ہے کہ ہمیں اپنا حبیب عطا فرمایا ہے"

ایک ہندی شاعر نے اپنے محبوب کے ساتھ عالمِ تصوّر میں بات کی حضرات میں دنیاوی عشق کی بات کر رہا ہوں

"تو جو نینوں میں آ بسے تو نیناں کو ڈھانپ لوں

نہ پھر میں اور کو دیکھوں نہ تورے دیکھن دوں

یعنی اے محبوب اگر تم میری آنکھوں میں آجاؤ تو میں آنکھیں بند کر لوں نہ تمہیں کسی کو دیکھنے دوں اور نہ خود کسی کو دیکھوں"

ارے مجاز میں تو کوئی اپنے محبوب کا ایک بال بھی کسی کو نہیں دیکھنے دیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا محبوب عطا فرما دیا

فرمایا! کہ میرے محبوب کا دیدار کرو، میرے محبوب کی بارگاہ میں حاضری دے کر میری رحمتیں حاصل کرو"

میرے محبوب کا دیدار کر کے اپنی قسمت جگا لو"

سورج اللہ کی نعمت ہے

سورج اللہ کی نعمت ہے۔ اگر سورج طلوع نہ ہو تو ہم بیمار ہو جاتے ہیں، سورج ہماری صحت کا موجب ہے۔

سورج ہماری فصلوں کیلئے ہماری روزی کیلئے ضروری ہے

سورج ہمیں اپنی تمازت عطا کرتا ہے

سورج ہمیں اپنی روشنی عطا کرتا ہے

حضرات محترم بے شک سورج اللہ کی نعمت ہے اور ہمیں فائدہ دیتا ہے لیکن جب اسی سورج کی تپش میں اضافہ ہو جاتا ہے تو لا تعداد آدمی لو لگنے سے مر جاتے ہیں۔

اس کا مطلب ہوا کہ سورج بے شک نعمت ہے لیکن اس سے نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے سورج عطا فرما کے لفظ احسان نہیں فرمایا،

ہوا اللہ کی نعمت ہے

ہوا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے لیکن اگر ہوا کی رفتار تیز ہو جائے تو پھر آندھی بن جاتی ہے طوفان بن جاتا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ اس سے اگر فائدہ حاصل ہوتا ہے تو کبھی کبھی نقصان بھی ہو جاتا ہے۔

اسی طرح دیگر اشیاء بھی مثلاً پانی کو لے لیں تو اگر پانی کے

بے شمار فائدے ہیں لیکن جب اسی پانی سے سیلاب بن کر آتا ہے تو کتنا نقصان دِہ ہو جاتا ہے

آگ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے لیکن یہ بھی فوائد کے ساتھ ساتھ نقصانات بھی پہنچاتی ہے سب کچھ جلا کے راکھ کر دیتی ہے۔

کھانا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے لیکن اگر آدمی زیادہ کھا لے تو زحمت بن جاتا ہے

اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے لیکن اگر نافرمان ہو جائے تو زحمت بن جاتی ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ نعمتیں رحمت بھی ہیں اور کبھی کبھی زحمتیں بھی بن جاتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ ایسی نعمت ہے کہ جو رحمت ہی رحمت ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

حضراتِ محترم! حضور رحمت ہیں اور "ایسے رحمت ہیں" کہ اپنے تو اپنے بیگانوں کے لئے بھی رحمت ہیں" اسی لئے تو ہم کہتے ہیں"

؎ یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات ابتک بنی ہوئی ہے

احیاء العلوم میں امام غزالی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ عطا فرماتے ہیں کہ یہ دو فوجی ہیں" جب کسی سے جھگڑا ہوتا ہے تو ہاتھ ہی دفاع اور اٹیک کرتے ہیں"

اور یہ دو پیر اللہ تعالیٰ نے کنوینس یعنی سواری دی ہے۔ اِن سے جدھر چاہو چلو، اور دونوں آنکھیں اللہ تعالیٰ نے اِنسان کے ساتھ دُوربین لگائی ہے

آنکھ کے متعلق آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ آنکھ پُورے وجود کی خیر خواہ ہے۔

آنکھ روتی ہے

حضراتِ محترم! اگر پیر میں کانٹا چُبھ جائے تو آنکھ روتی ہے۔
ہاتھ میں تکلیف ہو تب بھی آنکھ روتی ہے۔
کان میں درد ہو تو بھی آنکھ روتی ہے۔
دانت میں یا مُنہ میں درد ہو تو بھی آنکھ روتی ہے،

پُورے وجود میں کسی بھی مقام پر کوئی تکلیف ہو تو روتی آنکھ ہی ہے۔

معلوم ہوا آنکھیں پُورے جسم کی خیر خواہ ہیں، یہ سب اللہ کی طرف سے ہمیں نعمتیں عطا ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اِرشاد فرماتا ہے

اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ
وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ لیس آیت ۶۵

یعنی قیامت کے دن جب تُمہارے مُونہوں پر مُہریں لگی

ہونگی تو تمہارے ہاتھ اور پاؤں تمہارے خلاف
گواہی دیں گے ، جو کچھ تم کرتے ہو

معلوم ہوا کہ قیامت کے دن ہماری رکھوالی کرنے والے بھی ہمارے خلاف گواہی دیں گے۔

ہاتھ کہے گا کہ یہ کم تولتا تھا کم ناپتا تھا ، یہ دودھ میں ملاوٹ کرتا تھا ، یہ فلاں فلاں غلط کام کرتا تھا۔ یہ چوری کرتا تھا۔

اور پھر یہ پیر بھی گواہی دیں گے ،

حضراتِ محترم!

اگلی بات سنیں ایمان تازہ ہو جائے گا۔

ہاتھ دنیا میں ہمارے عیب دیکھ کر خاموش رہے ، ہم سے پیار بھی کرتے رہے لیکن جب میدان حشر بپا ہوا تو ہمارے خلاف ہو گئے۔

ہمارا اپنا جسم ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمارا مخالف ہو گیا۔

مگر نعمت عظمیٰ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارے گناہوں کو دیکھتے ہوئے بھی کہیں گے کہ یا اللہ ! میرا گنہگار امتی ہے اسے بخشش عطا فرما ، تو پھر ہم کیوں نہ کہیں ،

تیرے باجوں ساڈے آقا ساڈا نہیں اوں گذارا

گنہگاراں دا آقا بس تو ہیوں سہارا

گندڑی مندڑی میں جیہو وی جیہی آں !!

یارسول اللہ ! میرے آقا

گندڑی مندڑی میں جیہو وی جیہی آں
لگیاں توڑ نبھاویں تیرے پلڑے چہ پئی آں
وچ قبر حشر دے کرناں کرم خدا را
گنہگاراں دا آقا بس تو ہیوں سہارا

سرکار یہاں بھی ہمارے لئے رحمت ہیں اور آخرت میں بھی رحمت ہیں سرکار دونوں جہانوں میں ہمارا سہارا ہیں۔

حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ ایک شخص حاضر ہوا اس کی روائیت حضرت جابر کرتے ہیں
اُس نے کہا ! آقا میں بڑا غریب ہوں، میرے گھر میں فاقہ کشی ہے گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہیں۔
سرکار نے اُسے ایک سیر جو عنائت فرمائے اور پھر فرمایا کہ اے میرے غلام یہ جو لے جاؤ اور اپنی بیوی سے کہنا کہ اس میں سے جتنی ضرورت ہو اُتنے لیکر چکی میں پیس کر روٹی پکا لیا کرو، مگر اس کو تولنا مت اور نہ ہی اس برتن میں دیکھنا۔
صحابی جو لیکر اپنے گھر آگیا۔ برتن میں جو ڈال لیئے، کئی سال گذر گئے لیکن جو کم نہ ہوئے۔

سارے محلے کے لوگ حیران تھے کہ معلوم نہیں اس کے برتن میں جو کہاں سے آتے ہیں۔

ایک دن اچانک اُس صحابی کی بیوی نے سوچا کہ دیکھنا تو چاہیئے کہ بقایا جو کتنے رہ گئے ہیں۔

چنانچہ اُس نے نکال کر تولے تو پورے ایک سیر تھے۔ اُس نے پکائے صرف دو مرتبہ پکائے تھے کہ جو ختم ہو گئے۔

صحابی پھر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ عرض کی: یا رسول اللہ جو ختم ہو گئے ہیں۔

سرکار نے فرمایا: اگر تم نہ تولتے تو ساری عمر ختم نہ ہوتے۔

تیرے باجھوں میرے آقا سادا نہیں اوں گزر
گنہگار دا آقا بس توں ہیں سہارا

جنگ تبوک کا واقعہ

جنگ تبوک میں ایک دن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا کہ اے بلال میرے غلاموں کو بھوک لگی ہے ذرا سامان میں دیکھو کہ کھجوریں ہیں یا نہیں؟

عرض کی: آقا میرے پاس تو نہیں ہیں۔ اس وقت دو صحابہ اور بھی قریب بیٹھے ہوئے تھے۔

اُنہوں نے عرض کی !

یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہمارے پاس سات کھجوریں ہیں

حضرت بلال فرماتے ہیں کہ ہم تین آدمی سرکار کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ سرکار نے اپنا ہاتھ مبارک کھجوروں پر رکھ دیا اور فرمایا !

میرے غلامو ! بسم اللہ پڑھو اور کھاؤ " حضرت بلال فرماتے ہیں کہ میں نے اور میرے ساتھیوں نے کھجوریں کھانی شروع کیں، کھجوریں کھانے کے بعد جب ہماری بھوک مٹ گئی تو میں نے جو کھجوریں خود کھائیں اُن کی گٹھلیاں گنیں تو وہ چوّن تھیں

اور میرے ساتھیوں نے جو کھائیں وہ اِن کے علاوہ تھیں "
سرکار نے ہاتھ مبارک ہٹایا تو پوری سات عدد تھیں

میںوں دسے لبس سنجیا اِکوّ تیرا دوارہ

گنہگاراں دا آقا بس تو ہنیوں سہارا

سرکار نے ساتوں کھجوریں حضرت بلالؓ کو عطا فرمادیں اور فرمایا "بلال اِنہیں سنبھال لو "

جب دوبارہ کھانے کا وقت ہُوا تو سرکار نے پھر کھجوریں طلب کیں " ہم سب نے پھر پیٹ بھر کر کھائیں حتّٰی کہ کئی دن کھاتے رہے۔
بالآخر سرکار نے وہ ساتوں کھجوریں ایک بچّے کو عطا فرمادیں کہ کھالو۔ سرکار نے حضرت بلال سے فرمایا "اے بلال " اگر ہم چاہتے

تو مدینہ تک یہی کھجوریں کھاتے جاتے اور یہ ختم نہ ہوتیں۔
میں قربان جاؤں دو جہان کے مالک کے کہ اتنے اختیارات کے باوجود اپنا رہن سہن ایسا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

حضرت ابو طلحہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا، دیکھا کہ سرکار بیمار تو نہ تھے لیکن آپ کی آواز سے نقاہت کا اظہار ہو رہا تھا۔

مجھ سے برداشت نہ ہو سکا، حضرت ابو طلحہ نے حضرت انس کو ساتھ لیا اور اپنے گھر آ گئے۔ آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا! کہ میں بارگاہ رسالت سے آیا ہوں۔ مجھے محسوس ہوا ہے کہ سرکار کئی دن سے بھوک میں ہیں۔

"یا اللہ! اپنے حبیب کے کیسے کیسے امتحان لیتے ہو"

بہر حال انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر گھر میں کوئی چیز کھانے وغیرہ کی ہو تو تم مجھے کھانا تیار کر دو۔ تاکہ میں حضور کی بارگاہ میں پیش کر دوں

خیر آپ کی بیوی نے کھانا پکا کر ایک دستر خوان میں باندھا اور آپ کو دیا۔

حضرت ابو طلحہؓ نے حضرت انسؓ سے فرمایا کہ اے انس یہ سرکار کی بارگاہ میں پیش کر دینا

حضرت انسؓ کھانا لیکر بارگاہ رسالت میں پہنچے تو حضور نے حضرت انسؓ کو مخاطب کر کے فرمایا! اے انس تمہیں ابو طلحہ نے بھیجا ہے

میں نے عرض کی! جی سرکار

سرکار نے فرمایا! کھانا لیکر آئے ہو

میں نے عرض کی ! جی حضور
آپ نے فرمایا کہ فلاں فلاں شخص کو بلاؤ

مسلمانو !
آج کے لوگ رنگ رنگ کے کھانے کھا کے لوگوں کو ون ڈش کا سبق دیتے ہیں ۔ ائر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر غرباء سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔
ہوائی جہازوں کی سیریں کر کے غرباء سے پیار کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اگر غرباء کا کوئی ہمدرد دیکھنا ہے تو کائنات کے والی کو دیکھو دو عالم کے تاجدار کو دیکھو ؑ کہ
اگر غلام نے فاقے سے پیٹ پر پتھر باندھا ہے تو سرکار نے دو پتھر باندھے ہوئے ہیں ؑ
چنانچہ کافی لوگ اکٹھے ہو گئے ۔ سرکار نے فرمایا ! انس ! ابو طلحہ سے کہنا کہ میری دعوت تمہارے گھر میں ہے ۔ میں یہاں کھانا نہیں کھاؤں گا ۔
ارے جس کو لامکان پر بلانے کے لئے اللہ تعالیٰ جبریل کو بھیجتا ہے اگر وہ خود ابو طلحہ کے کچے سے مکان میں جائے تو ابو طلحہ کی قسمت کی بلندی اور شان و عظمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے ۔
جب سرکار حضرت ابو طلحہ کے مکان والی گلی میں داخل ہوئے تو حضرت ابو طلحہ حضور کے ساتھ صحابہ کی اتنی بڑی تعداد کو دیکھ کر پریشان ہو گئے انہوں نے دل میں سوچا کہ جو کھانا تھا وہ تو میں نے پہلے ہی سرکار

کی خدمت میں بھیج دیا ہے۔ اِتنے ساتھیوں کو میں کھانا کہاں سے کھلاؤں گا؟

اسی پریشانی کے عالم میں جلدی جلدی اپنی بیوی حضرت اُم سلیم کے پاس گئے۔ اور کہا اب کیا بنے گا؟

بیوی نے پوچھا! کیا بات ہے؟

ابُوطلحہ نے کہا! میں نے سرکار کی خدمت میں کھانا بھیجا تھا مگر سرکار تو یہاں تشریف لا رہے ہیں اور اُن کے ساتھ بہت سے لوگ ہیں۔

بیوی نے کہا!

اِس کی ترجمانی شاعر نے کیا خُوب کی ہے۔

میرے مُصطفےٰ پہ اللہ کا سایا ہے

وہی کھلائے گا جو اُن کو ساتھ لایا ہے

بیوی نے کہا! غم نہ کرو" تو پھر ہم بھی کیوں نہ کہیں

تیرے باہجوں میرے آقا ساڈا نہیئں او گذارا

حضراتِ محترم!

کائنات کے والی حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ابُوطلحہ کے گھر تشریف لے آئے حضرت ابُوطلحہ نے حضور کا اِستقبال کیا۔

حضرت ابُوطلحہ کا سارا گھر بھر گیا"

سرکار نے فرمایا! ابُوطلحہ میرے غلام آگئے ہیں اِن سب کیلئے

کھانے کا اہتمام کرو۔

عرض کی ! آقا میرے پاس تو اتنا ہی تھا "

سرکار نے فرمایا ! جتنا ہے اُتنا ہی لے آؤ "

حضرت ابُوطلحہ مختصر سا کھانا لیکر حاضرِ خدمت ہو گئے۔

حضور نے فرمایا !

دس دس آدمی آئیں اور کھانا کھا کر جائیں "

حضراتِ گرامی !

سرکار نے سارے مدینے کے لوگ "رجا" دیئے " لوگ آتے گئے اور کھانا کھاتے گئے اور چلتے گئے۔

اور پھر سرکار اور حضرتِ ابوطلحہ رہ گئے "

آقا نے حضرت ابُوطلحہ کو اپنے پاس بُلایا ، کھانے سے کپڑا ہٹا کر دکھایا کہ دیکھو ! کہیں تُمہارا تو نہیں کھا گئے ؟

ارے ہمارے آقا دُنیا میں بھی ہمارے لئے رحمت ہیں اور آخرت میں بھی۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب سرکار کا وصالِ پاک ہوا اور جب آقا کو لحدِ انور میں لٹایا گیا تو میرے دِل نے کہا کہ میں سرکار کا دیدار پھر کر لُوں

میں قبرِ انور میں اُترا دیکھا سرکار لیٹے ہوئے ہیں " میں نے سرکار کے رُخِ انور سے کپڑا ہٹایا تو دیکھا کہ سرکار کے لبِ مُبارک بعدِ وصال بھی ہل رہے ہیں "

میں نے کان قریب کیا تو میرے کان میں سرکار کی آواز آئی

یَا رَبِّ حَبلی اُمَّتی

یا اللہ میری اُمّت کو بخش دے

آپ بھی میرے ساتھ مِل کر پڑھ لیں

تیرے بِن میرے آقا ساڈا نہیں او گُذارا

گُنہگاراں نُوں آقا بس تیرا سہارا

اللہ تعالٰے قبر حشر میں مدینے والے کا سہارا نصیب فرمائے" آمین"

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلیٰ الک واصحابک یاحبیب اللہ

نبی پہ چاند ستارے درود پڑھتے ہیں
ملک بھی سارے کے سارے درود پڑھتے ہیں

خود آپ کان لگا کر حضور سنتے ہیں
فلاں غلام ہمارے درود پڑھتے ہیں

ہے حکم صلوا علیہ وسلموا آیا
کتاب پاک کے پارے درود پڑھتے ہیں

کروڑ بار ہو صائم سدا سلام اُن پر
یہ جن پہ شعر تمہارے درود پڑھتے ہیں

معزز سامعین حضرات ؒ بزرگو دوستو ! میں نے قرآن مجید فرقان حمید کے بائیسویں پارے سے ایک بڑی ہی

مشہور و معروف آیتِ کریمہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے "

جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سرکارِ مدینہ سُرورِ سینہ امام الانبیاء حبیبِ کبریا جنابِ محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات گرامی پر دُرود پڑھنے کی فضیلت اور اُس کے پڑھنے کا حکم فرمایا ہے "

بہت سے دوست احباب جب کسی مصیبت اور پریشانی میں مُبتلا ہوتے ہیں تو کسی نیک شخص سے کسی بزرگ سے کوئی وِرد وظائف پُوچھتے ہیں ؟

آج اِس خطاب میں اُس وِرد کا ذِکر ہوگا جو خُدا کرتا ہے اُس ذِکر کا ذکر ہوگا ہے جو خُدا کرتا ہے ۔

اللہ رب العزت نے ہمارے لئے نماز کو فرض قرار دیا ہے فرمایا ! وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ نماز قائم کرو " یہ حکم کن کو فرمایا ہے ؟ " مسلمانوں کو "

خُدا سے سوال ؟

آج اگر پوچھیں کہ اے ہمارے مالک " اے ہمارے پروردگار " اے ہمارے اللہ " اے ہمارے مولا اے ہمارے ربّ تُو نے ہمیں نماز پڑھنے کا حکم فرمایا

یا اللہ کیا تو بھی نماز پڑھتا ہے ؟

فرمایا ! میں تو معبود ہوں ، ساری کائنات میری عبادت کرتی ہے میں کسی کی عبادت نہیں کرتا ، نماز تم پڑھو

فرمایا

يَا يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ

اے ایمان والو ہم نے تم پر روزے فرض کر دیئے ہیں "

یا اللہ ! روزے رکھنے کا حکم ھم کو تو دیا ہے یا اللہ کیا تو بھی روزے رکھتا ہے ؟

فرمایا ! میری ذات کھانے سے پاک ہے میری ذات پینے سے پاک ہے

کھانا کھانے سے رکے تو وہ جو پہلے کھاتا ہو اور میں کھانے پینے سے پاک ہوں ، بے نیاز ہوں ، مجھے روٹی کی اور پانی کی ضرورت ہی نہیں ہے ، کھانے کی حاجت ہی نہیں ہے لہذا یہ روزے تم رکھو میں نہیں رکھتا ۔

زکوٰۃ کا حکم

اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور

زکوٰۃ دو"

یعنی اے ایمان والو تم میں سے جو بھی مال دار ہے وہ میرے دیئے ہوئے مال میں سے حصّہ نکالے" زکوٰۃ ادا کرے"

یہ اللہ کا حکم ہے لیکن کئی لوگ اللہ کے دیئے ہوئے مال سے زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں کرتے ۔ آپ کبھی غور کریں کہ اگر کوئی شخص کسی کو چالیس ہزار روپے دے اور پھر اُس میں سے کہے کہ میں نے تمہیں چالیس ہزار روپے دیئے ہیں تم اِس میں سے ایک ہزار روپے مجھے دے دو اور اُنتالیس ہزار روپے تم رکھ لو"

بتائیں ! ہزار روپیہ خوشی کے ساتھ دینا چاہیئے یا نہیں ؟

ہماری کتنی بھول ہے کہ مالک نے ہمیں عطا فرمایا اور پھر اپنے عطا کئے ہوئے میں سے طلب کیا اور وہ بھی کتنا" اڑھائی فیصد یعنی اڑھائی روپے سو میں سے" یعنی سو روپیہ ہو تو اُس میں سے صرف اَڑھائی روپے ۔

اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے"

سوال کرتے ہیں کہ یا اللہ زکوٰۃ دینے کا حکم ہمیں تو دیا ہے لیکن پیارے اللہ کیا تو بھی زکوٰۃ دیتا ہے ؟

فرمایا نہیں ! میں خدا ہوں" میں پروردگار ہوں" میں اللہ ہوں" میری ذات زکوٰۃ کی ادائیگی سے پاک ہے

نماز کی باری آئی فرمایا تم پڑھو
روزے کی باری آئی فرمایا تم رکھو
زکوٰۃ کی باری آئی فرمایا تم دو
حج کی باری آئی فرمایا تم کرو
یا اللہ، تو بھی حج کرتا ہے ؟
فرمایا ! نہیں میں حج سے پاک ہوں ،
نماز تم پڑھو ، روزہ تم رکھو ، حج تم کرو ، زکوٰۃ تم دو ، اور پھر فرمایا !

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اے ایمان والو ! میرے پیارے نبی کی ذات پر درود و سلام پڑھا کرو ۔

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا درود بھی پڑھا کرو اور سلام بھی پڑھا کرو ۔

مشترک فعل

حضراتِ گرامی ! میری بات کو ذرا توجہ سے سنیں ،
عرض کی ! مولا ہمیں درود و سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے یا اللہ

کیا تو بھی دُرود وسلام پڑھتا ہے ؟

فرمایا ! ہاں ، میں بھی اور میرے فرشتے بھی

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبیٔ پاک
پر دُرود پڑھتے ہیں ،

ذرّہ ذرّہ دُرود پڑھتا ہے

ہر فرشتہ دُرود پڑھتا ہے

میرے آقا کی ذات پر صائم

میرا اللہ دُرود پڑھتا ہے

اندازہ فرمایا آپ نے کہ دُوسری تمام عبادات کے کرنے کا حُکم
صرف ہمارے لئے ہے

دُوسری عبادات دُوسرے نیک اعمال صرف ہم نے کرنے
ہیں یہ حُکمِ پروردگار ہے ، اِن احکام میں اللہ تعالےٰ نے اپنی
ذات کو شامل نہیں فرمایا۔

لیکن جب محبوب پر دُرود پڑھنے کی باری آئی تو فرمایا
اے ایمان والو ! نبیٔ پاک پر دُرود میں اللہ بھی پڑھتا ہوں میرے
فرشتے بھی پڑھتے ہیں اور تم بھی پڑھا کرو۔

کام کی بات

ہُو ہُو دیاں ضرباں لائی جا جِویں من دا یار منائی جا
تینوں اِکّو کم دی گل دسّاں سوہنے تے درود پڑھائی جا

ایہہ ویلہ مُڑ مُڑ کہندا اے ایویں نال وقت گوائی جا
کِھڑ پین گے پُھل مُراداں دے اوہدے نام دی بزم سجائی جا
تینوں اِکّو کم دی گل دسّاں
سوہنے تے درود پڑھائی جا

نماز اچھی ہے
روزہ اچھا ہے
حج اچھا ہے
زکوٰۃ اچھی ہے لیکن
تینوں اِکّو کم دی گل دسّاں
سوہنے تے درود پڑھائی جا

علماء فرماتے ہیں !

حضرات محترم !

ہم پر نمازیں فرض ہیں۔ ہم نمازیں پڑھتے ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ مالک ہماری نماز قبول کرے یا نہ کرے

حج فرض ہے لیکن مالک چاہے قبول کرے یا نہ کرے

اسی طرح روزہ اور زکوٰۃ بھی فرض ہے لیکن اللہ تعالےٰ قبول کرے یا نہ کرے۔

مگر درود پاک ایسی عبادت ہے درود شریف کی ایسی فضیلت ہے درود شریف کی ایسی برکت ہے کہ جو بارگاہ خداوندی میں قبول ہی قبول ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى

اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اے اللہ اپنے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر رحمت نازل فرما

حضرات محترم !

اور کوئی بات اللہ قبول کرے یا نہ کرے لیکن کیا یہ ہو سکتا ہے ؟ کہ جب اللہ سے التجا کریں کہ اپنے حبیب پر رحمت نازل فرما تو اللہ اس بات کو قبول نہ فرمائے اور کہے کہ میں نہیں کروں گا۔

معلوم ہوا ہر نیک کام رد ہو سکتا ہے لیکن درود شریف رد

نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ

تُم مجھے یاد کرو ، میں تمہیں یاد کروں گا

آپ بتائیں کیا اِس میں وَقت کا تعیّن ہے ؟

کوئی تعیّن نہیں

بتائیں کہ کیا قید ہے وقت کی کہ کب یاد کرو اور کب یاد نہ کرو ، دوپہر کو یاد کرو یا شام کو یاد کر لو یا یہ کہ فلاں وقت تو یاد کر لو لیکن فلاں وقت یاد نہ کرو بلکہ پُورے دِن میں کوئی ایسا وقت مقرر نہیں ہے کہ جِس وقت پابندی ہو کہ اُس وقت یاد نہ کرو

تو جیسے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا کوئی تعیّن نہیں ہے ویسے ہی محبوب پر دُرود شریف پڑھنے کے لئے بھی کوئی وقت مخصوص نہیں ہے ۔ بلکہ حکم ہُوا ہے کہ میرے محبوب پر دُرود پڑھو جب دِل چاہے پڑھو

صبح کو پڑھو ، دوپہر کو پڑھو ، شام کو پڑھو ، رات کو پڑھو ، آدھی رات کو پڑھو ، نماز سے پہلے پڑھو ، نماز کے بعد پڑھو ، اَذان سے پہلے پڑھو اذان کے بعد پڑھو ۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جی یہ بریلویوں نے نیا کام شروع کر دیا ہے کہ اذان سے پہلے درود پڑھتے ہیں

الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام عَلَیْکَ یَارَسُولَ اللہ

میں پوچھتا ہوں کہ اِس میں اعتراض کرنے والی بات تب ہوتی کہ جب ہم اپنے باپ کا نام لیتے یا اپنے کسی اور رشتہ دار کا نام لیتے ۔ ارے ہم درود شریف پڑھتے ہیں تو کس پر پڑھتے ہیں

ہم درود شریف پڑھتے ہیں تو اللہ کے محبوبؐ پر
ہم درود شریف پڑھتے ہیں تو امام الانبیاءؐ پر
ہم دُرود شریف پڑھتے ہیں تو سرورِ کائناتؐ پر
ہم دُرود شریف پڑھتے ہیں تو اپنے آقاؐ پر
ہم دُرود شریف پڑھتے ہیں تو اپنے نبیؐ پر
ہم دُرود شریف پڑھتے ہیں تو رحمتِ دوعالم پر
ہم درود شریف پڑھتے ہیں تو اپنے رسول پر

اور اگر حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے بھی نبیؐ اور رسول ہیں تو تمہیں تو خوش ہونا چاہیئے ۔

مَیں خُدا کی قسم کھاتا ہوں کہ جب بھی کوئی ہمارے آقاؐ پر دُرود شریف پڑھتا ہے تو ہم خُوش ہوتے ہیں اِس لئے کہ ہمارے نبیؐ پر دُرود وسلام پڑھا جارہا ہے ۔

لیکن یہ کتنے بدبخت ہیں کہ ایک تو سرکار کا اُمتی ہونے کا

دعویٰ کرتے ہیں لیکن جب حضور پر درود شریف پڑھا جاتا ہے
تو پھر انہیں تکلیف ہوتی ہے
معلوم ہوا کہ ان کا تعلق حضور کے ساتھ نہیں ہے۔

کیا حضور محتاج ہیں؟ معاذ اللہ

کیا حضور علیہ السلام ان کے درود پڑھنے کے محتاج ہیں
نہیں نہیں۔ ارے میرے آقا و مولا پر تو خود خالق کائنات درود
پڑھتا ہے۔
سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کے لوگوں سے فرمایا
کلمہ پڑھو جنت مل جائے گی۔
نماز پڑھو تو اللہ کا قرب حاصل ہو جائے گا
زکوٰۃ دو مال صاف ہو جائے گا
لیکن مکہ کے لوگوں نے حضور کو تکالیف دیں آپ
کی راہ میں کانٹے بچھائے معاذ اللہ جو ان سے ہوا انہوں نے
کیا۔
حضور پریشان ہوئے۔ بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا!
یا اللہ یہ کیسے لوگ ہیں؟ میں انہیں جنت کا راستہ بتا رہا ہوں اور
یہ ہیں کہ مجھے تنگ کر رہے ہیں۔
اللہ نے فرمایا! محبوب تم فکر نہ کرو۔ اگر یہ تمہیں نہیں

مانتے نہ مانیں ؎

تمہاری شان کا انکار کرتے ہیں تو کریں۔ تم پہ درود نہیں پڑھتے تو نہ پڑھیں۔

اے حبیب تم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہو
اور میں مُحَمَّد رَّسُولُ اللّٰہ کہتا ہوں
تم • میرا ذکر کیئے جاؤ میں تمہارا ذکر کیئے جاؤں گا۔
ارے ہمارے درود پڑھنے کی کیا حیثیت ہے کہ جب حضور پر اللہ تعالیٰ درود پڑھتا ہے۔

مسلمانو! یہ ہمارے لئے فخر کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں درود شریف پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی ہے اور درود شریف پڑھنے میں ہم اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں،

؎ کر ذکر مدینے والے دا ایہدے چہ بھلائی تیری اے

رمضان المبارک کی مقدس گھڑیاں ہیں ان گھڑیوں سے فیض حاصل کر لیں اور سب حضرات مل کر پڑھ لیں

؎ کر ذکر مدینے والے دا
ایہدے چہ بھلائی تیری اے

حضرات محترم! مدینے والے کا ذکر اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ

ذکر ہے۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے اعزاز سے نوازا ہے

قیامت قائم ہونے کی وجہ

قیامت بھی اسی لئے قائم ہوگی تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کے نبی کی کیا شان ہے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ اُن کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

قیامت کا دن سرکار کی زیارت کا دن ہے
قیامت کا دن سرکار کی شان و عظمت کا دن ہے۔
اسی لئے تو ہم کہتے ہیں

خوشی نہ کیسے مناؤں میں حشر میں صائم
میرے حبیب کی تقریبِ رونمائی ہے

قیامت کا جلسہ صرف یار کی عظمتوں کے اظہار کا جلسہ ہوگا۔
سرکار نے سیدہ عائشۃ الصدیقہ سے فرمایا!
"اے عائشہ وہ بدبخت شخص ہوگا جس کو قیامت کے دن

میرا دیدار نصیب نہ ہوگا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشۃ الصدیقہ نے عرض کی!

یا رسول اللہ! وہ بدبخت کون ہوگا؟

سرکار نے فرمایا! اے عائشہ یہ بدبخت وہ ہوگا۔

من ذکرۃ عندہٗ ولم یصلی علیہ

یعنی" جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر دُرود نہ پڑھے"

؎ کر ذکر مدینے والے دا

ایہدے چہ بھلائی تیری اے

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک روز مسجد نبوی میں تشریف لائے" اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو مسجد نبوی شریف کی حاضری نصیب فرمائے حضورؐ منبر پر تشریف لائے" منبر کی تین سیڑھیاں تھیں؎

سرکار نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین" جب دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو پھر فرمایا! آمین" جب تیسری سیڑھی پر قدم مبارک رکھا تو پھر فرمایا! آمین"

حضراتِ گرامی!

صحابہؓ حیران تھے کہ سرکار نے تین مرتبہ آمین کیوں کہا؟ کیونکہ آمین تو دُعا کے بعد کہتے ہیں" اور سرکارؐ نے دُعا تو مانگی نہیں لیکن پھر بھی

آمین فرمایا"

غلاموں نے عرض کی : یارسول اللہؐ آپ نے تین مرتبہ آمین فرمایا ہے اس کی وجہ کیا ہے ؟

سرکار نے فرمایا ! اے میرے غلامو ! جب میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو جبریل امین سدرۃ المنتہیٰ چھوڑ کر میرے قدموں میں آگیا جبریل دعا مانگ رہا تھا اس لئے میں اسکی دعا پر آمین کہہ رہا تھا۔

نکتہ

حضرات محترم ! جبریل نے ہم مسلمانوں کو یہ سبق دیا کہ دعا تو ہر جگہ قبول ہوتی ہے لیکن میں سدرہ کو چھوڑ کر بارگاہِ رسالت میں آگیا صرف اس لئے کہ دعا حضور کے قدموں میں مانگی جانے والی سب سے پہلے قبول ہو گی"

جبریل آئے " دعا مانگی " یارسول اللہ ، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ کسی شخص کی زندگی میں رمضان المبارک کا مہینہ آئے اور وہ روزے نہ رکھے وہ ہلاک ہو جائے" سرکار نے فرمایا " آمین"

دوسری دعا جبریلؑ نے یہ کی"

" جو شخص اپنے والدین کا بڑھاپا پائے اور انکی خدمت ۔۔۔ کے اللہ تعالیٰ سے جنت حاصل نہ کرے وہ بھی ہلاک ہو جائے ۔

سرکار نے پھر آمین فرمایا"

تیسری دُعا جبریل نے یہ کی کہ "یا رسول اللہ جو شخص آپ کا نامِ اقدس سُنے اور آپ پر دُرود شریف نہ بھیجے دُرود شریف نہ پڑھے وہ بھی ہلاک ہو جائے۔ اِسی لئے تو ھم کہتے ہیں

نبی تے شام سویرے دُرود پڑھیا کر
غماں نے پائے جے گھیرے دُرود پڑھیا کر

دُرود کا اجر

سرکارِ مدینہ کی ذاتِ اقدس پر دُرود پڑھنے والے کو قیامت کے دِن سرکار کی زیارت نصیب ہو گی۔
دُرود پڑھنے والے کا چہرہ روشن ہو گا۔
دُرود پڑھنے والے پہ اللہ راضی ہو گا۔
دُرود پڑھنے والے پہ اللہ کا رسول راضی ہو گا۔
حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حج کے لئے تشریف لے کر گئے تو آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے جو طواف کرتے ہوئے رو بھی رہا ہے اور دُرود شریف بھی پڑھ رہا ہے
حضرت سفیان ثوری بعد میں اُس سے ملے اور فرمانے لگے کہ
"اے اللہ کے بندے تم طواف کر رہے تھے اور طواف کے دوران دوسرے سب لوگ تو دعائیں مانگ رہے تھے"

تسبیحات کا ورد کر رہے تھے
وظائف پڑھ رہے تھے
بارگاہِ اُلوہیت میں نیاز پیش کر رہے تھے
لیکن تم صرف درود شریف پڑھ رہے تھے کیا تمہیں کوئی تسبیح نہیں آتی "
اُس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے "

حضور کی کرم نوازی

اُس نے کہا ! سرکار جب میں گھر سے حج کے لئے آیا تو میں اکیلا نہیں تھا بلکہ میرے والد میرے ساتھ تھے "
میرے باپ کی زندگی نے وفا نہ کی اور میرے باپ کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی ۔ میں نے سوچا کہ اب میں اپنے باپ کا جنازہ پڑھ کر دفن کر دوں "
لیکن جب میں نے اپنے باپ کی طرف دیکھا تو میرے باپ کا رنگ سیاہ ہو چکا تھا " میں پریشان ہو گیا کہ اب میں دوسروں کو اپنے باپ کا مُنہ کیسے دکھاؤں گا ۔ میں لوگوں کو جنازے کی دعوت کیسے دوں
میں ابھی پریشان ہی تھا کہ ایک ڈاچی سوار آیا " اُس نے قریب آ کر میرے باپ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور اپنا گورا گورا نوری ہاتھ مُبارک میرے باپ کے چہرے پر پھیرا تو میں نے دیکھا کہ میرے

کا چہرہ جو کہ پہلے سیاہ ہو چکا تھا اب اُن کے ہاتھ پھیرنے کی برکت سے نورٌ علیٰ نور ہو گیا تھا" میرے ابّا جان کا چہرہ روشن ہو گیا تھا - چہرے پر سیاہ ہونے کا نام و نشان تک نہ تھا"

تو جب وہ ڈاچی سوار جانے لگے تو میں نے جلدی سے اُن کے پاؤں مُبارک پکڑ لئے - اور ہاتھ باندھ کر اُن سے عرض کی"

اے مجھ مسافر پر کرم فرمانے والے

اے مجھ غریب پر احسان کرنے والے

اے میرے باپ کے چہرے کو نُور بنانے والے

اے اِس مشکل وقت میں مشکل کشائی فرمانے والے

آپ مجھے یہ نہیں بتائیں گے کہ آپ کون ہیں" ؟ میری گذارش پر انہوں نے اپنے رُخِ انور سے نقاب اُٹھا دیا"

سُن کے عرض رسول پیارے میں ول نظر اُٹھائی

اسیں محمّد بن عبداللہ ایہہ نرم کلام سُنائی

اُنہوں نے فرمایا ! اے میرے اُمّتی میں تیرا نبی تیری پریشانی دُور کرنے آیا ہُوں" تیری مشکل کُشائی کرنے آیا ہوں"

کرم تیرے دا ناں کوئی ٹھکانہ یا رسول اللہ

سدا کھلا اے رحمت دا خزانہ یا رسول اللہ

اے مجھ پر کرم کرنے والے،
اے مجھے دیدار عطا فرمانے والے آقا آپ نے اتنا کرم فرمایا
مجھ نکمے کے لئے آپ تشریف لے آئے " اس بیچارگی
میں " اس بے سروسامانی میں رحمت فرمائی " میرے آقا !
اے رحمۃ اللعلمین آپ کو میرے ابا جان کی کونسی ادا
پسند آئی ؟

سلطانِ مدینہ نے فرمایا ! اے میرے غلام " تیرا باپ
بڑا گنہگار تھا " سیاہ کار تھا " جب وہ مرا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے
جلال سے سیاہ کر دیا " لیکن !
اس نے ایک مرتبہ بڑی محبت کے ساتھ ہم پر درود شریف
پڑھا تھا " ہم نے اس کی درود والی پرچی سنبھالی ہوئی تھی
آج جب مرنے کے بعد اس کا رنگ سیاہ ہو گیا تو ہم نے اس
درود شریف کی محبت کے بدلے میں اس کے چہرے کو نور و نور کر دیا "

حاصلِ مقصد

حضراتِ محترم ! معلوم ہوا درود پڑھنے سے چہرے پر
نور آتا ہے " درود پڑھنے سے قبر کا اندھیرا ختم ہوتا ہے "
درود پڑھنے والے کی سرکار شفاعت فرمائیں گے ۔
بلکہ سرکار فرماتے ہیں " درود شریف پڑھنے والا قیامت کے

دن میرے نزدیک ہوگا۔" اسی لئے تو ہم کہتے ہیں "

کر ذکر مدینے والے دا ایہدے چہ بھلائی تیری اے
اِک وار توں ہو جا سوہنے دا فِر ساری خُدائی تیری اے

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْن ؕ

❀

پڑھدے سدا دُرود جو نبیؐ اُتّے، اوہناں تائیں حضور یاںﷺ دیاں نے
ایسا سوہنے دا قُرب نصیب ہُندا پھیر کدی ناں دُوریاں ہُندیاں نے
پڑھدے جدوی دُرود حضور اُتّے دُور گل مجبوریاں ہُندیاں نے
قسم رَبّ دی صائم دُرود پڑھیاں
آساں ساریاں پُوریاں ہُندیاں نے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ٥ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ٥ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِيْ قُرْاٰنِ الْمَجِيْد وَ فُرْقَانِ الْحَمِيْد

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً

النحل آیت ۹۷

صَدَقَ اللّٰه مَوْلَانَا الْعَظِيْم

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

درود پاک با آواز بلند

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه ٥ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ

کجّ وی منکا تے لعل وی منکا اِکّو رنگ دوہاں دا
جاں وَلّ صراف دے جائیے فَرق ہزار کوہاں دا

میں نیواں میرا مُرشد اُچّا تے میں اُچیاں دے سنگ لائی !
صدقے جاواں ایہناں اُچیاں اتوں جہنا نیویاں نال نبھائی

دُدّھ وجود نیرے وِچ کیہ اے رِغن دار تمامی
مُرشد لاوے جاگ پریموں تاں جمّے دودھ پانی

قَلم ربّانی ہتّھ ولیاں دے وَلی لِکھے جو چاہوے
رب ایہناں نوں طاقت بخشی ایہہ لِکھّے لیکھ مٹاوے

مُرشد دے دَروازے اُتّے مُحکم لائیے جھوکاں !
نوِیں نوِیں ناں یار بنائیے وانگ کمینیاں لوکاں

قابلِ قدر واجب الاحترام بزرگو دوستو عزیز ساتھیو
آپ حضرات کے سامنے اِس مقدّس اجتماع میں میں نے
چودھویں پارے کے اُنیسویں رکوع کی آیتِ پاک تلاوت کرنے
کا شرف حاصل کیا ہے
جس میں اللہ رب العزّت نے پاکیزہ زندگی کا ذکر فرمایا
ہے
نُورانی زندگی کا ذکر فرمایا ہے
منزّہ زندگی کا ذِکر فرمایا ہے
پاک زندگی کا ذِکر فرمایا ہے
یہ کون لوگ ہیں ؟

پاکیزہ زندگی عطا ہوگی

یہ کون لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اچھّی زندگی عطا فرمائی
ہے آج ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ اس کی زندگی اچھّی ہے
وہ سیدھے راستے پر ہے اُس کی لائن درست ہے
آئیں قرآن پاک کی روشنی میں اس مسئلے کو سمجھیں کہ اچھّی
زندگی اللہ تعالےٰ نے کس کو عطا فرمائی ہے
اللہ رب العزّت کا ارشادِ پاک ہے
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

جو اچھا عمل کرے مَنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى
مرد ہو یا عورت وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً
اور ہم اُنہیں ضرور اچھی زندگی عطا فرمائیں گے
وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ
بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ
النحل آیت ۹۷
اور ضرور اُن کے اعمال بھی اُنہیں اچھی جگہ پر عطا فرمائیں گے اور اُنہیں زیادہ اجر بھی عطا فرمائیں گے۔

اللہ رب العزت نے اس آیتِ پاک میں ایک جگہ وَهُوَ مُؤْمِنٌ کی شرط لگائی

صالح مومن کی شرط

شرط یہ لگائی ہے کہ وہ مومن ہو "
قرآنِ پاک میں جہاں بھی نیک عمل کی وضاحت فرمائی گئی ہے وہاں پہلے ایمان کی شرط لگائی گئی ہے "
آئیں میں آپ کے سامنے چند آیات پیش کرتا ہوں

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ط ہ

ترجمہ! البقرہ آیت ۲۵
اور خوشخبری سنادیں انہیں کہ جو لوگ ایمان
لائے اور نیک عمل کئے اُن کے لئے جنّت
ہے جس میں نہریں جاری ہیں"
قرآنِ مجید میں سُورہ مائدہ میں اللہ تعالےٰ نے اِرشاد فرمایا"

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ
مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْم

اِس میں اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے ساتھ وعدہ فرمایا
ہے کہ "جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے" میں
اُن کی مغفرت بھی فرماؤں گا اور اُنہیں اجرِ عظیم بھی ملے
گا۔

حضرات محترم نیک اعمال کرنے والوں کے لئے
قرآنِ مجید میں کیسی خوشخبریاں ہیں"

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "

وَالْعَصْرِ ہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ہ
اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

ترجمہ !

قسم ہے زمانے کی انسان خسارے میں ہے
مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیئے
اور ایک دُوسرے کو حق کی اور صبر کی نصیحت کی

معلوم ہُوا "
نیک اعمال کرنے والے کو جنّت ملے گی " نیک عمل کرنے والے کو اجرِ عظیم ملے گا "
بلندی ملے گی ،
انعام ملے گا ،
درجہ ملے گا ،
مغفرت ملے گی ،
کامیابی نصیب ہوگی ،
خسارے سے بچے گا ،
لیکن اللہ تعالےٰ نے نیک اعمال کرنے سے پہلے ایک شرط لگادی۔

کہ اٰمَنُوْا " ایمان لائے اور نیک عمل کرے
مسئلہ واضح ہو گیا کہ ایمان پہلی شرط ہے کہ اُس نے
ایمان دِل سے اور زبان سے قبول کیا ہو"

ایمان کی شرط محبّتِ رسول ہے

حضراتِ محترم ! توجّہ فرمائیں کہ عمل اُس کا قبول ہو گا
جس میں ایمان ہو گا -

سرکار فرماتے ہیں،

اَلَا لَا اِیمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّۃَ لَہٗ

اُس کا ایمان نہیں جس کے دِل میں میری محبّت نہیں "

دیکھیں ! عمل اُس کا قبول ہے جس کے دِل میں سرکار کی محبّت ہو" عمل اُس کا قبول ہو گا جس کے دِل میں ایمان ہو اور ایمان اُس کا قبول ہے جس کے دِل میں حضُور کی محبت ہو

بے حُبِّ مُصطفےٰ کے عِبادت حرام ہے
زاھد تری نماز کو میرا سلام ہے

نتیجہ یہ نکلا کہ جس کے دِل میں حضُورؐ کی محبّت ہو" دولتِ ایمان ہو عمل بھی اُسی کا قابِلِ قبول ہے"

حضرت علامہ صائم چشتی فرماتے ہیں

نہیں جس کے دل میں محبت نبی کی

خدا کی قسم وہ مسلماں نہیں ہے

مسلمان ہونا تو مشکل ہے لیکن

وہ تو انسان ہو کر بھی انسان نہیں ہے

قرآن مجید میں ارشاد ہے

مغفرت کی نوید

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
کہ ہم نیک اعمال کرنے والے کو حیاتِ طیبہ عطا فرمائیں گے

حضراتِ محترم!
نیک اعمال کرنے والے کو حیاتِ طیبہ اللہ تعالیٰ کے دربار سے حاصل ہوتی ہے۔ تفسیر فتح القدیر کے حوالہ سے بات کرتا ہوں۔
اللہ تعالیٰ کی ذات جس کو حیاتِ طیبہ عطا فرمائے اس کو ربّ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ اسے اپنے مالک کی پہچان ہو جاتی ہے
تفسیر جریر میں لکھا ہے کہ جس آدمی کو حیاتِ طیبہ حاصل ہو جاتی ہے یعمل حلال ؟ ویرزق حلال ؟

اُس کا کھانا بھی حلال ہوتا ہے
اُس کا پینا بھی حلال ہوتا ہے
اُس کا پہننا بھی حلال ہوتا ہے
اُس کی روزی بھی حلال ہوتی ہے
اُس کا لباس بھی حلال ہوتا ہے۔

بُری زندگی کونسی ؟

آئیں یہ بھی دیکھیں کہ بُری زندگی کونسی ہے ' تو سب سے بُری زندگی وہ ہے کہ جس کا رزق بھی حرام ہو اور اُس نے جو لباس پہنا ہو وہ بھی حرام ہو '

اِنسان کو چاہیئے کہ غور کرے کہ اُس کا رزق حلال ہے ؛ اور اُس نے جو کپڑا پہنا ہے کیا وہ بھی حلال پیسے سے ہی خرید اگیا ہے ؟

اگر یہ دونوں چیزیں حلال رزق سے حاصل ہوئی ہیں تو پھر وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ اُسے حیاتِ طیبہ عطا فرماتا ہے

اور اگر ان چیزوں میں گڑ بڑ نظر آتی ہے تو پھر اُس کیلئے لمحۂ فکریہ ہے - کہ اب بھی وقت ہے کہ وہ اپنے آپ کو سنوار لے '

قبر کی زندگی

عزیزانِ من قبر کی زندگی حق ہے

صاحبِ تفسیر خازن نے حیات طیبّہ کا مطلب یہ بیان کیا ہے
کہ اچھی زندگی یہ ہے کہ اُسے اللہ جنّت الفردوس عطا فرما دے گا
اِسی حَیَاۃً طیّبہ کا ایک مطلب صاحب تفسیر رُوح المعانی
نے یہ لکھا ہے کہ حیاتِ طیبّہ قبر کی زندگی ہے

فقد جاء القبر من ریاض الجنۃ

کہ وہ زندگی اُس قبر کی زندگی ہے جو قبر جنّت کے باغات میں
سے ہو

روایات میں آتا ہے کہ قبر یا تو جنّت کے باغات میں سے ایک
باغ ہو گی یا پھر جہنّم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے

مومن کی قبر

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب کوئی نیک آدمی قبر میں جاتا ہے
تو اُس سے سوالات پُوچھے جاتے ہیں بعد میں اُس کے لئے جنّت سے
لباس لایا جاتا ہے

پھر اُس کے لئے بہشتی بستر بچھایا جاتا ہے اور اُس کی قبر
میں جنّت کی کھڑکیاں کھول دی جاتی ہیں

پھر فرشتہ اُس سے کہتا ہے
نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعَرُوْسِ

یعنی سوجا جیسے پہلی رات کی دلہن سوتی ہے

عُرس کا دِن

حضراتِ گرامی! عُرس لفظ عَرُوس سے نکلا ہے۔ جب اللہ کا نیک بندہ قبر میں جاتا ہے تو فرشتے اُس سے کہتے ہیں "
نَوۡمَةَ الۡعَرُوۡس
گویا وہ دِن اُس کے لئے عُرس کا دِن بن جاتا ہے۔
اور ہم بھی یہی کرتے ہیں کہ جب کسی نیک آدمی کی وفات کا دِن آتا ہے تو ہم عُرس مناتے ہیں "
بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ "جی عُرس کا لفظ کہاں سے نکلا ہے ؟
تو معلوم ہوا کہ عُرس کا لفظ اِسی حدیثِ پاک سے اَخذ کیا گیا ہے "

جب اللہ کے کسی ولی پر انعامات واکرام کی بارش ہوتی ہے تو اُس کو چاہنے والے " اُس کو ماننے والے " اُس سے محبت کرنے والے اُن کی یاد میں عُرس مناتے ہیں۔ حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں یوں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں "
آپ لکھتے ہیں "

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را راھنما

حضرات محترم!

یہ شعر اُس ولیٔ کامل نے کہا ہے کہ جنہوں نے نوّے لاکھ ہندؤوں کو مسلمان کیا ہے۔ آپ جب چلّہ کشی کے لئے حضور داتا صاحبؒ کی قبرِ انور کے قریب بیٹھے تو اُنہوں نے فرمایا کہ مجھے فیضان حاصل ہُوا اور مجھے معلوم ہُوا کہ یہ کوئی عام قبر نہیں ہے بلکہ یہ تُربتِ گنج بخش ہے۔ یہ فیضانِ عالم کی مقدّس جگہ ہے

یہ قبرِ انور اُس اللہ کے ولی کی ہے کہ جو ناقصوں کے لئے پیرِ کامل ہے اور جو پیرِ کامل ہیں تو اُن کے لئے بھی یہ راھنما بزرگ ہیں۔

پیروں کا پیر ہے، روشن ضمیر ہے
علی ہجویری داتا سب کا دستگیر ہے

لوگ کہتے ہیں کہ قبر پہ جانا شرک ہے۔ بدعت ہے تو میں کہتا ہوں کہ اگر قبر کے اُوپر جانا شرک ہے تو پھر قبر کے اندر جانا تو ڈبل شرک ہوا۔ اِس کا مطلب ہُوا کہ آدمی یہ وصیّت کرے کہ مجھے قبرستان نہ لیکر جانا۔

ارے مزارات پر جانا تو خود حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

سُنّت ہے۔

حضور تو خود جاتے رہے اور قبر والوں کے لئے دعائیں فرماتے رہے۔

"ہم سرکار کی سُنّت پر عمل کرتے ہوئے اُنہیں دُعائیں دینے جاتے ہیں اور اللہ والوں کی سُنّت پر عمل کرتے ہوئے اُن سے دعائیں لینے بھی جاتے ہیں"

سرکار نے قبر پر جاکر دُعا فرما کے ہمارے لئے یہ مسئلہ واضح فرما دیا کہ قبر پر جانا غلط نہیں بلکہ عین سُنّت ہے

اگر آج قبور پر کوئی جہالت والی رسوم ہوتی ہیں تو اُن کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

یاد رکھیں! کوئی سُنّی مُسلمان خلافِ شریعت کاموں کی اجازت نہیں دیتا خواہ وہ قبور پر جاکر ہوں یا گھر بیٹھ کر ہوں"

ہم ناچ گانے کی اجازت نہیں دیتے،

ہم نشہ آور چیزوں کی اجازت نہیں دیتے،

ہمارا طریقہ ہے

مزارات پر جاکر اللہ کا ذکر کرنا

ہمارا طریقہ ہے

مزارت پر جاکر محافلِ میلاد کرنا

ہمارا طریقہ ہے

مزارات پر ایصالِ ثواب کی محفلیں کرنا

ہمارا طریقہ ہے

مزارات پر جاکر قرآن مجید کی تلاوت کرنا، اوراد و وظائف پڑھنا، درود و سلام پڑھنا، ذکر اذکار کرنا، سرکار کی نعتیں پڑھنا اللہ تعالیٰ سے اولیاء اللہ کا صدقہ مانگنا

کُتّا نکالو مسجد نہ گراؤ

حضرات محترم!

اگر مسجد میں کُتّا داخل ہو جائے تو کیا کرنا چاہیئے؟ کُتے کو باہر نکالنا چاہیئے یا مسجد کو گرا دینا چاہیئے؟

کُتے کو ہی باہر نکالنا چاہیئے

اسی طرح اگر کسی دربار پر کوئی غیر شرعی حرکت ہو رہی ہو تو اُس غیر شرعی حرکت کو بند کرنا چاہیئے نہ کہ اولیاء اللہ کے مزارت پر جانے سے روکنا چاہیئے

اگر قرآن پاک کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اللہ والوں کی نسبت اور اُن کی صحبت و رفاقت کا پتہ چلتا ہے۔

آپ بتائیں! اصحاب کہف کا کُتّا جنّتی ہے یا نہیں؟

ارے اُس کُتے نے اللہ والوں کے ساتھ تعلّق قائم کر لیا، وہ اصحاب کہف کے غار کے باہر بیٹھ گیا، اُس نے اللہ والوں کا قُرب حاصل کر لیا اور وہ جنّتی ہو گیا، تو جو اللہ کے محبوب کی اُمّت کے ولی ہیں اُن کے

مزارات پر جانے والے کو جنّت کیوں نہ ملے گی ؟

جیہڑا اللہ دے ولیاں تھیں کر دا اے سنگ
اوس کچ تے وی اَوندا اے ہیرے دا رنگ

راستہ بتادوں

حضراتِ محترم ! آپ داتا صاحب کی سیرت کا مطالعہ کر کے دیکھیں، آپ ایک روز مسجد کے باہر تشریف فرما تھے،
ایک ہندؤوں کی بارات آئی ۔ وہ راستہ بھول گئے تھے، وہ آپ کے پاس آکر کہنے لگے بابا جی آپ ہمیں راستہ بتادیں،
آپ نے پُوچھا ! راستہ بتادوں یا دِکھادوں ،
اُنہوں نے کہا !
جی بتانے اور دکھانے میں کیا فرق ہے ؟
آپ نے فرمایا !
بتانا تو یہ ہوتا ہے کہ میں آپ کو محلّے کا نام بتادوں، گلی اور بازار کی پہچان بتادوں، اور دِکھانا یہ ہوتا ہے کہ میں خُود تمہیں وہاں چھوڑ آؤں،
اُنہوں نے کہا پھر تو زیادہ اچھا یہ ہے کہ بابا جی آپ ہمیں چھوڑ ہی آئیں، وہ جگہ دِکھا ہی دیں،

آپ نے فرمایا کہ اگر دیکھنا ہے تو پھر تم سب اپنی آنکھیں بند کر لو۔ اُنہوں نے آنکھیں بند کر لیں

اِدھر اُنہوں نے آنکھیں بند کیں اور اُدھر حضرت داتا علی ہجویری نے اُن پر فیضانِ نظر کیا اور اُنہیں گنبدِ خضریٰ دکھا دیا

اُنہوں نے کہا!

"حضور ہم بھولے رہے" پھر کیا ہوا" سب آنکھ کھولتے گئے اور کلمہ پڑھتے گئے۔

بِن تیل دے دیوا بلدا ناں، بِن پانیوں بوٹا پھلدا ناں
بِن مُرشد کلمہ چلدا ناں پڑھو لا الٰہ اِلاّ اللہ

اے صائم حسن قرینے دا اَج منگ لؤ سفر مدینے دا
رُخ کر لؤ ٹھیک سفینے دا پڑھو لا الٰہ الا اللہ

اللہ والوں کی سنگت

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حیاتِ طیبہ عطا فرمائی ہے۔ جو بھی اللہ والوں کی سنگت اختیار کرتا ہے اُن کی رفاقت اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُنہیں بھی حیاتِ طیبہ عطا فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے

کہ ہمیں اپنے حبیب کی محبت اور اپنے ولیوں کی رفاقت عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

حاضریِ مدینہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٥ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ٥ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ٥ وَ عَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ٥

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

قَال اللّٰہُ تبارکَ وَ تعالٰی فِیْ قُرْاٰنِ الْمَجِیْد وَ فُرقَانِ الْحَمِیْد

وَ لَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓ اَنْفُسَھُمْ جَاءُ لَکَ فَاسْتَغْفرُاللّٰہ وَ اسْتَغْفرلھم الرَّسُول لَوَجَدُو اللّٰہ توا بًارَّحِیما

صَدَقَ اللّٰہ مَولَانا العظیم سُورۃ النساء آیت ۶۴

اِن اللّٰہ وَمَلٰئکتہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِی یا اَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْ تَسْلِیْمًا

درود پاک باآواز بلند

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُولَ اللّٰہ ٥ وَسَلَّمْ عَلَیْکَ

یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

معززسامعین حضرات ! بزرگو دوستو

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کارخانۂ قدرت میں کوئی چیز بے کار اور بے فائدہ نہیں پیدا فرمائی

ھر چیز کے بنانے کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے

بعض وہ چیزیں ہیں کہ جن کی طرف دیکھ کر انسان خیال کرتا ہے کہ یہ چیزیں پتہ نہیں کس لئے بنی ہونگی ؟

لیکن اُن کے بھی پیدا فرمانے کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے

کتابوں میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دیوار پر چھپکلی کو چلتے ہوئے دیکھ کر پوچھا مولا اس کو کیوں پیدا فرمایا ہے

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے آواز آئی پیارے کلیم ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ اس چھپکلی نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ یا اللہ تو نے موسیٰ کو کیوں پیدا فرمایا

تو میرے موسیٰ کلیم اللہ جیسے میں نے تمہیں کسی کام کے لئے بنایا ہے ویسے ہی اسے بھی کسی کام کے لئے پیدا کیا ہے

انسان اللہ رب العزت کی ساری مخلوقات میں سے اشرف و افضل ہے

تمام مخلوق میں منفرد و اعلیٰ مقام کا مالک ہے

اِنسانی تخلیق

جس طرح تمام مخلوقات کے بننے کا مقصد ہے اسی طرح انسان کے بننے کا بھی کوئی مقصد ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اِنسان کے پیدا فرمانے کی وجہ کو بیان فرمایا ہے"

اِرشاد باری تعالیٰ ہے"

وَماخلقتُ الجِنَّ وَالاِنْسَ اِلاَّ لِیَعْبُدُوْنْ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ھمنے جنوں اور انسانوں کو اِس لئے پیدا کیا ہے تاکہ یہ میری عبادت کریں"

اور اِس کی ترجمانی کسی شاعر نے کی

زندگی حاصل برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی"

اِنسان کی زندگی کا مقصد

اِنسان کے پیدا ہونے کا مقصد انسان کی تخلیق کا مقصد قرآن نے یہ بیان کیا ہے کہ اسے اللہ کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے

تو جو آدمی اپنے مالک کی اپنے خالق کی عبادت نہیں کرتا تو گویا وہ اپنی وجہِ تخلیق کے مَنشور پر عمل پیرا نہیں ہے"

نتیجہ کیا نکلا

زندگی وہی زندگی ہے کہ جس میں مالِک کی بندگی ہو اور جس زندگی میں مالِک کی بندگی نہیں وہ زِندگی زندگی ہی نہیں ہے دیکھیں کائنات کی جس چیز پر بھی غور کریں تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یہ تمام چیزیں انسان کے لئے بنائی گئی ہیں

سُورج کو دیکھ لیں،
چاند کو دیکھ لیں،
سِتاروں کو دیکھ لیں،
جانوروں کو دیکھ لیں،
غذاء کو دیکھ لیں،
کھیتیاں دیکھ لیں،
نہریں دیکھ لیں،
دریا دیکھ لیں،
سمندر دیکھ لیں

غرض یہ کہ کائنات کی ہر چیز مالک نے اِنسان کیلئے بنائی ہے اور اِنسان کو

کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے
چاند سُورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے

جانور پیدا کئے تیری وفا کے واسطے
کُل جہاں تیرے لئے ہے اور تُو خدا کے واسطے

اللہ نے ہر چیز انسان کے لئے پیدا کی ہے اور اِنسان کو اپنے لئے پیدا کیا ہے۔

بندگی ہے تو زِندگی

وہ بندہ بندہ نہیں جو اپنے مالک کی بندگی نہیں کرتا۔ اور وہ زِندگی زندگی نہیں جو اپنے مالِک کی بندگی میں نہ گذرے۔

اِنسان خطا کا پُتلا ہے اور اِس سے مالک کی بندگی کا حق اَدا نہیں ہو سکتا۔

دیکھیں اگر کسی کا بھائی ناراض ہو جائے اور اُسے راضی کرنا ہو تو اُسے اپنے بھائی کے دروازے پر جانا پڑے گا۔

اگر بھائی ناراض ہو تو بھائی کے دروازے پر جانا پڑتا ہے
اگر رِشتہ دار ناراض ہو تو رِشتہ دار کے دروازے پر جانا پڑتا ہے
اگر عزیز و اقارب ناراض ہوں تو اُن کے دروازے پر جانا پڑتا ہے

ہم سے مالک کی بندگی کا حق اَدا نہیں ہوتا اور ہم مالک کو ناراض کر بیٹھتے ہیں۔

اللہ ربّ العزّت کو ناراض کر بیٹھتے ہیں۔

اَبْ کِدھر جائیں

اور جب اللہ کو ناراض کرلیا تو اَب کِدھر جائیں کیونکہ اللہ کا تو گھر ہی نہیں ہے اُس کا تو مکان نہیں ہے" وہ تو لامکان میں ہے وہ تو مکان کی حُدود و قیوُد سے پاک ہے"

توپھر جب اللہ کو ناراض کرلیا تو اَب کِدھر جائیں"

اگر کوئی یہ کہے کہ اگر اللہ کو ملنا ہے تو مسجد میں آجاؤ تو میں سوچ میں پڑگیا کہ کونسی مسجد میں کیونکہ صرف ایک ایک شہر میں تین تین چار چار سو مساجد ہیں" اَب کوئی ایک جگہ بتاؤ

ہمیں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جو چیز بھی مانگنی ہو اللہ سے مانگو" اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ عرشوں پر رہتا ہے"

تو ایک عاشق کی زبان سے اِس کی ترجمانی سُنیں" کہ جب معراج کی رات جب اللہ نے حضوُر کو اپنے پاس بلوایا" سُنیں"

" تینوں اپنے کول میں سدھیا نہیں تینوں تیرا مکان وکھایا اے
میرا تے کوئی مکان نہیں اَوں میں لامکان سداندا ہاں

" اللہ تو مکان و مکانیات سے پاک ہے"

ہمیں کہتے ہیں کہ
بیٹیاں اللہ تعالیٰ سے مانگو"

بیٹے اللہ تعالیٰ سے مانگو،
عزتیں اللہ تعالیٰ سے مانگو،
دولت اللہ تعالیٰ سے مانگو۔
مال اللہ تعالیٰ سے مانگو،
اولاد خدا کی بارگاہ سے مانگو۔
میں کہتا ہوں کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے در سے ملتی ہے
ذرا یہ بھی بتا دو کہ اللہ کہاں سے ملتا ہے؟
ارے جس سے کوئی چیز لینی چاہو اس کا ایڈریس تو بتاؤ،
آؤ مل کر قرآن پاک سے عرض کریں کہ اے اللہ کی پاک کتاب!
کوئی کہتا ہے خدا کعبے میں رہتا ہے
کوئی کہتا ہے خدا سرِ عرش عُلیٰ رہتا ہے،
اے اللہ کی پاک کتاب!
کوئی کہتا ہے خدا عرش پر ہے۔
کوئی کہتا ہے اللہ کعبے میں ہے۔
کوئی کہتا ہے خدا مسجد میں ہے۔
کوئی خدا کا پتہ کچھ بتاتا ہے، کوئی خدا کا پتہ کچھ بتاتا ہے
اے اللہ پاک کی پاک کتاب!
تم پاکیزہ ہو،
تم سچی ہو،
تم سُچی ہو،

تم لاریب ہو،
تم نور ہو،
تم ھدایت ہو،
تمہارے اندر انسان کے لئے اِبتداء سے لیکر انتہا تک
مہد سے لیکر لحد تک
ماں کی گود سے لیکر قبر تک
زندگی کے ہر موڑ کے مشکل سے مشکل سوال کا حل موجود ہے
اے اللہ کی پاک کتاب!
ذرا یہ بیان فرما کہ جب اللہ ناراض ہو جائے تو اللہ کو راضی کرنے کہاں جائیں،
سُنئے اللہ کی پاک کتاب نے کیا جواب دیا،
قرآن نے کہا!
وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ
اے محبوب اعلان کردو،
کہ اگر ان کا بھائی ناراض ہو جائے تو بھائی کے دروازے پر جائیں
باپ ناراض ہو تو باپ کے دروازے پر جائیں،
رشتہ دار ناراض ہوں تو رشتہ دار کے دروازے پر جائیں
مگر وائے محبوب
جب یہ پروردگار کو ناراض کرلیں تو تمہارے دروازے پر آجائیں
اے حبیب! تمہارا دروازہ ہی میرا دروازہ ہے"

بازبانِ رضا

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدّدِ دین و ملّت الشّاہ احمد رضا خاں بریلوی نے کیا خوب فرمایا ہے"

وہی رَبّ ہے جس نے تُم کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بنایا

مِل کر جھوم کر پڑھیں"

جو بھی حضور کے در کا گدا ہے،
جو بھی حضور کی بارگاہ کا غلام ہے،
اُس کا یہی عقیدہ ہے،
یہ عقیدہ قرآن والا ہے،
یہ عقیدہ قرآن والا ہے،
یہ عقیدہ حدیث والا ہے،
یہ عقیدہ صحابہ والا ہے،
یہ عقیدہ تابعین والا ہے،
یہ عقیدہ اَغیاث والا ہے،
یہ عقیدہ اَقطاب والا ہے،
یہ عقیدہ اَولیاء والا ہے،

یہ عقیدہ اصفیاء والا ہے کہ

"وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بنایا"

کوئی کسی امیر کے در کا گدا ہے،

لیکن

ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بنایا

کوئی کسی وزیر کے در کا گدا ہے،

کوئی کسی مشیر کے در کا گدا ہے،

کوئی کسی گورنر کا گدا ہے،

کوئی کسی جنرل کے در کا گدا ہے،

کوئی کسی کا گدا ہے کوئی کسی کا گدا ہے،"

لیکن اے کملی والے ہمیں اس پر ناز ہے!

کہ

ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بنایا

اے وَالضُّحیٰ کے چہرے والے"

وَاللَّیل کی زلفوں والے

وَالفَجر کی پیشانی والے

یٰسین کی مسکراہٹ والے

مَا زَاغَ البَصر والے

الم نشرح کے سینے والے"

یَدُ اللّٰہ کے پیارے نورانی ہاتھوں والے"
وَجہُ اللّٰہ کے پیارے چہرے والے" محبوب"
اللّٰہ نے ہمیں مانگنے کے لئے تمہارا دروازہ دکھا دیا"
تمہارے دروازے پر بھیج کر اعلان کر دیا" کہ اے جہان والو یہ مصطفٰے
کا در اور خدا کا گھر ہے" اے دُنیا والو ! یہ در مصطفٰے کا اور
گھر خدا کا ہے" اس لئے اللّٰہ کے محبوب

" ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بنایا

فرمایا !
اگر مجھے ناراض کر لو اور راضی کرنا ہو تو میرے محبوب
کی پاک بارگاہ میں آجاؤ"

فَاسْتَغْفِرُ اللّٰہ

مجھ سے معافی مانگو"
آنا ہے بارگاہِ مصطفٰے اور معافی مانگنی ہے اللّٰہ تعالیٰ سے
پُوچھا ؛ یَا اللّٰہ پھر ہمیں معاف کر دو گے ؟
فرمایا ! نہیں"
تو یَا اللّٰہ کب معافی ہو گی"
فرمایا ! واستغفر لھم الرسول
کہ جب تم اللّٰہ سے معافی مانگو اور میرا محبوب تمہاری سفارش
کرے

لو جد اللہ توابا رحیما

فرمایا ! جب میرے یار کے دروازے پر آکر تم سوال کرو گے
تو اللہ کو رحم کرنے والا پاؤ گے "

اے سُنیّو !
تمہیں مبارک ہو کہ تمہیں کملی والے کا در مل گیا ہے خدا کا گھر مل گیا
ہے

ہوئیں حل مُشکلیں جس دم پکارا یا رسول اللہ

اللہ نے فرمایا !
جب مجھے ناراض کر لو " تو میرے یار کے دروازے پر آجاؤ "

حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک غلام تھا اور اُس نے فرض روزہ رکھا ہُوا تھا "
لیکن وہ روزہ پورا نہ کر سکا اور اُس نے روزہ توڑ دیا "
بتائیں روزہ توڑنے سے کون ناراض ہوتا ہے " ؟ اللہ "
ویسے ہماری قوم اچھی ہے "
یہ روزہ رکھتے ہی نہیں تاکہ اللہ ناراض ہی نہ ہو "

حدیث شریف میں آتا ہے " کہ جب حضور کا وہ غلام حضور کا وہ صحابی روزہ برقرار نہ رکھ سکا اور اُس نے روزہ توڑ لیا اور اُس سے گناہ سرزد ہو گیا تو وہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا "
چہرے کا رنگ اُڑا ہُوا تھا " آنکھوں میں آنسو تھے "
وہ رحمت کائنات حضور نبیٔ کریم رحمۃ اللعلمین کی بارگاہ

میں پہنچ گیا"

سرکار نے اُس غلام کے چہرے کی طرف دیکھا "

اے مسلمانوں !

اگر بچہ روتا ہے تو ماں کا کلیجہ ہل جاتا ہے اور جب حضور کا اُمتی پریشان ہو تو سرکار کے گنبدِ خضرای کو لرزہ طاری ہو جاتا ہے "

حضور نے فرمایا ! اے میرے غلام تم پریشان کیوں ہو؟

وہ رونے لگا " عرض کی ! یارسول اللہ میں ہلاک ہو گیا ہوں میں برباد ہو گیا ہوں " اے کملی والے میں نے اپنے رب کو ناراض کرلیا ہے "

حضور نے فرمایا ! اے میرے غلام تم سے کونسی ایسی خطا سرزد ہو گئی ہے ؟

عرض کی ! یارسول اللہ میں نے روزہ رکھا تھا لیکن پورا نہ کرسکا اور توڑ لیا "

فرمایا ! اے غلام " اگر تم نے روزہ توڑا ہے تو اس کا کفارہ ایک غلام آزاد کردو -

اُس نے نظریں نیچی کیں اور عرض کیا " یارسول اللہ میں غریب ہوں اور میرا کوئی غلام نہیں ہے " اور نہ ہی میرے پاس اتنی رقم ہے کہ غلام لیکر آزاد کرسکوں "

میرے محبوب نے فرمایا ! اگر تم غلام آزاد نہیں کرسکتے تو جاؤ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادو - تمہارا رب راضی ہو جائے گا

غلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ' روتے ہوئے عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس اتنی سکت بھی نہیں کہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکوں "

فرمایا ! جاؤ پھر مسلسل ساٹھ روزے رکھ لو ۔

عرض کی ! یا رسول اللہ مجھ سے تو ایک روزہ پورا نہیں ہو سکا میں ساٹھ روزے کیسے نبھاؤں گا "

فرمایا پھر کیا چاہتے ہو ؛

علامہ صائم چشتی اِس موقع پر اُس غلام کی عکاسی کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

مدینے والیا سخیا گدا دی لاج رکھ لینا

دیون کارن داتا بنیوں اَتے منگن لئی سوالی "

مدینے والیا سخیا گدا دی لاج رکھ لینا

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا

مدینے والیا سخیا گدا دی لاج رکھ لینا

اے حبیب آپ کی ذات رحمۃ اللعالمین ہے ۔

آپ شفیع المذنبین ہیں ۔

آپ صاحب التاج ہیں

آپ صاحب معراج ہیں

آپ اللہ کے محبوب ہیں،
آپ مشکل کشاء ہیں۔
آپ حاجت روا ہیں،
اے محبوب
ترا در چھوڑ کر جاؤں تو کہاں جاؤں
میرے آقا میرے سلطان مدینے والے
صحابی عرض کرتا ہے
مری جھولی وی خالی اے تے منگن دا وی ول ناہیں
مدینے والیا سخیا گدا دی لاج رکھ لینا
اے حبیبﷺ!
میرے پاس رقم نہیں ہے۔ جمع پونجی نہیں ہے، مال نہیں ہے طاقت نہیں ہے۔
میرے آقا نے جب اُس غلام کی حالت کی طرف دیکھا تو فرمایا! اے میرے غلام بیٹھ جاؤ" وہ بیٹھ گیا۔
ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ حضور کا ایک غلام آیا اور اُس غلام نے سر پر ایک ٹوکری اُٹھا رکھی تھی۔
اُس نے بارگاہِ رسالت میں سلام پیش کیا اور کھجوروں کی ٹوکری کا ہدیہ پیش کیا۔
میرے پیارے آقا نے ہدیئے کو قبول فرما لیا اور اُس روزہ توڑنے والے غلام سے فرمایا" اے غلام تم نے روزہ توڑا

ہے۔ اُس نے عرض کی ! جی ہاں یارسول اللہ
فرمایا ! تمہارے پاس مال نہیں ہے ؟ اُس نے کہا جی
ہاں یارسول اللہ میرے پاس مال بھی نہیں ہے "
سرکارِ دوعالم نے فرمایا ۔ ایسا کرو روزہ تم نے توڑا ہے
اور یہ کھجوروں کی ٹوکری میری طرف سے لے جاؤ اور مدینہ شریف
کے غرباء میں تقسیم کردو تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا " جاؤ تمہاری
خیر ہو ۔
کیا کوئی ایسا داتا ہے ،
کیا کوئی ایسا آقا ہے "۔
آج اس دنیا میں کوئی سوالی سوال کرتا ہے تو وہ کہتا ہے
کہ اے دینے والے تمہاری خیر ہو "
لیکن میرے محبوبؐ کی وہ بارگاہ ہے جہاں سے مانگنے والے
کے لئے آواز آتی ہے کہ اے مانگنے والے تمہاری خیر ہو "
ے

ہیں عجیب آقا کی عادتیں ، ہیں عجیب اُن کی سخاوتیں

بھریں پہلے جھولی غریب کی پھر کہیں کہ مولا بھلا کرے

ہوں غریب صائم تو کیا ہوا مجھے ہے محمدؐ کا آسرا

میں ہوں اُس سخی کا گدا بنا جو طلب سے بڑھ کر عطا کرے

فرمایا ! یہ کھجوریں لے جاؤ اور غرباء میں تقسیم کردو۔ تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

اُس نے کھجوریں اٹھائیں اور نظریں نیچی کر کے عرض کرنے لگا"

"مدینے والیا سخیا گدا دی لاج رکھ لینا

اُس نے عرض کی

سوہنیاں آپ نے فرمایا ہے کہ یہ کھجوریں مدینہ کے غرباء میں تقسیم کردوں" تو اے اللہ کے پیارے حبیب مدینہ طیبہ میں مجھ سے زیادہ غریب تو کوئی بھی نہیں ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیارے لبوں پر تبسّم آیا اور آپ نے فرمایا کہ یہ اٹھا جاؤ اپنے گھر لے جاؤ خود بھی کھاؤ اور اپنے بچوں کو بھی کھلاؤ تمہارا کفارہ ہو جائے گا"

مدینے والیا سخیا گدا دی لاج رکھ لینا

جنگِ اُحد کا واقعہ

جنگِ اُحد میں ایک صحابیؓ کی آنکھ میں تیر لگ گیا اور اُس کی آنکھ کی پُتلی باہر آ گئی

اُس صحابی نے آنکھ اپنی ہتھیلی پر رکھی اور آ گیا اپنے پیارے آقا و مولا مدنی تاجدار کی بارگاہ میں"

حضورؐ نے پوچھا ؛ قتادہ کس لئے آئے ہو ؟

عرض کی !

مدینے والیا سخیا گدا دی لاج رکھ لینا

آقا ! میری آنکھ میں تیر لگ گیا ہے یا رسول اللہ مجھے آنکھ چاہیئے

حضورؐ نے یہ نہیں فرمایا ۔ قتادہؓ میں نے کونسا آنکھوں کا ہسپتال کھول رکھا ہے ۔ نہ یہ فرمایا کہ تمہاری آنکھ زخمی ہے تم کسی طبیب کے پاس جاؤ

تم کسی ڈاکٹر یا حکیم کے پاس جاؤ نہیں نہیں

بلکہ میرے محبوبؐ نے فرمایا ! قتادہؓ بیٹھ جاؤ تمہاری بات سنتے ہیں ۔

خدا کی قسم ہے میرے محبوب کا وہ دربار عالیشان ہے کہ جہاں ہر دکھ اور ہر درد کا مداوا ہوتا ہے

جھولی ہی تیری تنگ ہے اُن کے یہاں کمی نہیں

آنکھ یا جنّت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتادہؓ کو بٹھایا اور پوچھا ؟ اے قتادہؓ آنکھ چاہیئے یا جنّت ؟

حضرت قتادہؓ نے سوچا کہ آنکھ کے بغیر بھی گذارا نہیں ہے اور

جنّت کے بغیر بھی گذارا نہیں ہے ۔

عرض کی ! یارسول اللہ میں تو آنکھ لینے آیا تھا جنّت کا ذکر تو آپؐ نے فرمایا ہے ۔

اکھ منگی قتادہ نے عطا ہوئی سی حمائم
مل جاندا جے کجھ ہور وی سرکار توں منگ دے

عرض کی !

یارسول اللہ ! آنکھ میں نے مانگی تھی جنّت آپ اپنی طرف سے عطا فرمادیں ۔

اکھ منگی قتادہ نے تے جنّت وی ملی سی
مل جاندا جے کجھ ہور وی سرکار توں منگ دے

عرض کی !

سرکار آنکھ میں نے مانگی ہے جنت آپ عطا فرمادیں ۔ اور پکار رہے

مدینے والیا سخیا گدا دی لاج رکھ لینا ۔

آپ نے فرمایا !

اے قتادہؓ آنکھ تمہاری ابھی درست کر دیتے ہیں اور ساتھ ہی تمہیں جنّت بھی عطا کرتے ہیں ۔ قتادہؓ میرے قریب آؤ ۔ قتادہؓ قریب آئے ۔

حضور نے اپنے گورے گورے نوری نوری ہاتھ ۔ وہ ہاتھ کہ

جن کے بارے میں خالق کائنات فرماتا ہے "یداللہ" اے محبوب یہ تمہارے ہاتھ نہیں بلکہ یہ تو میرے ہاتھ ہیں ۔

میرے محبوب نے انگشتِ شہادت اپنی نورانی زبان پر لگائی ،
اُس زبان پر جس زبان سے اللہ خود بولتا ہے

اوہدے رتبے نہ کوئی تولے
کیہڑا اوہدی ریس کرے جہدے مُنہ وچوں رب بولے

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

النجم آیت ۳ - ۴

حضور نے اپنا لعابِ دہن مبارک حضرت قتادہ رضؓ کی آنکھ پر لگایا اور فرمایا قتادہ آنکھ کھول ، آنکھ بالکل ٹھیک ہو گئی تھی ،
حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، نے عرض کی یارسول اللہ میری آنکھ کی روشنی تو پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے ۔

اور کیوں نہ ہو کہ اللہ کے محبوب کے لعابِ دہن میں شفاء ہے
جو کوئی کہتا ہے کہ حضور ہم جیسے ہیں ارے تمہارے لعابِ دہن میں تو مرض ہے وبا ہے جبکہ آقا کے لعابِ دہن میں شفاء ہے
تم جہاں تھوک لگا دو وہاں جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں ، بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور جہاں میرے محبوب کا لعابِ دہن لگ جائے وہاں شفاء ہو جاتی ہے

ہاں ہاں میرے آقا کے لعابِ دہن میں شفاء ہے ،

لعابِ دہن کی برکت

ارے اگر یہ لعاب قتادہؓ کی آنکھ پر لگے تو آنکھ درست ہو جائے
اگر یہ لعاب کڑوے کنوئیں میں ڈالیں تو کنواں میٹھا ہو جائے
اگر یہ لعاب ٹوٹے ہوئے بازو پر لگے تو بازو جُڑ جائے
اگر یہ حضرت جابرؓ کے کھانے والے برتن میں لگے تو پندرہ سو آدمی
سیر ہو کر کھانا کھالیں
اور اے مولوی! اگر تو اپنے گھر کی ہنڈیا میں اپنا تھوک ڈال
دے تو تیری تو بیوی بھی بھوکی رہے وہ کھانا نہ کھائے
میرے نبیؐ کے لعابِ دہن میں دوا ہے شفاء ہے
خدا کی قسم ہے میرے نبی کے لعاب میں کل بیماریوں کا علاج ہے
حضور کی شان بڑی بلند ہے،
حضورؐ کی شان بڑی اعلیٰ سے اعلیٰ ہے،
حضور کی شان بڑی وری الوریٰ ہے،
اللہ نے اپنے محبوب کے صدقے سے حضور کے غلاموں
کو عزتوں اور عظمتوں سے نوازا ہے۔
حضرت قتادہ کو آنکھ بھی مل گئی اور ساتھ ہی جنت بھی مل گئی
اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ
اگر بے کسوں کا کس ہے تو یہ نبیؐ ہے

اگر بے کسوں کا سہارا ہے ؟ تو یہ نبی ہے ،
اگر بے سہاروں کا سہارا ہے ؟ تو یہ نبی ہے ،
اگر بے چاروں کا چارا ہے ؟ تو یہ نبی ہے ،
آؤ اُس نبی کی بارگاہ میں عرض کریں

مدینے والیا سخیا گدا دی لاج رکھ لینا
کریما بے نوا دی پُر خطا دی لاج رکھ لینا
(علامہ صائم چشتی)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ہ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ہ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ہ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ہ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ قُرْاٰنِ الْمَجِيْد وَ فُرْقَانِ الْحَمِيْد

سُبْحٰنَ الَّذِيْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْم

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

درود پاک با آواز بلند

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه ہ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

مچی ہے دُھوم سِدرہ پر حبیبِ کردگار آیا

جِناں کی سَیر کرنے کو عَرب کا شہسوار آیا

نِدا آئی جُھکا لو گردنیں اے قُدسیو فوراً

جسے سجدہ کیا تھا آج پِھر وہ تاجدار آیا

خُدا نے جب کہا محبُوب جو لینا ہے اب لے لو

زباں پر اُنکی ربِّ اُمّتی ہی بار بار آیا

مکان ولامکاں کی وُسعتیں مَرکز پہ سمٹی تھیں

کہ تھا جِس وقت صائم یار کے پہلو میں یار آیا

دُرود شریف پڑھیں

قابلِ قدر واجب الاحترام بُزرگو دوستو عزیز ساتھیو

آج کی رات بڑی عظمتوں برکتوں اور شان والی رات ہے

اِس رات میں خالقِ کائنات نے میرے اور آپ کے نبیؐ

بے کسوں کے کس

بے بسوں کے بس

بے سہاروں کے سہارے

بے چاروں کے چارے

یتیموں کے والی

غریبوں کے حامی

امام الانبیاء

حبیبِ کبریاؐ احمدِ مجتبیٰ جنابِ مُحمّدؐ مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو عرش پر بُلایا مکان ولامکاں کی سیر کرائی اور اپنا دِیدار کرایا

مُسلمان کے لئے دو خُوشیاں سب سے بڑی ہیں

دو خوشیاں

حضراتِ گرامی! ہم مُسلمانوں کے لئے دو خُوشیاں سب سے بڑی ہیں

ایک سرکار کا زمین پر تشریف لانا اور دُوسرا عرش پر جانا

جب آقا اِس دُنیا میں تشریف لائے تو اُس کو
جشنِ میلادالنبیؐ کہتے ہیں " اور جب آقاؐ عرش پر گئے تو کہتے ہیں
جشنِ معراج النبی " صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
جہاں ہم سرکار کے میلاد کی خوشی کرتے ہیں وہاں سرکار کے
معراج کی خوشی بھی ہم کرتے ہیں "
وہ لوگ کتنے بدبخت ہیں جنہیں نہ تو سرکار کی ولادت کی ام
سرکار کی تشریف آوری کی خوشی ہے اور نہ آقا کے معراجِ پاک کی
خوشی ہے۔
سرکار علیہ السّلام کا معراج ایک بہت بڑی عطا ہے۔ آج
کسی کا بیٹا دُولہا بنتا ہے تو اُس کے باپ سے پوچھیں کہ اُسے کتنی
خوشی ہوتی ہے۔ جب کسی کا بچّہ دُولہا بنتا ہے تو اُسے خوشی ہوتی ہے
لیکن جب نبیؐ کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام دُولہا بن کر عرش پر
تشریف لیکر گئے " اعلیٰ حضرت مجدّدِ دین وملّت شاہ احمد رضا بریلوی
نے نقشہ کھینچا "

شبِ اسریٰ کے دُولہا پہ دائم درود

حضراتِ محترم!
جب دُولہا تیّار ہوکر جاتا ہے لوگ پھولوں کے ہار
ڈالتے ہیں " لوگ نوٹوں کے ہار ڈالتے ہیں " لوگ سہروں کے
ہار ڈالتے ہیں "

اعلیٰ حضرتؒ نے کہا ! اے پروردگار ہمارے پاس تیرے حبیبؐ کیلئے یہ ہار نہیں لیکن ہم اس دُولہا کی بارگاہ میں دُرودوں کے ہار پیش کرتے ہیں " دُرودوں کے گجرے پیش کرتے ہیں "

شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم دُرود
نَوشۂ بزم جنّت پہ لاکھوں سلام

مُصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سَلام
شمعِ بزمِ ھِدایت پہ لاکھوں سَلام

حضراتِ محترم ! لاکھوں سلام اور لاکھوں دُرود ہوں حضور سَرورِ کائنات پرؐ
ہم خوشی کرتے ہیں اور خوشی کیوں نہ کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے آقا و مولا کو ایسا بلند مرتبہ عطا فرمایا

کہ ولی بھی نیچے
غوث بھی نیچے
قُطب بھی نیچے
اَبدال بھی نیچے
اَنبیاء بھی نیچے
رسول بھی نیچے

جبرئیل بھی نیچے
میکائیل بھی نیچے
اِسرافیل بھی نیچے
اِعزرائیل بھی نیچے
حتیٰ کہ کائنات کی ہر چیز نیچے رہ گئی اور میرے محبوب اُونچے چلے گئے۔

آج معراج کی رات ہے، اپنے پیارے آقا کملی والے کی بارگاہ میں پیش ہو جاؤ کہ کملی والا ہم پہ راضی ہو جائے اور ہماری بخشش کا سامان ہو جائے۔

تُوں اوتھے پہنچیوں محبُوبا جتھے نُوریاں دے ٹٹ مان گئے
لکھ میم دے پردے پا آیوں تے جانن والے جان گئے

دِیگر اَنبیاءِ کی معراج

حضراتِ گرامی! اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو بلندی عطا فرمائی معراج عطا فرمائی۔

آدم علیہ السلام کو جنّت میں معراج ہوئی۔ یہ معراج اُس وقت ہُوئی جب آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا، تو آدم علیہ السلام کو معراج جنت میں ہوئی۔

نوح علیہ السلام کو معراج جودی پہاڑ پر ہوئی
ابراہیم علیہ السلام کو معراج نارِ نمرود میں ہوئی
اسماعیل علیہ السلام کو معراج چھری کے نیچے ہوئی
موسیٰ علیہ السلام کو معراج کوہِ طور پر ہوئی
یوسف علیہ السلام کو معراج کنویں میں ہوئی
عیسیٰ علیہ السلام کو معراج چوتھے آسمان پر ہوئی
کسی نبی کو معراج پہلے آسمان پر ہوئی
کسی نبی کو معراج چوتھے آسمان پر ہوئی
کسی نبی کو کسی آسمان پر اور کسی کو کسی آسمان پر معراج ہوئی
لیکن ہمارے آقا شفیع دوسرا کو معراج لامکاں پر ہوئی ؎

اللہ کریم نے آج کی رات جبریل علیہ السلام کو اپنی بارگاہ میں طلب کیا

جبریل کو بلاوا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ! جبریل
عرض کی ! حکم یاربِّ جلیل
فرمایا ! جنّت کو سجادو ؎ جنّت کے دروازے کھول دو
دوزخ کے دروازے بند کردو ؎ ساتوں آسمانوں کو سجادو
عرض کی ! یا اللہ یہ تیاّریاں کیوں ؟

فرمایا ! وہ مہمان بلایا جا رہا ہے

فرشتوں کا جلوس

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تیاری کی " آسمانوں کو سجا دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے فرمانِ پاک پر ایک براق تیار کیا اور پھر براق لے کر اکیلے نہیں آئے بلکہ ستر ہزار نورانی فرشتوں کا جلوس لے کر آئے "

آپ سے سوال ؟

کیوں بھئی تم اللہ کے گھر میں بیٹھے ہو یہ بات تم بتاؤ کہ جب جبریل علیہ السلام نے ستر ہزار فرشتوں کو ساتھ لیا تو کیا جلوس بنایا یا نہیں؟

فرمایا کہ جبریل ! فرشتوں کو ساتھ لو تاکہ معلوم ہو جائے کہ جلوس محبوب کی عظمت کا پرچم بلند کرنے کے لئے آیا ہے ۔

ہاں ہاں ! جاتے ہوئے بھی جلوس لے کر جاؤ اور جب میرا محبوب عرش کا دولہا بنا ہو تو بھی جلوس لے کر آؤ "

حضرت جبریل آئے "

اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو وہ جگہ دیکھنی نصیب کرے جس جگہ ہمارے آقا اُس وقت آرام فرما تھے "

گھر کس کا تھا ؟

حضراتِ محترم ! وہ مکان "حضرت سیدہ اُمِّ ہانی" کا تھا۔
حضرت سیدہ اُمِّ ھانی حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب چچا حضرت
سیدنا ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی صاحبزادی تھیں"
اور آج وہی مکان بیت اللہ شریف کے برآمدہ میں آچکا ہے
حضرتِ جبرائیل آئے" ستّر ہزار نوری فرشتے ساتھ ہیں"
حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے آقا کے حُجرۂ مبارک میں داخل ہو گئے ہیں"
کیا دیکھا ؟ کہ حضور نے مُزمّل کی چادر اوڑھی ہوئی ہے اور
آپ آرام فرما رہے ہیں"
حضور آرام فرما رہے ہیں اور جبرئیل کھڑے دیکھ رہے ہیں"
عرض کی ! یا اللہ تیرے حبیبؐ کو لاؤں ؟
فرمایا ! ہاں
عرض کی ! یا اللہ تیرا محبوب آرام فرما ہے۔ میں کیسے لے کر
آؤں" ؟ اگر اجازت ہو تو محبوب کو آواز دوں ؟
فرمایا ! نہیں"
عرض کی ! دروازے کی کُنڈی (زنجیر) ہلا دوں" ؟
فرمایا ! نہیں،
عرض کی ! تیرے محبوب کی جبینِ اقدس کو ہلاؤں" ؟

فرمایا ! نہیں
عرض کی ! مالک تیرے محبوب کو ہلا کر جگا دوں ؟
فرمایا ! نہیں "
عرض کی ! مالک " آواز بھی نہ دوں " ہاتھ بھی نہ لگاؤں اور دروازہ بھی نہ کھٹکھٹاؤں تو پھر کیسے جگاؤں ؟
آواز آئی " اے جبریل تُو عرشیوں کا سردار ہے۔ تُو نوریوں کا تاجدار ہے۔ تُو بیت المعمور کا خطیب ہے۔ ستر ہزار نوری فرشتے تمہارے ساتھ ہیں"
آج اگر تم نے میرے محبوب کو اُٹھانا ہے تو میرے محبوب کے قدمین شریفین کو چومنا شروع کر دو "

چومنے کی دو صورتیں

حضرات محترم ! چومنے کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو قدموں کو اُٹھا کر ہونٹوں کے پاس کیا جائے یا پھر ہونٹوں کو جھکا کر قدمین شریفین کے پاس کیا جائے۔
اللہ نے فرمایا ! اے جبریل اپنے سر کو یار کے قدموں کی طرف جھکا دو۔ ذرا عالمِ تصور میں غور تو فرمائیں کہ جبریلؑ نے میرے آقا کے قدم چومے "
جبریل کے ہونٹ کافوری تھے اور اُن میں ٹھنڈک تھی "

میرا وجدان کہتا ہے کہ کملی والے نے آنکھ جبریل کے ہونٹوں کی ٹھنڈک سے کھولی ہوگی۔

عرض کیا ہوگا! کملی والے آقا آپ ابھی آنکھ تھوڑی دیر اور بند رکھیں تاکہ میں آپ کے قدموں کے اور بوسے لے سکوں۔

تیری معراج کہ تو لامکاں تک پہنچا

میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

جبریل نے سرکار کے قدم چومے اور کہنے لگے۔

نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا

مزہ جو محمد کی تلیوں میں دیکھا

سرکار نے آنکھ مبارک کھولی۔ فرمایا! جبریل کیوں آئے ہو؟

بعض لوگ کہتے ہیں۔ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر سرکار کو غیب کا علم ہوتا۔ اگر نبی کو غیب کا علم ہوتا تو آپ جبریل سے کیوں پوچھتے؟

میرا ایمان ہے کہ سرکار کو لامکاں تک جانے کی جبریل سے پہلے خبر تھی۔ اور پوچھا اس لئے تھا کہ اصول ہے کہ جب آپ کو کوئی دعوت دینے آئے تو خواہ آپ کو اس دعوت کا علم بھی ہو لیکن آپ چاہیں گے۔ آپ کی خواہش ہوگی کہ آنے والا اپنی زبان سے دعوت دے فرمایا! جبریل کس لئے آئے ہو؟

عرض کی ! یارسول اللہ

جبریل علیہ السلام کے اِس عرض کرنے کی منظر کشی حضرت علامہ صائم چشتی نے کیا خوب فرمائی ہے

عرض کیتی جبریل تلیاں نوں چم کے چلو آقا رب دا پیام آگیا اے

سواری لئی در تے ہے براق آیا تے واگاں پھڑن نوں غلام آگیا اے

جبریل نے عرض کی ! آقا میں پہلے بھی آتا رہا "

کبھی وحی لیکر آیا،

کبھی سورۃ لیکر آیا،

کبھی آیت لیکر آیا،

کبھی رب کا کوئی حکم لے کر آیا کبھی رب کا کوئی حکم لے کر آیا "

لیکن میرے آقا آج میں آپ کو لینے آیا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کے دیدار کا مشتاق ہے

نماز کون پڑھتا ہے

حضرات محترم ! حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبریل امین کے ساتھ چلے " جب مدینہ طیبہ آیا " جبریل نے عرض کیا ! یارسول اللہ یہ آپ کی ہجرت کا مدینہ شریف ہے ۔ سرکار نے دو نفل ادا کئے پھر

آگے چلیے

سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ میں موسیٰ علیہ السّلام کی قبر کے قریب سے گذرا تو دیکھا کہ موسیٰ علیہ السّلام قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں

آپ مجھے یہ بتائیں کہ نماز زندہ پڑھتا ہے یا مُردہ ؟ غور فرمایا آپ نے ؟

تو معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ تو اگر موسیٰ علیہ السلام تو زندہ ہوں اور وہ زندہ نہ ہوں جو تمام نبیوں کے امام ہیں اور جو موسیٰ علیہ السّلام کے بھی نبی ہیں

ایک بات اور حضور قبر کے باہر سے قبر کے اندر دیکھ رہے ہیں اگر سرکار قبر کے باہر رہ کر قبر کے اندر دیکھ سکتے ہیں تو پھر آپ قبر کے اندر رہ کر قبر کے باہر بھی دیکھ سکتے ہیں

ھمارا ایمان ہے کہ ہم گنہگاروں کو آقا دیکھ رہے ہیں

تو سرکارِ دو عالم اِسی طرح سیاحت فرماتے ہوئے بیت المقدس تک تشریف لائے بیت المقدس میں تمام انبیاء کرام پہلے سے موجود تھے اور امام الانبیاء کا انتظار فرما رہے تھے۔

اِس کی منظر کشی علاّمہ صائم چشتی نے یوں کی ہے۔

ع

جاں اقصیٰ چہ پہنچے محمّد پیارے ۔ نبی سن کھڑے اِنتظاری چہ سارے

تے فرمان نبیاں نوں آدم نے کیتا صفاں ٹھیک کر لؤ امام آگیا اے

سرکار کی امامتِ انبیاء

میرے آقا مسجدِ اقصیٰ میں تشریف لے گئے۔ تمام انبیاء نے صفیں درست کیں۔ جبریل علیہ السلام نے اذان دی اور پھر جبریل علیہ السلام نے اللہ رب العزت کے حکم کے مطابق مصلّٰے امامت پر کھڑا کیا اللہ اکبر! اعلیحضرت فرماتے ہیں

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبیؐ

سب سے بالا و بالا ہمارا نبیؐ

تمام انبیاء کی اِمامت میرے آقا نے فرمائی پھر وہاں جلسہ ہوا" انبیاء نے تقریریں کیں اور آخر میں میرے نبیؐ کریم علیہ السلام کا صدارتی خطبہ ہوا۔ میں صدقے جاؤں"

پھر وہاں سے تمام انبیاء نے جوش و خروش کے ساتھ میرے آقا کو آسمان کی طرف رخصت کیا۔

حضراتِ گرامی! جب کسی ملک کا سربراہ کسی دوسرے پر جاتا ہے تو آپ سنتے ہیں کہ ملک کے سربراہ کو اعلیٰ حکام اور معزز شہری رخصت کرتے ہیں تو جب میرے نبیؐ کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو اکٹھا کیا"

حضور براق پر سوار ہوئے ۔ جبریل ساتھ ہے ۔آنِ واحد میں آپ پہلے آسمان پر پہنچے " وہاں آواز آئی ! آپ کون ہیں اور آپ کے ساتھ کون ہے ؟

جبریلؑ نے فرمایا ! میں جبریل ہوں " میرے ساتھ محبوب خدا ہیں " اس مرحبا مرحبا کی آوازیں آنی شروع ہوگئیں

رَبِّ سَلِّمْ عَلٰی رَبِّ سَلِّمْ عَلٰی

مَرحبا مَرحبا ، یَا حَبِیْب اللّٰہ

پہلے آسمان کے فرشتوں نے آپ کا اِستقبال کیا "

پھر سرکار دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے ۔ حضراتِ محترم زمین سے پہلے آسمان کی مسافت پانچ سو سال ہے ۔ تو ساتوں آسمانوں کا کتنا سفر بنا " پینتیس سوؔ سال " جو کہ آنِ واحد میں طے ہوگیا ۔

آپ نے جنّت کی سَیر فرمائی " بیت المعمور میں فرشتوں نے آپ کی زیارت کی "

جب سِدرۃ المنتہیٰ کا مقام آیا ۔ جبریلؑ نے عرض کیا یارسول اللہ میری انتہا ہوگئی ہے ۔ اَے اللہ کے محبوب یہ میری آخری حد ہے میں اِس سے آگے نہیں جا سکتا

فرمایا ! جبریل اگر تمہاری یہ اِنتہا ہے تو ہماری ابتداء ہے ۔

سرکار نے فرمایا ! جبریل کوئی حاجت ہو تو بتاؤ ؟ کیونکہ

سرکار کا جبریل سے اس بات کا پوچھنا ضروری تھا

سرکار کا جبریل سے پوچھنا

سرکار نے جبریل سے اُس کی خواہش پوچھی وہ اس لئے کہ جب سرکار کے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو اُس وقت جبریل اُن کے پاس آئے تھے اور کہا تھا کہ اے ابراہیم اگر میرے لائق کوئی کام ہو تو بتائیں" آپ کی کوئی خواہش ہو تو بتائیں کیونکہ میں وہاں تک جا سکتا ہوں کہ جہاں تک کوئی نہیں جا سکتا۔ اگر آپ مجھے بتائیں تو میں اللہ کے دربار میں آپ کی کوئی حاجت پیش کروں"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جبریل تم نے کہہ دیا ہے تمہارے کہنے کا شکریہ لیکن مجھے کوئی حاجت نہیں ہے۔

تو حضور نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جبریلؑ سے فرمایا کہ اے جبریل تم کہتے تھے کہ میں وہاں تک جا سکتا ہوں کہ جہاں تک کوئی نہیں جا سکتا لیکن دیکھو آج میں وہاں تک جا رہا ہوں کہ جہاں تک تم بھی نہیں جا سکتے۔

صدائے اُدنُ منّی

حضراتِ محترم! آقائے دوجہان کو قربِ خاص میں بلایا گیا۔

روائیت میں ہے ایک ہزار مرتبہ آواز آئی اُدْنُ مِنِّی

؎ اَوْ اَدْنٰی یار کے لئے پردہ کلیم سے
صَائم یہ اپنے اپنے ستارے کی بات ہے (مدحتِ صائم چشتیؒ)

سرکار اللہ کے قریب چلے گئے اتنے قریب کہ

فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

صرف دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی تھوڑا۔

؎ شبِ وصال صدائے دنیٰ کے جھرمٹ میں
مِلا وہ قُرب کمانوں کے فاصلے بھی گئے
(علامہ صائم چشتیؒ)

حضور فرماتے ہیں

رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ

میں نے اپنے رب کو سوہنی صُورت میں دیکھا

اِرشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

؎ میں تجھے دیکھ لوں تو مجھے دیکھ لے
جو تجھے دیکھ لے وہ مجھے دیکھ لے

توحضراتِ محترم ! اِس طرح سرکار بارگاہ خُدا میں پہنچ گئے۔ یہ گمان میں نہیں آسکتا۔ یہ ذہنوں میں نہیں آسکتا۔

اللہ اللہ اللہ ہُو لَا اِلٰہ اِلَّا ہُو
اللہ اللہ اللہ ہُو لَا اِلٰہ اِلَّا ہُو

قوساں مِلیاں اَوْ اَدْنیٰ توں ہو گئے ہور قریب
رَبّ نُوں جا ملیا سی صائم رَبّ دا پاک حبیبؐ
نبی جی اللہ اللہ اللہ ہُو لا اِلٰہ اِلَّا ہُو

بارگاہِ اُلوہیّت میں تحفہ

حضراتِ گرامی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا !

اے محبُوب تم میرے پاس آئے ہو تو جب کوئی دوست دُوسرے دوست کے پاس جاتا ہے تو کوئی تحفہ لیکر جاتا ہے۔ تم کیا لیکر آئے ہو ؟ حضور نے فرمایا !

مالک میں وہ لیکر آیا ہُو جو تمہارے پاس نہیں ہے

پُوچھا ! کیا لیکر آئے ہو ؟

عرض کی ! مالک میں عاجزی لیکر آیا ہُوں۔

فرمایا ! اے محبُوب مانگتے کیا ہو ؟

عرض کی ! یا اللہ میں مانگتا ہوں کہ میرے گنہگار اُمتیوں کو بخش دے ۔

پھر عرض کی ! یا ربّ العالمین میری اُمّت کیلئے بھی معراج ہونی چاہیئے ۔

فرمایا ! حبیب پچّاس نمازوں کا تحفہ لے جاؤ ۔ چنانچہ آپ لے کر آ گئے ۔

حضراتِ گرامی ! جو گفتگو اللہ رسول کے درمیان ہوئی وہ ربّ جانے یا ربّ کا پیارا محبوب جانے ۔

بہرحال جب آقا نمازیں لیکر واپس آ گئے تو چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ۔

پوچھا ! آقا کہاں سے تشریف لائے ؟

فرمایا ! اے موسیٰ لامکاں سے آیا ہوں ۔

عرض کی ! کیا لیکر آئے ہیں ؟

فرمایا ! پچاس نمازوں کا تحفہ لیکر آیا ہوں

عرض کی ! اے پیارے آقا ! آپ نمازیں لیکر جا رہے ہیں لیکن اتنی نمازیں قوم نے پڑھنی نہیں ۔ آقا ! آپ واپس جائیں اور کم کروا کر لائیں ۔

حضور واپس گئے ۔ اللہ نے فرمایا ! اے محبوب پانچ کم کر دیتا ہوں ۔

جب آپ واپس تشریف لائے تو حضرت موسیٰ نے پھر پوچھا ! کہ

حضور کتنی رہ گئیں"

نمازوں میں کمی

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا اے موسٰی پانچ کم ہوگئیں اور پینتالیس رہ گئیں"

حضرت موسٰی نے عرض کی آقا ! اب بھی زیادہ ہیں"

آپ پھر گئے" پانچ اور کم ہوگئیں"

آئے۔ پوچھا کتنی رہ گئیں ؟

فرمایا ! چالیس

عرض کی ! آقا یہ بھی زیادہ ہیں"

سرکار نو مرتبہ گئے حتّٰی کہ پانچ رہ گئیں

اگر سرکار ایک مرتبہ اور چلے جاتے تو نہ پڑھنے والوں کو بڑی خوشی ہوتی۔

یہ واقعہ کسوٹی ہے

آپ بتائیں پچاس نمازوں کی پانچ کس نے کروائیں ؟

حضرت موسٰی علیہ السلام نے"

حالانکہ حضرت موسٰی علیہ السلام کا وصال ہوچکا ہے اور وہ اپنی قبر میں تھے۔

تو معلوم ہوا کہ قبر والے مدد کر سکتے ہیں ''

اور اگر تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ قبر والے مدد نہیں کر سکتے تو پھر اگر تم کسی مرد کے بیٹے ہو تو پچاس نمازیں پڑھا کرو ''

بہر حال میرے آقا تشریف لائے اور واقعہ معراج مسلمان مومن کی اور منافق و کافر کی کسوٹی بن گیا ''

جس نے مان لیا وہ صدیق بن گیا

جس نے انکار کیا وہ ابوجہل بن گیا۔

اَلحمدُ لِلّٰہ اہلسنّت وجماعت سرکار کے ماننے والے ہیں۔

اب آپ سب حضرات میرے ساتھ مل کر آخر میں سرکار کے حضور سلام کا یہ نذرانہ پیش کر لیں ''

شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود

نوشۂ بزمِ جنّت پہ لاکھوں سلام

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ۝

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ ۝ وَالعَاقِبَۃُ لِلمُتَّقِینَ ۝ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ علیٰ سَیِّدِ المُرسَلِینَ ۝ وَ علیٰ آلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ ۝

اَمَّا بَعدُ

فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ ط

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ط

قَال اللّٰہُ تبارک وَ تعالیٰ فِی قُرآنِ المَجِید وَ فُرقَانِ الحَمِید

اَلنَّبِیُّ اَولیٰ بِالمُؤمِنِینَ مِن اَنفُسِہِم وَ اَزوَاجُہٗ اُمَّھٰتُہُم

صَدَقَ اللّٰہُ مَولَانا العَظِیم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّونَ عَلیَ النَّبِیِّ یَا اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیہِ وَسَلِّمُوا تَسلِیمًا

درود پاک با آواز بلند

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلَیکَ یَارَسُولَ اللّٰہ ۝ وَسَلَّمَ عَلَیکَ

بندیا جہان اُتے کریں نان گمان وے
سدا نہیوں رہنا ایتھے کسے اِنسان وے

دُنیا دے لاریاں تے کیوں مغرور ہویوں
بندہ ہو کے رب دا تے ربّ کولوں دُور ہویوں
دُشمن پُرانا تیرا ایہہ شیطان وے
سَدا نہئیوں رہنا ایتھے کسے انسان وے

وڈّھے وڈّھے راجیاں نوُں موت نے ناں چھوڑیا
جِہدے اُتے دِل آیا اوہو پُھل توڑیا
ہَرے بھرے باغ ہوئے ایتھے ویران وے
سَدا نہئیں اوں رہنا ایتھے کِسے انسان وے

معزّز سامعین ! بُزرگو دوستو !
یہ ماہِ پاک رمضان المُبارک کا پیارا پیارا مہینہ ہے
اِس مہینہ کی سترہ تاریخ کو اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشۃ الصدیقہ

"سب کہیں" رضی اللہ تعالیٰ عنہا " آپ کا وصال شریف ہے۔

اِس نسبت سے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقانِ حمید کی ایک آئتِ مبارکہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے قرآن مجید کی اِس آئت کا ترجمہ بیان کروں گا پھر اِس آئتِ مبارکہ کا شانِ نزول اور اُس کے بعد حضرت اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل اور آپ کے کمالات بیان کئے جائیں گے۔

اللہ ربّ العزت جلّ وعلیٰ کے حضور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید پڑھنے " اُس کو سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ

اللہ فرماتا ہے " پیارے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مؤمنین کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

وَ اَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ

اور آپ کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں "

یہ ہے آئت کریمہ کا ترجمہ "

آیت کا شانِ نزول

مفسّرین کرام نے اِس آئت مبارکہ کا شانِ نزول یہ بیان فرمایا ہے " کہ نبیٔ پاک نے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صحابہ کرام کو جنگِ تبوک میں جانے کا اِرشاد فرمایا " تو کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عَلَیہِم نے عرض کی ! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " اے ہمارے پیارے آقا " ہم جنگ میں شریک ہونے کے لئے تیار ہیں " ہمیں اجازت فرمائیں کہ ہم جاکر اپنی ماؤں سے مشورہ کریں "

تو اس موقع پر اللہ ربّ العزّت نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی کہ اَے محبوب اِعلان فرمادو کہ تمہارے ربّ کا حکم ہے کہ تمہیں اَپنی جانوں پر اِتنا اختیار نہیں کہ جتنا تمہاری جانوں پر تمہارے نبی کا حق ہے

اور جس وقت نبیؐ کا آرڈر ہو جائے
نبیؐ کا حکم ہو جائے
نبیؐ کا فرمان ہو جائے
نبیؐ کا اِرشاد ہو جائے

پھر اُس کے بعد کسی اور سے مشورہ کرنے یا صلاح لینے کی ضرورت نہیں رہتی "

یہ تم نے کیا کہا ؟ کہ ہم جا کر اپنی ماؤں سے پوچھ آئیں

وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ

اے میرے نبیؐ کے غلامو ! نبیؐ کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں

ماں یا بھابی

حضراتِ محترم ! ذرا توجہ فرمائیں

کہ جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ نبیؐ ہمارا بڑا بھائی ہے

تو نبیؐ کی بیویاں اس کی کیا لگیں گی ؟

بھابیاں لگیں گی۔

لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ

کہ نبی تمہاری جانوں کا مالک ہے اور اس کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں

سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی ازواجِ مطہرات کے بارے میں دو روایات ہیں

تعدادِ ازواجِ رسول :-

شیخ محقق شاہ عبدالحق

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک روائت کے مطابق آپ کی نو بیویاں تھیں اور دوسری روایات کے مطابق آپ کی گیارہ بیویاں تھیں۔

آپ نے متفقہ اور معتبر روایات کی روشنی میں سرکارِ دوعالم کی ازواجِ مطہرات کی تعداد گیارہ لکھی ہے۔

فضیلتِ عائشہ رض :-

نبیٔ پاک کی ان گیارہ ازواج مطہرات میں سے آپ کی ایک زوجہ جن کا نامِ نامی اسمِ گرامی حضرت سیّدہ عائشۃ الصدیقہ بنتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضورؐ کو بے پناہ محبّت تھی بے پناہ لگاؤ تھا۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روائت ہے

قَالَ رَسُول اللّٰہ صَلّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم وَ فَضۡلُ عَائِشَۃ عَلَی النِّسَآءِ کَفَضۡلِ الثَّرِیۡدِ عَلٰی سَآئِرِ الطَّعَامِ۔

اور عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیثِ مبارکہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آقا نے ارشاد فرمایا :

" مردوں میں کئی کامل مرد گزرے ہیں
عورتوں میں کئی کامل عورتیں گزری ہیں
اُن میں سے عظمت والی ایک بی بی وہ ہے کہ جس کا نام حضرت مریم ہے اور دوسری بی بی کہ جن کا ذکر سرکار علیہ السلام نے فرمایا وہ حضرت آسیہ ہیں "

اور سرکار دوعالم حضور نبئ کریم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عائشہ کی فضیلت دنیا میں ایسے ہے جیسے " ثرید " کی تمام کھانوں پر "

سرکار کو کھانوں میں " ثرید " پسند تھا۔ وہ یوں ہوتا کہ شوربہ لیکر اُس میں روٹی کو بھگو کے کھانا " سرکار کو یہ بہت پسند تھا

آج حکماء سے اور ڈاکٹرز حضرات سے پوچھیں کہ یہ کھانا معدے کے لئے کیسا ہے ؟ تو وہ آپ کو بتائیں کہ یہ معدے کے امراض میں کتنا مفید ہے "

سرکار علیہ السلام کو ثرید پسند تھا " تو حضور نے اس حدیث میں فرما دیا کہ

" اے لوگو کھانے میں سے مجھے ثرید پسند ہے اور ازواج میں سے عائشہ

حضرت سیّدہ عائشہ کی عظمت سرکار نے خود بیان فرمائی ہے
حضرت سیّدہ فاطمہ کی شان بھی دیکھیں

عظمتِ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال حضرت سیّدہ، طیبہ، طاہرہ زاھدہ، راکعہ، ساجدہ، نیّرہ، منوّرہ سیّدۃ النساء العلمین حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی عظمت بیان کرتے ہیں

کہ ایک وہ بی بی ہیں جن کا نام حضرتِ مریم ہے
حضرتِ مریم بڑی عظمت والی ہیں،
حضرت مریم بہت شان والی ہیں،
حضرتِ مریم بہت مرتبے والی ہیں،
حضرتِ مریم بہت مقام والی ہیں،

حضرتِ مریم کی بڑی شان ہے کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر حضرت عیسیٰؑ کی والدہ بننے کا شرف حاصل کیا

اللہ کے پیغمبرؐ کو لوریاں دیں
اللہ کے پیغمبر روح اللہ علیہ السلام کو گود میں کھلایا
واہ علامہ اقبالؒ میں تیری عظمت کے قربان تیرے عقیدے پہ قربان

کسی نے پوچھا! جناب شان حضرتِ مریم کی زیادہ ہے یا حضرتِ فاطمہ کی؟

اقبالؒ کا عقیدہ

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ مریم کی فضیلت ایک نسبت کی وجہ سے ہے کہ وہ نبی کی والدہ ہیں۔ لیکن سیدہ فاطمہ وہ ہیں کہ جن کی فضیلت وعظمت والی تین۳ نسبتیں ہیں۔

نورِ چشمِ رحمۃ للعلمین
آں امامِ اولین و آخرین

بانوئے آں تاجدارِ ھل اتیٰ
مرتضٰی مشکل کشاء شیرِ خدا

اے سیدۃ النساء آپ کے والدِ گرامی نبیوں کے امام ہیں اور آپ کے سرتاج ولیوں کے امام ہیں

مادرِ آں مرکزِ پرکارِ عشق
مادرِ آں قافلہ سالارِ عشق

اے سیدہ

آپ کا باپ نبیوں کا امام
آپ کا شوہر ولیوں کا اِمام
آپ کا بیٹا شہیدوں کا اِمام،

حضورؐ کے دل کا ٹکڑا
آقا کی آنکھوں کا چین

میرے نبیؐ کی لاڈلی بیٹی حضرت سیّدہ فاطمہ کی بڑی شان ہے بڑی عظمت ہے

آئیں سیّدہ فاطمۃ الزہرا کے حجرۂ پاک کا واقعہ ہے کہ ایک دن سیّدہ عائشہ اور سیّدہ فاطمہ گفتگو کر رہی ہیں

سیّدہ عائشہؓ اور سیّدہ فاطمہؓ

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی شریف میں اِس واقع کو نہایت ہی میٹھے انداز میں نقل فرماتے ہیں "

حضرت عائشہ نے سیّدہ فاطمۃ الزہرا سے پوچھا

اے لختِ دلِ رسول یہ بتائیں کہ میری شان زیادہ ہے یا تمہاری

سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیھا نے فرمایا کہ میری شان زیادہ ہے۔ وہ اِس لئے کہ

" میرے ابّا جان نبیوں کے امام ہیں
میں انبیاء کے سردار کی بیٹی ہوں،

میں کائنات کے والی کی شہزادی ہوں

ے

رسول اعظم کی پیاری دختر، شہیدِ اعظم کی پاک مادر
جنابِ شیرِ خدا کی بانو، جناں کی ملکہ جنابِ زہرا

تمام حوریں کنیزیں اُن کی غلام اُنکے سبھی فرشتے
مگر چلاتی ہیں خود ہی چکّی بغیر شکوہ جنابِ زہرا

سراپا رحمت سراپا راحت، سراپا عفّت سراپا عصمت
رسولِ اکرم کے دِل کی ٹھنڈک بتول و زہرا جنابِ زہرا

فِدا ہے صائمؔ غلام اُن پر، دُرود اُن پر سلام اُن پر
ہے میرا دونوں جہاں میں واللہ فقط سہارا جنابِ زہرا

اے امّاں جان ! میں علی المرتضٰے کی بیوی ہوں
اُم المؤمنین نے فرمایا اے سیّدہ یہ فیصلہ قیامت کے دِن ہوگا "
سیّدہ زہراؓ نے فرمایا اے امّی جان وہ کس طرح

حضرت عائشہ الصدیقہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا! بیٹی
آپ کو معلوم ہے کہ جب جنّت میں جانا ہے تو بیویاں شوہر
کے ساتھ ہونگی۔ تب فیصلہ ہو جائے گا
میں نبی کے ساتھ ہونگی اور تم علیؑ کے ساتھ
اور نبی کا مقام یقیناً علی المرتضٰے سے زیادہ ہے
سیّدہ خاتونِ جنت نے یہ بات سُنی تو آپ خاموش ہو گئیں
اور پھر حضور نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس
مسئلہ کو حل فرما دیا۔
سرکار نے فرمایا! قیامت کے دِن جہاں میں رہوں گا
وہیں میری بیٹی فاطمہ اور فاطمہ کا شوہر اور اُن کے بیٹے ہونگے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم

تو میں حضرت عائشہ الصدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے
میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ بہت بڑی عالمہ تھیں
بہت بڑی فاضلہ تھیں
بہت بڑی مفسّرہ تھیں
بہت بڑی محدّثہ تھیں
بہت بڑی فقیہہ تھیں
بہت بڑی عابدہ زاھدہ تھیں
بہت بڑی عالمہ تھیں

صحابہ کرام بھی اپنے مسائل آپ سے پوچھا کرتے تھے
آپ کے زیادہ علم کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ
سرکار کا درس مبارک سنا کرتی تھیں ؂
جب حضور مسجدِ نبوی شریف میں درس عطا فرماتے
تو مسجدِ نبوی میں آپ کا حجرہ مبارک تھا
چنانچہ حجرۂ مبارک کے دروازے کے قریب سے
آپ کائنات کے والی کا درس مبارک سنا کرتیں ؂
پیارے آقا نے ازواجِ مطہرات کے لئے باری
مقرر کی ہوئی تھی
آج ام حبیبہؓ کی باری ہے
آج حضرت حفصہؓ کی باری ہے
آج حضرت ام سلمہؓ کی باری ہے
آج حضرت زینبؓ کی باری ہے
اور جب حضرت عائشہؓ صدیقہ کی باری ہوتی ؂ سرکارِ دوعالم
کا قیام حضرت عائشہؓ کے گھر ہوتا
تو صحابہ حضورؐ کی حضرت عائشہ سے محبت کے پیشِ نظر
اس دِن تحائف لیکر آتے تھے
کیونکہ صحابہ حضورؐ کے غلام تھے اور ان کو معلوم تھا کہ سرکارِ
کو زیادہ محبت حضرت عائشہ کے ساتھ ہے ؂ تو اس طرح
وہ نذر اور تحائف حضرت عائشہ کے پاس آتے

حضراتِ محترم !

حضرت سیدہ عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مبارک وہ ہے
کہ جس میں آج بھی سرکارِ دوعالم تشریف فرما ہیں ، سرکار
آج بھی وہیں آرام فرماتے ہیں ۔

آپ کے قدمین شریفین کی جانب وہ دروازہ ہے
کہ جس کا نام بابِ جبریل ہے ،

سرکار کے حجرہ کے اسی دروازے سے جبریل وحی
لے کر آتے تھے ،

مجدد پاک کو ایک مرتبہ سرکارِ مدینہ کی خواب میں زیارت
ہوئی ۔ خدا کرے کہ ایسا لمحہ ہماری زندگی میں بھی آئے

؎

کدی وِچہ خواب دے دیوو نظارا یارسول اللہ
مِری کشتی نوں مِل جاوے کنارا یارسول اللہ

اے کاش کبھی ہماری نیند بھی ایسی خوش نصیب ہو جائے

؎

کبھی تو خواب میں آجائیں یارسول اللہ
مِری بھی نیند سنور جائے دو گھڑی کیلئے

(علامہ صائم چشتی)

مُجدّد پاک کو زیارتِ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک مرتبہ حضرت شیخ احمد سرہندی کو زیارتِ سرکارِ دوعالم کا شرف حاصل ہوا ۔

شیخ سرہند نے دیکھا کہ سرکار مدینہ نے آپ پر نظرِ کرم نہ ڈالی ۔ نظرِ التفات نہ فرمائی

اِس بات کی تڑپ تو وہ جانے کہ جِس کا محبوب اُس کی طرف سے رُخ پھیر لے

جب سرکار نے توجہ نہ فرمائی تو شیخ احمد سرہندی نے عرض کی ! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھ سے ناراض ہیں ؟

میں تو آپ کا غُلام ہوں
میں آپ کا نام لیوا ہوں
میں آپ کے در کا گدا ہوں
میں آپ کے دربار کا منگتا ہوں
میں آپ کا ثناء خوان ہوں
میں آپ کے در کا سوالی ہوں
میں آپ کی عظمتوں کے ڈنکے بجانے والا ہوں

یارسول اللہ ! نظرِ کرم
یا حبیب اللہ ! نظرِ کرم

روندے ہوئے یتیماں تائیں گل لاؤن والیا

واقف ناں کوئی بن تیرے دکھیاندے حال دا

اے کملی والے!

آپ کی بارگاہ سے کبھی کوئی خالی نہیں گیا، میری طرف توجہ کیوں نہیں فرمائی۔

سرکار نے فرمایا!

اے احمد سرہندی" میں کھانا عائشہ کے گھر سے کھاتا ہوں" ابھی اتنی بات ہی ہوئی تھی کہ آپ کی آنکھ کھل گئی"

آپ فرماتے ہیں کہ میں جب ایصالِ ثواب کیا کرتا تھا آپ ایصالِ ثواب تو سمجھتے ہوں گے، کہ پہلے ختم شریف پڑھا جاتا ہے اور پھر ایصال کیا جاتا ہے" بھیجا جاتا ہے کہ یا اللہ ہم نے یہ قرآن پاک پڑھا ہے، ختم شریف پڑھا ہے

یا اللہ اسے اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرما۔ پھر تمام انبیاء کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں،

پھر نبیوں کی بارگاہ میں پیش کرتے کے بعد نبیوں کے امام کی بارگاہ میں پیش کر کے کہتے ہیں یا اللہ قبول فرما۔

حضرت مجدّد الف ثانی کہتے ہیں کہ جب میں ایصال

ثواب کرتا تو مجھے سیّدہ عائشہ صدیقہ کا نام لینا یاد نہیں رہتا تھا "

اور نبیٔ پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چہرہ مبارک دوسری طرف کر کے بتا دیا کہ میرے غلام میرے گھر میں جو چیز بھیجا کرو تو عائشہ رضی صدیقہ کو بھی شامل کر لیا کرو

سرکار فرماتے ہیں کہ میں کھانا عائشہ کے گھر سے کھاتا ہوں " تو جب میری بارگاہ میں پیش ہونا ہو تو تمہیں سیدہ عائشہ کے دروازے پر ہی آنا پڑے گا

واہ سیّدہ عائشہ آپ کی عظمتوں کے قربان جائیں

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی

حضراتِ محترم ! حالانکہ گھر میں خادمہ بھی موجود ہے لیکن سیّدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ میں گھر میں چکّی خود چلاتی تھی " آٹا تیار کرنے کے بعد اُسے گوندھ کر اپنے آقا کیلئے روٹیاں خود پکاتی اور آقا کو کھلاتی

میں اپنے محبوب ، نبیوں کے امام ، آقائے نامدار کے لئے بستر بچھاتی تھی ،

میں آقا کے بالوں میں کنگھی کیا کرتی تھی "

حضرتِ عائشہ فرماتی ہیں کہ مجھے یہ شرف بھی حاصل ہے کہ جب کملی والے آقا مجھے اپنی مزمّل والی چادر اُتار کر دیتے

تو وہ میں دھوتی تھی ۔

اے اُم المومنین حضرت عائشہ میں صدقے جاؤں تمہاری شان وعظمت کے کہ تو خدمت کر رہی ہے امام الانبیا کی ، تو خدمت کر رہی ہے عرش کے راہی کی ، تو سرکار کی خدمت کر رہی ہے ، آقا کے کپڑوں کو دھوتی رہی

سیّدہ فرماتی ہیں کہ تہجّد کے وقت میں حضور کو وضو کے لئے پانی دیتی اور مسواک پیش کرتی ۔

سیّدہ فرماتی ہیں کہ میں نے اور کملی والے نے تہجد کی نماز اکٹھے ادا کی ۔

ہمارے آقا نے سبق دیا کہ اے میرے اُمتیو، تم میں بھی پیار ایسا ہونا چاہیئے کہ تم بھی نمازوں میں ایک دوسرے کے ساتھی بن جاؤ

تہجّد کے وقت خاوند اپنی بیوی کو جگائے ، خود بھی بارگاہِ خداوندی میں پیش ہو اور ساتھ اپنی بیوی کو بھی نماز پڑھائے

لیکن آج معاشرہ خراب ہو چکا ہے ۔ عورتوں کو فیشن کے سوا کوئی کام ہی نہیں ۔ گھر میں خواہ اچّھا کھانا بھی ہو اور اچّھے کپڑے بھی ملیں لیکن شکوہ بازی نہیں چھوڑتیں ،

" کہ میں جدوں دی تیرے گھر آئی آں مینوں تے
ککّھ نہئیں ملیا "

بزرگ فرماتے ہیں

کہ یہ جو بڑے بڑے عہدوں والے ہوتے ہیں، خواہ ساری عوام اُن سے ڈرتی ہو اور اُنہیں سلام کرتی ہو لیکن جب گھروں میں جاتے ہیں تو اپنی بیویوں سے ڈرتے ہیں۔

ایک پیر صاحب کا واقعہ :-

ایک پیر صاحب تھے کہ بہت دُنیا اُن کی مرید تھی اور لوگ ہر وقت اُن کے آگے پیچھے پھرتے اور اُن کے ہاتھ اور پاؤں تک چُومتے تھے اور ہر وقت آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار رہتے تھے۔

لیکن گھر میں اُن کی بیوی ہمیشہ اُن سے لڑتی جھگڑتی رہتی تھی اور اُن کی پیری مریدی اور ولائت کے بھی مخالف تھی۔

ایک روز پیر صاحب اُس کے طعنوں سے تنگ آکر گھر سے باہر آگئے اور آپ نے وظیفہ پڑھا اور اُس کی برکت سے ہوا میں اُڑنے لگے۔ اُنہوں نے اپنے گھر کے اوپر بھی چکر لگایا۔

آپ کی بیوی نے بھی آپ کو ہوا میں اُڑتے ہوئے دیکھا۔

جب آپ گھر واپس آئے تو اُن کی بیوی اُن پر برس پڑی اور کہنے لگی۔

روندا پیر بنن نوں " پیر تے میں اَج ویکھیا
پیر صاحب نے پُوچھا کہ تم نے آخر کیا دیکھ لیا ہے
وہ کہنے لگی
میں اِک پیر نوں ہوا چہ اُڈّ دیاں ویکھیا اے
وہ بزرگ کہنے لگے !
اے نیک بخت وہ میں ہی تھا
توں سِی " وہ عورت کہنے لگی
اچّھا تُوں سی ۔ تدھے ای وِنگا وِنگا اُڈّدا سی "
تو اِس وقت بھی بعض عورتوں کا یہی حال ہے ۔ کہ ماننا نہیں ۔

ذرا غور فرمائیں ''

حضراتِ محترم ذرا غور فرمائیں کہ ہمیں عورتوں پر یہ اعتراض ہے کہ جب رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ مرد عورتوں پر حاکم ہیں " تو پھر یہ عورتیں مرد کی حکومت تسلیم کیوں نہیں کرتیں ''
ارے اِس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم اپنے مالک کے فرماں بردار نہیں ہیں تو ہماری رعایا ہماری فرمانبردار کیسے ہو سکتی ہے
یہ صحیح ہے '' کہ

آج ہم نے احکامِ خُداوندی کو چھوڑ دیا

آج ہم نے رسول اللہ کی پیروی کو ترک کر دیا

آج ہم نے ربّ سے ڈرنا چھوڑ دیا

آج ہم نے قرآن کا دامن چھوڑ دیا

اسی لئے " حضراتِ محترم اِسی لئے آج ہماری رعایا ہماری نافرمان ہوگئی ہے۔ اگر ہم ٹھیک ہوجائیں تو یہ بھی اللہ کے فضل سے ٹھیک ہوجائیں گی۔

شوہر کا مُقام

حضراتِ محترم !

رحمۃ للعلمین شفیع المذنبین آقائے نامدار مدنی تاجدار، احمد مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادِ پاک فرمایا کہ اگر خدا کے سوا کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کریں۔

اندازہ فرمائیں کہ مرد کی کتنی عظمت ہے " کتنی شان ہے۔ سرکار علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنے مرد کی اجازت کے بغیر اپنی چار دیواری سے باہر نکلتی ہے " اور وہ جتنی دیر چار دیواری

سے باہر رہتی ہے اللہ کے فرشتے اُس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں

آپ ذرا مجھے بتائیں کہ آج کتنی عورتیں ہیں جو مرد کی اجازت لیکر باہر جاتی ہیں۔

آج تو کئی ایسی بھی ہیں جو برقعہ پہن کر باہر جاتی ہیں اور بازار میں جاکر نقاب اُتار دیتی ہیں، اگر کوئی رشتہ دار مل گیا تو نقاب کر لیا لیکن باقی جہان سے کوئی پردہ نہیں"

آج اِس ترقی کے دور میں برقعہ کو ویسے ہی معیوب سمجھا جاتا ہے۔

آج کی عورت، مرد کی عظمت کو نہیں مانتی

آج کی عورت، مرد کے احکام کو نہیں مانتی

آج کی عورت مرد کے رتبے کو نہیں مانتی

تو میں اِس پر یہی کہوں گا کہ عورت کو چاہیئے کہ مرد کی حکومت کو تسلیم کرے اور مرد کو چاہیئے کہ عورت کے حقوق مکمل طور پر ادا کرے"

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک کو دیکھیں کہ اگر سیدہ عائشہ نے روٹی نہیں کھائی تو حضور نے بھی دعوت قبول نہیں فرمائی۔

مردوں کے لئے بھی لمحۂ فکریہ ہے کہ اگر بیوی اور بچے تو گھر میں بھوکے ہوں اور وہ خود ہوٹلوں میں بیٹھ کر نشہ

کرتا ہو طرح طرح کے کھانے کھاتا ہو"

آپ ایمان سے بتائیں کہ قیامت کے دن اُس کی بخشش ہو سکتی ہے ؟ کہ جو اپنے بیوی بچوں کے حقوق نہیں پہچانتا ۔ مرد اپنی عورت کے حقوق کا خیال رکھے اور عورت اپنے مرد کے حقوق کا خیال رکھے

اُم المومنین سیّدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ میں تہجّد کے وقت اُٹھتی اور سرکار کے ساتھ نمازِ تہجّد ادا کرتی

آقا علیہ السلام اِمام ہوتے اور میں اُن کی اِقتداء کرتی ۔ یہ شان ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی

حضرات گرامی !

جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا ۔

ایک عظیم شرف :-

حضرت سیّدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ مجھے ایک شرف یہ بھی حاصل ہوا کہ جس وقت سرکار دو عالم کا وصال مبارک ہوا تو اُس وقت آپ کا سرِ انور میری گود میں پڑا ہوا تھا ۔

سیّدہ فرماتی ہیں کہ جب سرکار تشریف لے جانے والے تھے تو میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

تشریف لائے تو اُن کے ہاتھ میں ایک تازہ مسواک پکڑی ہوئی تھی

محبوبۂ محبوبِ خدا

سیّدہ فرماتی ہیں کہ سرکار نے مجھ سے مسواک کی طلب کا اظہار فرمایا۔ میں نے اپنے بھائی سے مسواک لی ''
چونکہ سرکار علیل تھے اس لئے میں نے وہ مسواک اپنے دانتوں سے نرم کر کے سرکار کو دی اور پھر حضور نے وہ مسواک کی ''
حضور نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم کی حضرت عائشہ صدیقہ سے محبّت کا یہ عالم تھا
سیّدہ فرماتی ہیں کہ مجھ سے سرکار کی محبّت کا یہ عالم کہ کھانا کھاتے ہوئے جس جگہ منہ لگا کر پیالے سے میں پانی پیتی اُسی جگہ سے میرے آقا بھی نوش فرماتے ''
حضرات گرامی !
آج کسی کو دولت پہ ناز ہے
آج کسی کے گھر میں مال ہے
آج کسی کے گھر میں سونا ہے
آج کسی کے گھر میں چاندی ہے

اور قیامت کے دن کوئی ریاضت لیکر اُٹھے گا"

کوئی اَمانت لیکر اُٹھے گا
کوئی شہادت لیکر اُٹھے گا
کوئی صداقت لیکر اُٹھے گا
کوئی سیادت لیکر اُٹھے گا
کوئی اللہ کی رحمت لے کر اُٹھے گا
کوئی شجاعت لے کر اُٹھے گا

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ کہیں سے صداقت نکلے گی، کہیں سے شہادت نکلے گی مگر میرے حُجرہ سے رِسالت نکلے گی۔

سیّدہ عائشہ کے مکان سے کائنات کا والی اُٹھے گا"

حضرات محترم! کیا شان وعظمت ہے حُجرۂ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کہ جہاں ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں"

تو آپ حضرات کی خدمتِ اَقدس میں خالقِ کائنات کا یہ فرمان پیش کر رہا تھا
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ
وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُہُمْ الاحزاب آیت ۶

کہ نبی مومنین کی جانوں کے مالک ہیں اور
نبی کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں "

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں
ماؤں کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے "آمین"

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن

الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ
و علیٰ آلِک و اصحابک یا حبیب اللہ

مِرے حاجت روا مولا علی ہیں
مِرے مشکل کشاء مولا علی ہیں
خُدا نے جن کو تیغِ لافتیٰ دِی !!
وہی شیرِ خُدا مولا علی ہیں

عَلی کی دِید دِیدِ مُصطفےٰ ہے

کہ نُورِ مُصطفےٰ مولا عَلی ہیں ؑ

وَلی ہوں غوث ہوں قطب جلی ہوں

ہر اِک کے پیشوا مَولا عَلی ہیں

قابلِ قدر ، واجب الاحترام بزرگو دوستو عزیز ساتھیو !

یہ ماہِ رمضان المبارک ہے ، یہ رمضان المبارک کا پیارا پیارا مہینہ ہے ۔

اِس مہینہ کی اکیس تاریخ کو امام الاولیاء، شہنشاہِ اصفیاء، منبعٔ جود وسخا، پیشوائے شریعت، مُقتدائے مَعرفت وحقیقت ، ولائت کے منتہائے کمال، زُھد و تقویٰ میں بے مِثل و بے مثال ، شانِ بُوترابی میں منتہائے کمال ، شانِ بُوترابی کے مہتاب ، مَظہرِ تقویم موجودات مَولا مشکل کشاء شیرِ خُدا تاجدارِ ھَل اتیٰ دامادِ مُصطفےٰ عَلی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ کا یوم شہادت ہے ۔

اِسی نسبت کے ساتھ آج آپ حضرات کے سامنے جنابِ مولا عَلی المرتضےٰ عَلیہِ السّلام کی شان وعظمت بیان کروں گا ۔

میں نے آپ کے سامنے قرآنِ مجید کے سولھویں پارے کی سورۂ مریم کی آیتِ پاک تلاوت کی ہے جس میں اللہ ربّ العزّت نے علی پاکؑ کی شان بیان فرمائی ہے۔ اللہ ربّ العزّت کا ارشادِ پاک ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے عنقریب اُن کے لئے رحمان محبّت کرے گا

یہ اِس آیتِ پاک کا ترجمہ ہے۔

اللہ ربّ العزّت نے اِرشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور یعنی

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا

اللہ رسول کی وفاداری اور تابعداری کو اختیار کیا

کلمہ پڑھنے کے بعد نیک عمل کئے میں اُن کی محبّت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہوں

تفسیر اِس آیت کی

حضرات محترم!

میں آپ کے سامنے بخاری شریف کی حدیث مبارکہ پیش کرتا ہوں۔ مفسّرین کرام نے اس حدیث شریف کو اسی آیت پاک کی تشریح قرار دیا ہے جو میں نے تلاوت کی ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جب کسی سے محبت فرماتی ہے تو ربّ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو طلب فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں "جبریلؑ! میں اس کے ساتھ پیار کرتا ہوں تو بھی اس کے ساتھ محبت رکھ" تو جبریل علیہ السلام بھی اس کے ساتھ محبت کرتے ہیں

محبّت کی منادی

پھر اس کے بعد جبریل امین ساتوں آسمانوں میں منادی کرواتے ہیں کہ تمام فرشتے سن لیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت فرماتا ہے لہذا تمام فرشتے بھی اس شخص کے ساتھ محبت کریں اور پھر اللہ تعالیٰ اس شخص کو زمین پر مقبولیت عطا فرما دیتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں اس شخص کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

اب آپ دیکھیں کہ یہ جو بزرگان دین ہیں داتا علی ہجویریؒ ہیں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ ہیں۔

حضرت بابا فرید شکر گنج ہیں
حضرت سلطان باہو ہیں
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ہیں
حضرت لعل شہباز قلندر ہیں
اور پھر سرکار غوث پاک سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں حضرت بیو لا ثانی ہیں

ان تمام بزرگان دین کے ساتھ ہمارا کوئی خونی رشتہ تو نہیں ہے۔ بلکہ ہم نے تو ان کی زیارت بھی نہیں کی ہے، ہم نے تو اُن کو دیکھا بھی نہیں ہے، لیکن پھر بھی ہم اُن کے ساتھ محبت کرتے ہیں"

یہ محبت ہم جان بوجھ کر نہیں کرتے بلکہ رب تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں میں اپنے پیاروں کی محبت ڈال دیتا ہے۔

اَن دیکھی محبت

جناب مولا علی مشکل کشاء شیر خدا علیہ السلام کو ہم نے اپنی آنکھوں سے تو نہیں دیکھا لیکن محبت ہے

یہ محبت اسی لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علی پاک کی محبت لوگوں کے دلوں میں، مومنین کے دلوں میں ڈال دی ہے

یہ محبت اَن دیکھی محبت ہے

علی سے بغض

حدیث شریف پیش کرتا ہوں ۔ حضور اکرم، نورِ مجسم، فخرِ آدم سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں

یَا عَلِیُّ لَا یُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ

اے علی تمہارے ساتھ صرف مومن ہی محبت رکھتا ہے اور تمہارے ساتھ بغض صرف منافق ہی رکھتا ہے

حضراتِ محترم!

علی پاک کے ساتھ منافق محبت نہیں رکھتا اور مومن علیؑ کے ساتھ بغض نہیں رکھتا

منافق کو مولا علیؑ سے پیار نہیں ہے جبکہ مومن کو مولا علی کے ساتھ پیار ہے

مومن کا مولا علی سے پیار کسی رشتہ داری کی وجہ سے نہیں ہے اور نہ ہی کسی لالچ کی وجہ سے پیار کرتا ہے؟

بلکہ میرے کملی والے آقا نے فرما رکھا ہے کہ

مَن کُنتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ

ترجمہ جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی بھی مولا ہے

علی وہ ہے کہ جس کو مولا میرے کملی والے نے بنایا

؎ علی علی مولا ، مولا علی مولا ، غوث قطب سارے علی علی کر دے
حکم علی دا چلّے اسمان اُتّے ، سُورج چنّ تارے علی علی کر دے
غُنچے پھُل پتے علی علی کر دے ، سارے ماہ پارے علی علی کر دے
غَم خوشی اندر بدل جان صائم ، جدوں غماں مارے علی علی کر دے

آج لوگ کہتے ہیں کہ مولا کی ذات تو صرف اللہ ہے۔ اللہ کے سوا کوئی مولا نہیں، لیکن جب اِن کی اپنی باری آتی ہے تو پھر اپنے ملّاں کے ساتھ بھی مولا لگا دیتے ہیں" مولانا "
مولانا کا معنی ہے ہمارے مولا
اگر اللہ ہی مولا ہے تو یہ اپنے ملوانوں کو مولا کیوں کہتے ہیں"

مولا پر اعتراض

حضراتِ محترم ! جب یہ اپنے مولوی کو مولانا یعنی ہمارے مولا کہتے ہیں تب تو ٹھیک ہے لیکن اگر مولا علی کو مولا کہا جائے تو اعتراض کرتے ہیں ؟

سب حضرات مل کے کہہ دیں"

مولا علی علی ہیں ہرے مولا علی علی

لَحْمُكَ لَحْمِی جِسْمُكَ جِسْمِی

حضور فرماتے ہیں ! اے علی تمہارا گوشت میرا گوشت ہے تمہارا جسم میرا جسم ہے" تو پھر کیوں نہ کہیں

مولا علی علی ہیں ہرے مولا علی علی

حضور فرماتے ہیں !

اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں

جو شخص شہر میں داخل ہونا چاہے وہ کہاں سے داخل ہوگا ؟
دروازے سے ۔

سرکار نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں" تو میاں جو حضور کے پاس جانا چاہتا ہے اس کو علی کے قدموں میں جانا پڑے گا ۔

اگر علم چاہیئے تو مولا علی کے پاس جانا پڑے گا اور اگر مولانا بننا ہے تو پہلے دروازے کے پاس جانا پڑے گا

جو علی کو چھوڑ دے وہ مولانا نہیں بن سکتا "

حضرت علی کا علم

آئیں میں آپ کو مولا علی کے علم کی ایک جھلکی دکھاؤں
علیؑ پاک نے منبر پر کھڑے ہو کر اعلان فرمایا ! سلونی
اے لوگو ! اللہ کے عرش کے نیچے جو کچھ بھی ہے مجھ
سے سوال کرو " جو تمہارا دل کرتا ہے سوال کرو میں علی اس
منبر پر بیٹھا تمہیں تمہارے تمام سوالوں کے جواب دوں گا
حضراتِ ذی وقار !
ذرا غور فرمائیں کہ جب مولا علیؑ کی یہ شان ہے تو پھر
ہمارے آقا و مولا ، نبئ دو عالمؐ کی کیا عظمت ہو گی ۔
حضراتِ محترم جب مولا علی نے یہ دعویٰ فرمایا تو
ایک یمنی اُٹھ کر کھڑا ہو گیا
'بابُ العلم' کے سامنے کھڑے ہو کر بات کرنا کوئی
معمولی بات نہیں " بلکہ بہت ہمت کی بات ہے ۔
اُس نے کہا ! یا علی آپ نے بڑا دعویٰ فرمایا ہے کہ
میں بڑا علم رکھتا ہوں تو یا علی کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے
آپ کو یمنی کی یہ بات سُن کر جلال آ گیا ۔ آپ نے فرمایا
کیا پوچھتے ہو کہ اپنے رب کو دیکھا ہے ؟ تو سُن میں نماز

میں ایک سجدے کے بعد اُس وقت تک دُوسرا سجدہ نہیں کرتا جب تک اپنے ربّ کو دیکھ نہیں لیتا

ے

ع اَصلِ نماز ہے یہی رُوحِ نماز ہے یہی

تو میرے رُوبرو رہے میں تیرے رُوبرو رہوں

نماز یہ ہے

ع وہ بھی کوئی نماز ہے یار نہ ہو نماز میں

جب آپ نے یہ بات فرمائی تو وہ یمنی مجمع میں ہی بے ہوش ہوگیا۔ اُس پر رِقّت طاری ہوگئی۔ جب ہوش باسلامت ہُوا تو اُس نے کہا ! یاعلی میری توبہ اگر آئندہ ایسی بات کروں۔

جبریل کہاں ہے ؟

ایک روائت میں آتا ہے کہ جب آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ سَلُونِی یعنی جو پُوچھنا ہے مجھ سے پُوچھو تو جبریل امین انسانی شکل میں آگئے اور پُوچھا یاعلی آپ نے بہت بڑا دعوٰی کیا ہے کہ مجھ سے پُوچھو ؟ تو آپ مجھے یہ

بتائیں کہ جبریل کہاں ہے ؟

تو آپ نے ایک نظر سے عرشِ علیٰ تک دیکھا اور دوسری نظر تحت الثریٰ تک ڈالی اور پھر فرمایا کہ جبریل نہ تو اوپر عرش تک ہے اور نہ ہی زمین پہ کسی دوسری جگہ ہاں تم خود ہی جبریل ہو "

مولا علی علی ہیں میرے مولا علی علی

پوچھا ! یا علی اتنا علم آپ کے پاس کہاں سے آیا ؟

مولا علی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ۔ فرمایا یہ علم میں نے کسی سکول سے نہیں لیا "

نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ اے علی جب میں دنیا سے تشریف لے جاؤں تو مجھے غسل تم دینا

حضراتِ محترم !

جب مولا علی خانۂ کعبہ میں پیدا ہوئے تو آپ کی آنکھیں بند تھیں " آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ فاطمہ بنتِ اسدؓ نے مولا علی کو حضورؐ کی جھولی میں ڈال دیا ۔ تب حضرت علیؑ نے آنکھیں کھولیں

ایک مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ علی کیا وجہ تھی کہ تم نے آنکھیں کیوں نہ کھولیں تھیں "

عرض کیا ! یارسول اللہ " میری تمنا تھی کہ جب میں

دنیا میں آؤں تو میری پہلی نظر رُخِ مُصطفٰے پر پڑے۔

حضرت علی کی ولادت پر علیؓ پاک کو پہلا غسل سرکارِ دوعالم نے دیا ؑ

فرمایا ! تمہیں پہلا غسل میں نے دیا جب میں دُنیا سے جانے لگوں تو آخری غسل تم مجھے دینا

ے
جسے علی کی عظمت کا اعتراف نہیں

ہزار سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں

بدن پہ حج کا احرام دِل میں بُغضِ علیؓ

یہ کعبہ پاک کے پھیرے تو ہیں طواف نہیں

تو آپ سب بھی مِل کر کہہ دیں ؑ

شیرِ خُدا علی علی مُشکل کشاء علی

مولا علی علی علی ، مولا علی علی

حضراتِ گرامی ! مولا علی کی طاقت کا بیان الفاظ میں کیسے کیا جائے

ے
شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار

ایک شخص نے مولا علی کی جرأت و بہادری کا سُنا تو مدینہ طیبہ آیا

کہ میں علی کے ساتھ کُشتی کروں گا۔

حضرت علی سے کُشتی

جب وہ پہلوان مدینہ پاک میں آیا تو حُسنِ اتفاق سے مولا علی اُس وقت چہل قدمی فرما رہے تھے، تو اُس بڑے پہلوان نے کہ جس نے اپنے ہتھیاروں کو بھی اپنے جسم پر لگایا ہُوا تھا آپ ہی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ یہاں مدینہ میں علی کا مکان کہاں ہے

آپ نے فرمایا ! تمہیں علی سے کیا کام ہے ؟

اُس نے کہا !

میں پہلوان ہُوں آج تک کسی نے مُجھے شکست نہیں دی، اور میں نے علی کی بہادری کی بڑی شہرت سُنی ہے لہذا میں چاہتا ہُوں کہ علی کے ساتھ بھی کُشتی کروں

حضراتِ محترم !

مولا علی کے مقابلے میں وہ پہلوان پہاڑ جیسا تھا، مولا علی نے فرمایا !

ے

تو علی سے لڑ سکے یہ تیری عقل کا پھیر ہے

تو شیطاں کی لومڑی اور وہ خدا کا شیر ہے

اے تم علی کے ساتھ نہیں لڑ سکتے،

تم ایسا کرو کہ میرے ساتھ کُشتی کرو" میری ہار علیؑ کی ہار اور میری جیت علی کی جیت ہے۔

اُس نے کہا! کہ جانے دو" میرے اور اپنے وجود کا فرق دیکھو" میں طاقت ور بھی ہوں لہذا میرے اور تمہارے درمیان مقابلہ کیسا! اور اس لڑنے کا کیا فائدہ؟

آپ نے فرمایا! تم لڑو تو سہی۔

اُس نے کہا! اچھا یہ بات ہے تو آؤ پھر"

جب وہ حضرت علی کے قریب آیا تو آپ نے اُسکے پنجے کے ساتھ پنجہ ملایا اور پھر اُسے ہاتھوں پر اُٹھا کر یوں زمین پر پھینک دیا کہ جیسے اُس کا وزن ہی نہ ہو اور پھر آپ نے اُس کے سینے پر بیٹھ کر پوچھا کہ ہاں اب بتاؤ کہ علی سے لڑو گے

اُس نے کہا!

یہ شکست فاش مجھ کو آج پہلی بار ہے

دِل یہ کہتا ہے کہ تو ہی حیدرِ کرّار ہے

تو مِل کر کہہ دیں کہ

شیرِ خدا علی علیؑ مشکل کشاء علی

ہیں مرتضیٰ علیؑ علی حاجت روا علی ؑ

جب جنگ خیبر ہوئی تو خیبر کے قلعہ کو بھی مولا علی نے

فتح کیا

غزوہ خندق

جب جنگِ خندق ہوئی تو کفّار کا ایک بہت بڑا پہلوان تھا جس کا نام عمرو بن عبدِ وُد تھا جو کہ دُنیائے کفر کا بہت بڑا پہلوان تھا کہ جو اکیلا سینکڑوں لوگوں پر بھاری تھا۔

وہ پہلوان خندق پھلانگ کر مسلمانوں کے لشکر میں آگیا اور اُس نے للکارا کہ کون ہے جو میرے مقابلے کو آئے۔

صحابہ کا عظیم لشکر موجود تھا

روایات میں آتا ہے کہ لشکرِ اسلام میں اس وقت بڑے بڑے جرّی صحابہ کرام موجود تھے لیکن کسی کو بھی جرأت نہ ہوئی

اُس نے لشکرِ اسلام کی طرف دیکھتے ہوئے ایک مرتبہ پھر مقابلے کے لئے للکارا لیکن پھر بھی صحابہ دیکھتے رہے

جب تیسری بار بھی اُس نے للکارا اور کوئی نہ اُٹھا تو پھر علیؑ پاک علیہ السلام اُٹھے ' حضور کے قدم مبارک چوم کر عرض کی یا رسول اللہ مجھے اِس کافر سے مقابلے کی اجازت مرحمت فرمائیں

عمرو بن عبدِ وُد

جب حضرت علی نے حضور رسالتمآب سے عمر بن عبدود کے ساتھ مقابلے کے لئے اجازت طلب کی تو حضور نبیٔ کریم نے حضرت علی کے ماتھے کو چوما اور آپ کے سر پر اپنے یداللہ والے ہاتھوں سے دستارِ مبارک باندھی اور آپ کے ہاتھ میں تلوار پکڑائی اور فرمایا!

اے علی یہ دشمن تیرے حوالے اور تم اللہ کے حوالے
اے علی یہ رب کا دشمن تمہارے حوالے ہے۔

مولا علی نے تلوار اُٹھائی اور میدان میں تشریف لے آئے۔

للکار کا جواب

اُس نے للکار کر کہا! میں ابنِ عبدِ وُدّ ہوں، میں نے آج تک کسی سے شکست نہیں کھائی، میرے ساتھ مقابلہ کرنے والے نے کبھی پانی نہیں مانگا

حضرت علیؑ نے فرمایا! سُنو میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔

اور تمہارا اور میرا فرق یہ ہے

تمہارے ساتھ شیطان ہے۔ میرے ساتھ رحمان ہے
تمہارے ساتھ کفر ہے ۔ میرے ساتھ اِسلام ہے۔

تمہارے ساتھ سامان ہے میرے ساتھ ایمان ہے
تمہارے ساتھ ظلمت ہے میرے ساتھ رحمت ہے
تمہارے ساتھ گندگی ہے۔ میرے ساتھ پاکیزگی ہے
تمہارے ساتھ جہل ہے۔ میرے ساتھ اللہ کا فضل ہے
تمہارے ساتھ اندھیرا ہے۔ میرے ساتھ سویرا ہے
تمہارے ساتھ تاریکی ہے۔ میرے ساتھ روشنی ہے
تمہارا دل ودماغ کالا ہے۔ میرے ساتھ میرا کملی والا ہے
رہی تمہاری بہادری تو اس کا پتہ تمہیں ابھی چل جائے گا۔ آؤ
میرے ساتھ مقابلہ کرو"

دنیائے کفر نے وہ منظر دیکھا کہ جس سے ان کی ہمت جواب دے گئی۔

چشم فلک اس منظر کی گواہ ہے۔
اس نے تلوار سے مولا علی پر وار کر دیا۔ مولا علی نے اپنی ڈھال آگے کر دی

وار سخت تھا آپ کی ڈھال آپ کی پیشانی مبارک کو لگی اور ماتھے کو زخمی کر دیا

اب حضرت علی نے حملہ کرنا تھا۔ شیر خدا نے تلوار چلائی اس نے ڈھال سے وار روکا

لیکن یہ وار مولا علی کا وار تھا
یہ وار حیدر کرار کا وار تھ

یہ وار مولائے کائنات کا وار تھا ۔

یہ وار اللہ کے شیر کا وار تھا۔

وار روکنے کی ناکام کوشش کیونکہ تلوار تو اپنا کام کر چکی تھی ۔

تو پہلے اُس کی ڈھال کے دو ٹکڑے ہوئے
پھر اُس نے جو سر پر لوہے کا خود پہنا ہوا تھا اُس کے دو ٹکڑے ۔

پھر سر تک آئی اُسے درمیان سے چیرا
پھر سر کے بعد سینے تک آئی اُسے بھی درمیان سے دو ٹکڑے کیا اور پورے دھڑ کو کاٹتی ہوئی گھوڑے تک آئی اور اُس ملعون کے گھوڑے کے بھی دو ٹکڑے کر دیئے ۔

سب حضرات مل کر نعرۂ حیدری لگائیں ؎ نعرۂ حیدری یاعلی ے

مولا علی علی ہے مولا علی علی

شیرِ خدا علی ہے مشکل کشاء علیؑ

حاجت روا علی

آئیں اب میں آپ کو یہ بھی بتاؤں کہ حضرت علی مشکل کشاء

بھی ہیں اور حاجت روا بھی ہیں ۔

مولا علی لشکر کے ساتھ جا رہے ہیں "

آپ کا لشکر جا رہا ہے ۔

اونٹوں کی قطاریں جا رہی ہیں

ایک نابینا سائل لشکر کی آواز سن کر کسی سے پوچھتا ہے کہ کون آرہا ہے ؟

اُس نے بتایا کہ مولا علی آرہے ہیں ۔

اُس نے کہا ! جب علیؑ کی سواری میرے قریب آئے تو مجھے بتا دینا " میں نے اُن سے سوال کرنا ہے ۔

چنانچہ جب مولائے کائنات کی سواری نزدیک آئی تو اُس نابینا سائل نے حضرت علیؑ سے سوال کیا کہ یا علی میں بھوکا ہوں مجھے کھانا عطا فرمائیں ۔

فرمایا حیدر نے قنبر دے تائیں

نہ کر دیر قنبر توں کھانا کھلا دے

آپ کے غلام قنبر نے عرض کی کہ حضرت کھانا تو بندھا ہوا ہے ۔ توشہ دان میں ۔

آپ نے فرمایا کہ توشہ دان ہی دے دو "

قنبر غلام نے عرض کی ! حضور توشہ دان تو کجاوے میں رکھا ہوا ہے ۔

آپ نے فرمایا کہ کچاوا ہی دے دو بلکہ یوں کرو اسے اونٹ ہی دے دو۔

مولا علی علی علی مولا علی علیؑ

حاجت روا علی علی مشکل کشاء علیؑ

آخری بات عرض کر کے آپ سے اجازت چاہوں گا

بغیر حُبِّ علی مُدعا نہیں ملتا

عِبادتوں کا بھی ہرگز صِلہ نہیں مِلتا

خُدا کے بندو سُنو غور سے خُدا کی قسم

جسے علی نہیں مِلتے خُدا نہیں ملتا

جو علی سے مِلا وہ نبیؐ سے مِلا اور جسے نبی مِل گئے اُسے خُدا مِل گیا"

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنَ

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہ
وَسَلِّمۡ عَلَیۡکَ یَاسَیِّدِیۡ یَاحَبِیۡب اللّٰہ

مُعزّز سامعین حضرات دوستو بزرگو۔
آپ کے سامنے قرآنِ مجید فُرقانِ حمید کے چوتھے سپارے میں سے دو آیات بیّنات تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیت اللہ شریف کی عظمت و شان اور اُس کے زیارت کا مُقام ہونے کا بیان فرمایا ہے

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری اس حاضری کو قبول فرمائے (آمین)

حضراتِ ذی وقار!

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دورِ مقدس میں مسلمانوں پر اعتراض کیا گیا کہ جس طرف منہ کر کے مسلمان نماز پڑھتے ہیں یعنی کعبۃ اللہ

یہودیوں کا اعتراض

تو مسلمانوں کا یہ قبلہ یعنی کعبہ شریف ہمارے قبلہ یعنی بیت المقدس سے زیادہ شان والا نہیں ہے"

ہمارا قبلہ عظمت والا ہے شان والا ہے،

یہ نبیوں کا قبلہ ہے،

یہ نبیوں کی ہجرت گاہ ہے"

مسلمانوں کا جواب

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں نے دعویٰ کیا کہ دنیا میں جو گھر سب سے پہلے بنایا گیا" وہ" کعبہ شریف ہے

چنانچہ اس موقع پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنین کی تائید میں یہ آئت کریمہ نازل فرمائی

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ

بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے مقرر ہوا
وہ مکہ میں ہے
یہ گھر برکت والا ہے
مُبَارَکًا

اِس میں نشانیاں ہیں، اِس میں مقامِ ابراھیم ہے اور جو بھی
اِس میں آئے گا اُسے آسانی مِل جائے گی"

اور اللہ کے لئے لوگوں پر ایک حج کرنا ضروری ہے اور جو منکر
ہُوا تو اللہ تمام جہانوں سے بے پرواہ ہے،
اللہ تعالیٰ نے یہ آیاتِ بینات نازل فرماکر واضح فرمادیا کہ سب
سے پہلا بنایا جانیوالا گھر بیت اللہ شریف ہے۔

پہلی تخلیق

سرکارِ مدینہ حضور نبی اکرم علیہ السلام کا فرمان ہے " اَوَّلُ مَا
خَلَقَ اللّٰہُ نُوۡرِیۡ " یعنی اللہ نے سب سے پہلے میرے نُور کو پیدا
فرمایا

بس اَحد سی یا اَحمد سی ایہہ کُلّ پیارا کَلّ بنیاں
یاراں دیاں گلاّں یار جانن آدم تے پیارا کلّ بنیاں

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے نبی کے نور کو پیدا فرمایا
اور پھر تمام شہروں سے پہلے مکہ شہر بنایا

زمین کی ابتداء

حضور کی ولادت مکہ میں ہوئی ۔ حضور کا نور ہر شے سے پہلے بنا اور جس شہر میں حضور آئے وہ زمین تمام زمینوں سے پہلے بنائی گئی ۔

تفسیر خازن ، تفسیر روح المعانی اور تفسیر مظہری کے اندر یہ واقعہ موجود ہے ۔

کہ حضرت آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے قبلہ شریف بنا اور ... زمین پر پہلے پانی ہی پانی تھا ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم پر کعبہ شریف والی جگہ پانی کی جھاگ بن گئی اور وہ جھاگ چالیس برس تک وہیں رہی اس کے بعد وہ پھیلتی گئی
پھر پانی کے جھاگ والے ٹکڑے پر زمین بنی اور اس کے بعد باقی زمین بنتی گئی ۔
" یعنی زمین کا خانہ کعبہ والا ٹکڑا سب سے پہلے بنا ۔"
تو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اس شہر کو بنایا جس شہر میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجنا تھا ۔
جہاں نبیوں کے تاجدار کو بھیجنا تھا ۔

ڈھاں مکّے پاک دیاں دھمیاں

جدوں تلیاں سجے سوہنے دیاں چُمیاں

حضرات محترم اللہ تعالیٰ نے اپنا گھر بنایا تو سب سے پہلے اور اپنے پیارے محبوب کا شہر بنایا تو وہ بھی سب سے پہلے بنایا،

کعبے کی تعمیر

ابھی آدم نہیں بنے ابھی کچھ نہیں بنا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم فرمایا کہ کعبہ والی جگہ پر سرخ یاقوتوں سے اللہ کا گھر تعمیر کردو

اللہ تعالیٰ نے وہ گھر اپنی عبادت کے لئے تعمیر کروایا اور پھر زمین کے فرشتے وہاں اللہ کی حمد کرتے رہے۔

اللہ کی تسبیح کرتے رہے،

اللہ کا ذکر کرتے رہے۔

اللہ کی حمدوثنا کرتے رہے۔

سجدے کرتے رہے،

رکوع کرتے رہے۔

قیام کرتے رہے۔

طواف کرتے رہے۔

آسمان کے فرشتے بھی اِس کا طواف کرتے رہے اور زمین کے فرشتے بھی اِس کا حج کرتے رہے اور آسمان کے فرشتے بھی اِس کا حج کرتے رہے"

وہ سُرخ یاقوتوں کا بنا ہُوا مکان حضرت آدم علیہ السّلام تک رہا" جب سیّدنا حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام دنیا پر جلوہ گر ہوئے تو بارگاہ رب العزت میں عرض کی" کہ اے مولا تیری عبادت کس طرف منہ کر کے کروں ؟

فرمایا ! اے آدم میری عبادت کرنے کے لئے اپنا رُخ میرے گھر کی طرف کر لو.

میرے قبلہ کی طرف کر لو،

میرے کعبہ کی طرف کر لو،

اُس قبلہ کی طرف منہ کر لو کہ جس کی طرف منہ کر کے میرا محبوب نماز پڑھا کرے گا"

سیّدنا حضرت آدم علیہ السّلام نے خانۂ کعبہ کا طواف کیا اور اُس کی طرف منہ کر کے عبادت شروع فرمائی

پھر آپ کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کہ جن کی پُشت میں حضرت آدم علیہ السّلام کی طرف سے سرکارِ دوعالم کا نُور منتقل ہُوا تھا نے بیت اللہ کی مرمت وغیرہ فرمائی

حضرت شیث علیہ السلام سے لیکر حضرت نوح علیہ السلام تک خانہ کعبہ باقی رہا۔

طوفانِ نوح

حضراتِ محترم! پھر جب حضرت نوح علیہ السلام کے دور میں طوفان آیا اور پوری زمین پر پانی ہی پانی ہوگیا"

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ کے طوفان میں ہر چیز پانی میں غرق ہوگئی لیکن خانہ کعبہ کو اللہ کے حکم سے آسمانوں پر اٹھا لیا گیا"

اُس یاقوت کے بنے ہوئے کعبہ کا ایک یاقوت زمین پر رہ گیا جسے حجرِ اسود کہتے ہیں" جسے حاجی چومتے ہیں"

چشمۂ زمزم

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد وقت گزرتا رہا۔ پھر حضرت ابراھیم علیہ السلام اپنی زوجہ اور کمسن بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر چھوڑ گئے

حضرت حاجرہ اور آپ کے کمسن شہزادے اُس بے آباد میدان میں اکیلے رہ گئے

پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جب پیاس کی شدت سے زمین پر ایڑیاں ماریں تو وہاں آبِ زم زم کا چشمہ جاری ہوگیا

چشمہ جاری ہونے کی وجہ سے پانی کے ضرورت مند لوگوں نے اس علاقہ میں آباد ہونا شروع کردیا"
جب مکہ میں لوگ آباد ہو گئے۔
جب آبادی بن گئی

کعبے کی دوبارہ تعمیر

اللہ رب العزت نے اپنے خلیل کو حکم فرمایا کہ "اے میرے خلیل"
تم میرے دوست ہو،
تم میرے پیارے ہو،
تم میرے قریبی ہو،
تم میرے نبی ہو،
تم میرے رسول ہو،
تم میرے پیغمبر ہو"،
اور اے میرے خلیل تم نبیوں میں سے ایک عظیم نبی کے باپ ہو" میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ میرا گھر بناؤ"
"بیت اللہ کو تعمیر کرو"
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی تعمیر شروع فرمادی۔ آپ کے ساتھ آپ کے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل

علیہ السلام بھی تعمیر کعبہ میں شامل ہو گئے اور اس عظیم کام میں اپنے باپ کی مدد کرنے لگے "

" حضرات گرامی ! اللہ کا گھر بنانا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سُنت ہے "

کتابیں اُٹھا کر دیکھیں

تعمیرِ مسجد

کہ جب مسجدِ نبوی شریف کی تعمیر شروع ہوئی تو میرے نبی اس کام میں صحابہ کے ساتھ ہیں "

اگر صحابہؓ اینٹیں اُٹھا کر لاتے ہیں پتھر اُٹھا کر لاتے ہیں تو میرے نبی اور کونین کے والی بھی پتھر اور اینٹیں اُٹھا کر لا رہے ہیں اور حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ سے زیادہ وزنی پتھر خود لا رہے ہیں "

اور اللہ کے محبوب نے صحابہ کو بتایا کہ اے میرے غلامو! اللہ کا گھر بنانے کی بڑی فضیلت ہے

" میں نبیوں کا امام ہوں ،

میں تاجدارِ انبیاء ہوں ،

میں کائنات کا تاجدار ہوں ،

اللہ تعالیٰ نے میرے سر پر نبوّت کا تاج رکھا ہے

لیکن میری طرف دیکھو کہ میں خود اللہ کا گھر بنا رہا ہوں"
حضور نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!
کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر" اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے" مالک کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اللہ کا گھر بنائے گا" مسجد تعمیر کرے گا" تو اللہ رب العزت اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔

بُنیادِ کعبہ

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب کعبہ کی تعمیر شروع فرمانے لگے تو آپ نے عرض کی!
یَا اللہ! تیرے گھر کی بنیاد کتنی رکھوں یعنی کتنا لمبا ہو؟ کتنا چوڑا ہو"
رَبِّ کریم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا کہ "اے جبریل! جاؤ اور اُتنی جگہ پر نشان لگا دو جہاں فرشتوں نے کعبہ بنایا تھا"
قرآن پاک میں آتا ہے"
اِذْ یَرْفَعُ ابراھیمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسماعِیْلَ
جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل نے بیت کی تعمیر شروع

کی "

حضرات گرامی !

تعمیر کعبہ کے دوران حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک پتھر پر کھڑے ہو کر اینٹیں لگاتے تھے "

تو جہاں تک تو حضرت ابراہیمؑ کا ہاتھ جاتا رہا وہاں تک تعمیر کرتے رہے " پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی ! یا اللہ جہاں تک میرا ہاتھ جاتا رہا میں بناتا رہا اب کیا کروں ؟

آواز آئی خلیل اینٹیں تم لگاتے رہو اور تمہارے اس پتھر کو ہم اونچا کرتے رہیں گے "

تو حضرات گرامی جیسے جیسے دیوار اونچی ہو رہی ہے ویسے ویسے پتھر اونچا ہوتا رہا

بہر حال اللہ کے پاک پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ نے مل کر اللہ کے پاک گھر کو تعمیر کیا

پہلی تعمیر فرشتوں نے کی ۔

پھر مرتبہ حضرت شیث علیہ السلام نے کی

دوبارہ تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی

قریش اور تعمیر کعبہ

مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں کی بنی

ہوئی عمارتِ کعبہ اُس وقت تک محفوظ رہی جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور تھا۔

پھر آباؤ اجدادِ مصطفےٰ میں سے ایک آدمی ہوئے ہیں جن کا اِسمِ مبارک اُخیٰ ہے اُنھوں نے بیت اللہ کو دوبارہ تعمیر فرمایا اُس کے بعد پانچویں مرتبہ بیت اللہ شریف کی تعمیر قریش نے کی۔

جب اُنھوں نے عمارت کی تعمیر مکمّل کی تو پھر یہ مسئلہ بن گیا کہ اِس میں حجرِ اَسود کون نصب کرے۔

حجرِ اسودِ کا فیصلہ

حجرِ اَسود کے سلسلہ میں ہر قبیلہ کے سردار کی خواہش تھی کہ کعبہ میں حجرِ اَسود کو وہ نصب کرے۔ اِس بات پر مختلف قبائل میں تلخ کلامی ہوگئی اور نوبت لڑائی تک جا پہنچی۔

جب وہ کسی ایک پر متفق نہ ہو سکے تو عدل و انصاف کے اُس پیکر تک آگئے کہ جن کو بیت المقدس میں اَنبیاء کی امامت کا شرف حاصل ہوا

جب فیصلہ آیا تاجدار انبیاء کے پاس،
جب فیصلہ آیا رحمت دو عالم کے پاس،
جب فیصلہ آیا سرورِ بنی آدم کے پاس۔

جب فیصلہ آیا رُوحِ روانِ عالم کے پاس،
جب فیصلہ آیا حبیبِ کبریا کے پاس،
جب فیصلہ آیا شہہ دوسرا کے پاس،

ہاں ہاں

جب بشر "حجر" کے فیصلہ کے لئے خیر البشر کے پاس آئے تو سرورِ دُنیا و دیں نے حجرِ اسود کو اُٹھا کر ایک چادر پر رکھ دِیا

پھر حضور نے فرمایا کہ جو بھی حجرِ اَسوَد کو نصب کرنے کا متمنی ہے "جو بھی حجرِ اسود لگانے کا خواہش مند ہے" جو بھی حجرِ اسود نصب کرنے کا طالب ہے" وہ اِس چادر کا ایک کونا پکڑ لیں

جب سب سرداروں نے حجرِ اَسوَد والی چادر کو پکڑ لیا تو سرکارِ دوعالم نے فرمایا کہ اَب سب لوگ اِس کو اُٹھاؤ اور بیت اللہ کے پاس لے چلو

جب وہ دیوار کے قریب ہُوے تو اللہ کے پیارے محبُوب نے اپنے دستِ اَقدس سے حجرِ اَسود کو اُٹھا کر جس مقام پر وہ نصب کرنا تھا خُود آپ نے نصب فرما دیا"

مُسلمانو!

جب مکّہ فتح ہُوا" اور حضورِ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نہایت شان و شوکت سے مکّہ مکرّمہ میں جلوہ گر ہُوئے تو مکّہ

مکہ کے اُن ظالموں نے ،

مکہ کے اُن جابروں نے ،

مکہ کے اُن کافروں نے ،

کہ جنہوں نے سرکار دو عالم کو تنگ کیا تھا سرکار کو گالیاں دی تھیں سرکار پر کوڑا کرکٹ پھینکا تھا

جب سرکار کو اس شاہانہ شان و شوکت میں دیکھا تو حضور رحمت عالم سے پوچھنے لگے کہ اب آپ ہم سے کیا سلوک کریں گے

قربان جائیں مدنی آقا پر ،

کملی والے کی رحمت پر ،

حضور کی عنائت پر ،

آپ نے فرمایا

میں تمہارے ساتھ وہ سلوک کروں گا جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا

حضرات محترم !

میں عرض کر رہا تھا کہ حضور فتح مکہ کے بعد کعبہ شریف میں داخل ہوئے تو آپ یہ آئت مبارکہ تلاوت فرما رہے تھے

وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ط

اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ بنی اسرائیل آیت ۸۱

کعبہ کی بتوں سے صفائی

جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو سرکارِ دو عالم نے کعبۃ اللہ کو بتوں سے پاک فرما دیا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی چھڑی مبارک سے کعبہ کو بتوں سے پاک فرما دیا آپ نے تمام بتوں کو چھڑی مبارک سے توڑا سوائے ایک بت کے جو سب سے بڑا اور اونچائی پر تھا۔

علی کو بلاؤ

کملی والے نے اپنے پیارے علی المرتضٰی کو بلایا اور ان کو فرمایا۔ اے علی یہ چھوٹے بت میں نے توڑ دیئے ہیں اور اس بڑے بت کو تم توڑ دو۔

حضرت علیؓ نے عرض کی! آقا جب چھوٹے بت آپ نے توڑے ہیں تو بڑے بت کو بھی آپ ہی توڑ دیں۔

فرمایا! علیؓ یہ بت اونچا ہے۔

عرض کی! اے اللہ کے پیارے محبوب۔ صدقے جائیں آپ کی کرم نوازیوں پر۔ کہ ایک طرف تو آپ چاند کو اشارہ

فرمائیں تو چاند کے دو ٹکڑے فرما دیں ؎
اگر اشارہ فرمائیں تو ڈوبے ہوئے سورج کو طلوع فرمالیں
لیکن اب فرما رہے ہیں کہ میرا ہاتھ نہیں پہنچتا ؎ بت اونچا ہے
یارسول اللہ آپ یوں کریں کہ آپ میرے کاندھوں
پر اپنے قدم مبارک رکھیں اور اس بت کو توڑ دیں
فرمایا ! نہیں علیؑ میں تمہیں مرتبہ فرماؤں گا ؎
میں تمہیں درجہ عطا فرماؤں گا
میں تمہیں بلندی عطا فرماؤں گا
عرض کی !
یارسول اللہ حکم فرمائیں ؎
فرمایا ! یوں کرو کہ تم میرے کاندھوں پر کھڑے ہو
جاؤ اور اس بت کو توڑ دو ؎
چنانچہ جب حضرت علی سرکار کے حکم کے مطابق آپ کے
مبارک کاندھوں پر چڑھے تو ؎
یا علی آپ کی عظمت کے قربان
اگر کونین کا والی عرش پر قدم رکھے تو عرشِ معلیٰ بن جائے
آپ کی عظمت کیسی ہے کہ سرکار کے کاندھوں پر بیٹھے ہو ؎
اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر اون کی چادر اپنے
اوپر لے لیں تو قرآن میں آجائے یا ایھا المزمل
اے مزمل کی چادر والے یا ایھا المدثر اے مدثر کی

چادر والے

توجّہ فرمائیں ' کہ جو کپڑا سرکار کے جسم سے مس کر جائے تو اُس کا ذکر قرآن کرتا ہے ۔ وہ قرآن کہ جس کا ایک ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں حاصل ہو جاتی ہیں

وہ کپڑا سرکار کی نسبت سے شان والا بن گیا تو جو جسم سرکار کے کاندھوں پر لگا اُس علی کی عظمت کیا ہو گی !

نسبت کی فضیلت

حضرات گرامی اگر شان ملتی ہے تو نسبت سے ' آج لوگ اگر حجرِ اسود کو چومتے ہیں تو کیوں چومتے ہیں ؟ کیا اِدھر پاکستان میں اور پتھر نہیں ہیں

آئیں ایک اور واقعہ سماعت فرمائیں

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں " جب حجرِ اسود کو چومنے لگے تو حجرِ اسود کو مخاطب کر کے فرمایا "

" اے حجرِ اسود ٹھیک ہے تم شان والے ہو عظمت والے ہو " لیکن میں تمہیں تمہاری شان کی وجہ سے نہیں چوم رہا ' بلکہ میں نے دیکھا کہ تم کو میرے آقا نے چوما ہے میرے نبی نے چوما ہے

حدیث شریف سُنیں "

حاجی کدے نہ اگّ وچ لوُس دا

حجرِ اسود جُرم سارے چُوس دا "

میرے آقا نے فرمایا

حجرِ اسود کو چُومو کیونکہ یہ تُمہارے گناہوں کو چُوس لیتا ہے " اور یہ گناہوں کو چُوس چُوس کر سیاہ ہوگیا ہے

اور قیامت کے دن حجرِ اسود کی آنکھیں ہونگی اور پھر حجرِ اسود بارگاہِ ایزدی میں عرض کرے گا "

" مولا یہ وہ لوگ ہیں " جو تیرے یار کی سُنّت سمجھ کر مُجھے چومتے تھے میرے مولا اِن سب کو بخش دے

حجرِ اسود شفاعت کرے گا،

بیت اللہ شریف شفاعت کرے گا،

حضرات محترم !

میرے نبی نے " کونین کے والی نے " صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم " آقائے دوجہان نے جب مولا علیؑ کو اپنے کاندھوں پر بٹھایا اور فرمایا ! علی اِس بُت کو توڑ دو

چنانچہ حضرت علی نے چھڑی ماری اور سارا بُت چکنا چور کر دیا

سرکار نے فرمایا ! علیؑ نیچے اُتر و "

عرض کی ! یارسول اللہ میں تو بہت بلندی پر ہوں
پُوچھا علی کہاں تک پہنچے ہو ؟
عرض کی یارسول اللہ میں تو اِتنا اوپر پہنچ گیا ہوں کہ اگر
سرکار حکم فرمائیں تو میں عرش کے پائے پکڑ کر نیچے لے آؤں
توجہ فرمائیں
جو حضور کے کاندھوں پر چڑھے اس کی بلندی اتنی ہوتی
ہے تو سرکار کی کیا شان ہو گی۔
فرمایا ! علیؓ نیچے اُترو " حضرت علیؓ نے چھلانگ
لگائی "
عرض کی ! میرے آقا میں نے اتنی دُور سے اتنی
بلندی سے چھلانگ لگائی لیکن مجھے چوٹ نہیں آئی
کملی والے نے فرمایا ! اے علیؓ تمہیں چوٹ کیسے لگ سکتی
ہے کہ تمہیں اور لیجانے والے رحمۃ اللعالمین ہیں اور
اُتارنے والے جبریل امین ہیں "
مسلمانو !
سرکارِ مدینہ کے وصال کے بعد کعبہ کو دوبارہ تعمیر کیا حضرت
عبداللہ ابن زبیرؓ نے

آخری تعمیر

پھر کچھ عرصہ گزرا کہ اِس

کی تعمیر حجاج بن یُوسف نے کی ۔ اِس طرح خانہ کعبہ کو چھ مرتبہ تعمیر کیا گیا اور ایک مرتبہ حضرت شیث علیہ السلام نے مرمت کیا ۔

حضراتِ محترم ! حجاج بن یوسف والی تعمیر کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ اِس طرح تو ھر بادشاہ تعمیر کے چکر میں رہے گا ۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ آج کے بعد خانہ کعبہ کو دوبارہ شہید نہیں کیا جائے گا ۔

لہذا آج بیت اللہ شریف کی جو موجودہ عمارت ہے اس کو تعمیر کرانے والا حجاج بن یُوسف ہے ۔

صرف میزاب رحمت جو کہ خانہ کعبہ کا دروازہ ہے اُس کو تھوڑا سا اُس کی خوبصورتی کی خاطر تبدیل کیا جاتا ہے یا اس پر غلاف شریف چڑھایا جاتا ہے

فَضائِلِ کعبۃُ اللہ

اور کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ کہ جنہیں اللہ تعالیٰ کعبہ شریف کی زیارت کا شرف بخشتا ہے

اور کیسے خوش نصیب ہیں وہ لوگ کہ جو کعبۃ اللہ کو اپنے سینے سے لگا کر اپنی حاجات کو بارگاہِ خداوندی میں پیش کرتے ہیں ۔

اُچیاں شاناں نے رب دے گھر دیاں

جو بھی مکہ مکرمہ میں جانا چاہتا ہے بلند آواز سے پڑھے ۔

اُچیّاں شاناں نے ربّ دے گھر دیاں
رحمتاں جتھے نے ھر دم ورھدیاں

ٹھنڈیاں واواں کرم دیاں وگدیاں
جد صفا مروہ تے دوڑاں لگدیاں

جُرم مکّ جاندے نے زم زم پیتیاں
کعبۃ اللہ دی زیارت کیتیاں

میرے آقا نے فرمایا کہ جو شخص کعبہ شریف کی زیارت کرتا ہے جب اُس کی پہلی نظر بیتُ اللہ شریف پر پڑتی ہے تو اُس وقت وہ جو بھی دُعا کرتا ہے اللہ تعالےٰ قبول فرماتا ہے

جُرم مک جاندے نے زم زم پیتیاں
کعبۃ اللہ دی زیارت کیتیاں

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کعبۃ اللہ میں ایک سو بیس رحمتوں کا نزول ہوتا ہے ‘‘

جن کے پاس وسائل ہیں وہ ضرور حج کریں اور اس سے پیسے کم نہیں ہوتے بلکہ خدا کی قسم، میرا یقین ہے کہ زیادہ ہوتے ہیں ‘‘

ایک سو بیس رحمتیں جو اللہ کی نازل ہوتی ہیں تو اُن میں سے ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والے کی جھولی میں ڈال دی جاتی ہیں ‘‘

اور چالیس رحمتیں اُسے ملتی ہیں جو وہاں نماز پڑھتا ہے اور بیس رحمتیں اُس کو ملتی ہیں جو کہ محبّت سے کھڑا خانہ کعبہ کی زیارت کر رہا ہوتا ہے ‘‘

جُرم مُک جاندے نے زم زم پیتیاں
کعبۃُ اللہ دی زیارت کیتیاں ‘‘

حضراتِ محترم !

بیت اللہ شریف کا تبرک شریف آبِ زم زم ہے آج لوگ حج پر جاتے ہیں تو یہ فکر ہوتی ہے کہ دوستوں کے لئے اور عزیز و اقارب کے لئے مختلف قسم کے تحائف لے جائیں کپڑے وغیرہ لے جائیں تو یاد رکھیں کہ یہ تبرک نہیں ہے بلکہ بیت اللہ شریف کا تبرک آبِ زم زم ہے اور مدینہ پاک

کا تبرک کھجوریں ہیں "

ایک بات ذہن میں آتی ہے کہ کھجوریں بھی مکہ سے آجاتیں ؟

دوستو ! ایک ہوتا ہے کھانا ۔ ایک ہوتا ہے پینا

فرمایا !

کھانا مدینے میں ہے

پینا مکہ میں ہے

وہ شخص کتنے نصیبوں والا ہے کہ جس کی نظر میں سامنے خانہ کعبہ ہے "

کعبہ نظر آتا ہے

حضرات محترم ! جب ہم یہاں نماز پڑھتے ہیں تو کیا نیت کرتے ہیں ؟

" منہ طرف کعبہ شریف "

خدا کی قسم نیت یہاں بھی کرتے ہیں " نماز یہاں بھی پڑھتے ہیں لیکن آگے یا امام صاحب نظر آتے ہیں یا مسجد کے محراب نظر آتے ہیں۔

لیکن جب خانہ کعبہ کے صحن میں نماز پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ منہ طرف کعبہ شریف تو سامنے کعبہ ہی نظر آتا ہے

حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبیٔ پاک صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ۔ کہ جو بیت اللہ شریف کی زیارت کرتا ہے جو حجّ بیت اللہ کرتا ہے جو خانۂ کعبہ کی زیارت کرتا ہے وہ ایسے ہو جاتا ہے کہ جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہُوا ہے ۔
یوں پاک ہو جاتا ہے ۔

حُرم مُک جاندے نے زم زم پیتیاں
کعبۃ اللہ دی زیارت کیتیاں

اِبنِ خواص کا واقعہ

حضرت ابراہیم بن الخواص رحمۃ اللہ علیہ حجّ پر جا رہے ہیں ساتھ آپ کا مرید ہے ۔
راستے میں جنگل ہے وہاں سے ایک اور آدمی ساتھ مل جاتا ہے ۔
چلتے رہے ۔ چلتے رہے ،
صُبح کی نماز اُس نے نہیں پڑھی ،
ظہر کی نماز اُس نے نہیں پڑھی ،
عصر کی نماز اُس نے نہیں پڑھی ،
مغرب کی نماز اُس نے نہیں پڑھی ،

اور عشاء کی نماز بھی اُس نے نہیں پڑھی ۔
اگلا دِن ہُوا ۔ اللہ کے ولی نے اُس سے کہا ! اے بندۂ خدا تم میرے ساتھ جا رہے ہو ۔ دیکھو میرا مُنہ کتنی پاک بستی کی طرف ہے ۔ میں اُس شہر کی طرف جا رہا ہوں
جِس میں اللہ کا نبی آیا ہے ،
جِس میں اللہ کا رسول آیا ہے ،
جِس میں اللہ کا محبوب آیا ہے ،
اور تم میرے ساتھ جا رہے ہو لیکن تم نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی ۔
اُس نے جواب دیا کہ جناب مُجھ پر نماز فرض ہی نہیں ۔
آپ نے پُوچھا کیوں ؟
اُس نے کہا کہ اس لئے کہ میں عیسائی ہُوں ۔
فرمایا ! تمہارا نام کیا ہے ؟
کہنے لگا میرا نام عبد المسیح ہے ۔
آپ اُس کی بات سن کر خاموش رہے ۔ حتّیٰ کہ مِیقات شریف آگیا ۔
مِیقات شریف کہ جہاں سے حرم شریف کی حدُود شروع ہوتی ہیں ۔
مِیقات پر پہنچتے ہی شیخ ابراہیم الخواص نے فقیرانہ لباس پہن لیا ۔ گلے میں اِحرام باندھ کر اللہ کے گھر میں داخل ہونے کی نیّت

کی

آپ نے فرمایا کہ اے عبد المسیح ! دیکھو خانہ کعبہ کی دہلیز آگئی ہے۔ میرے آقا کے شہر کی ابتداء ہوگئی ہے اور تم پلید ہو۔ تم آگے نہیں جا سکتے۔

وہ رک گیا۔ آپ آگے چلے گئے۔

وہ شخص دیکھ رہا ہے کہ کئی قافلے یہاں آکر احرام باندھتے ہیں اور لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہتے ہوئے اپنے مالک کے گھر کی طرف چلتے ہیں۔

یہ منظر دیکھتے دیکھتے اُس کے دِل میں آتشِ شوق کی چنگاری جل اُٹھی۔

سوچنے لگا کتنے خوش نصیب ہیں یہ لوگ اور کیسا اعلیٰ ہے یہ شہر کہ جس میں اللہ تعالیٰ کے آخری نبی تشریف لائے۔ جس شہر میں اللہ نے اپنا گھر بنایا ہے

اِن قافلے والوں کو کیا پتہ کہ میں کون ہوں ؟ میں عیسائی ہوں یا مسلمان۔

اُس نے بھی اِحرام کا بندوبست کر کے باندھ لیا اور پڑھنے لگا

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ

پڑھتے پڑھتے جب اُس نے خانہ کعبہ کا جلال دیکھا تو دل میں خیال آیا کہ میں غلط ہوں یہ گھر سچا ہے اور اِس شہر میں آنے والا نبی سچا ہے۔ ان کا دین سچا ہے "

جُرم مک جاندے نے زم زم پیتیاں
کعبۃ اللہ دِی زیارت کیتیاں

حج کا زمانہ ہے
عرفات کا میدان ہے
اللہ کی رحمتوں کا نزول ہے

اور یہاں آدمی گڑگڑا کر بارگاہِ خداوندی میں جو بھی دعا مانگتا ہے اللہ رب العزت اس کی جھولی کو بھرپور فرما دیتے ہیں

— گنہگاروں کو معافیاں مِل رہی ہیں،
— بیماروں کو شفائیں مِل رہی ہیں،
— تنگ دستوں کی تنگ دستیاں دور ہو رہی ہیں،
— حاجت مندوں کی حاجتیں پوری ہو رہی ہیں،
— مشکل کشائیاں ہو رہی ہیں،

مخلوق اپنے خالق سے رو رو کر مانگ رہی ہے اور اُسے عطا ہو رہا ہے

اور وہ نومسلم جو کہ کلمہ پڑھ کر عیسائیت سے تائب ہو کر

مسلمان ہو چکا ہے اُس نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے اپنے اُس ولی سے ملا دے کہ جس نے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے

حضرت ابراہیم الخواص ایک خیمہ میں تشریف فرما ہیں کہ وہ آدمی بھی اُن کے پاس پہنچ گیا اور اُس نے جُھک کر آپ کو سلام کیا ۔

آپ نے فرمایا ! کہ تم کیوں آئے ہو میں تمہیں کعبہ کے باہر چھوڑ کر آیا تھا "عبدالمسیح ۔

اُس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ۔ کہنے لگا سرکار مجھے آپ عبدالمسیح نہ کہیں ۔ میں اب عبدالمسیح نہیں ہوں

آپ نے پوچھا پھر تم کون ہو ؟

اُس نے عرض کی ! سرکار میں پہلے حضرت عیسیٰ کا غلام تھا لیکن اب میں اُس ہستی کا غلام بن گیا ہوں کہ جن کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی غلام ہیں

جُرم مک جاندے نے زم زم پیتیاں
کعبۃ اللہ دی زیارت کیتیاں ۔

فرمانِ رسول :-

میرے پیارے آقا ﷺ نے فرمایا !

"کہ جس کے پاس وسائل ہوں اور وہ حج نہ کرے تو پھر ہمیں کوئی پرواہ نہیں کہ وہ خواہ یہودی ہونے کے بعد مرے یا نصرانی ہونے کے بعد مرے۔"

حضراتِ گرامی!

جو لطف، جو سرور، جو کیف اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ میں رکھا ہے وہ لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

دُعا ہے

اللہ تعالیٰ ہر سچے مسلمان مومن کو کعبۃ اللہ اور روضۂ رسول کی حاضری نصیب فرمائے

(آمین)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن ۞

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ ۝ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ۝ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۝ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ۝

اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیۡ قُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡد وَ فُرۡقَانِ الۡحَمِیۡد

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا

درود پاک باآواز بلند

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہ ۝ وَسَلَّمَ عَلَیۡکَ

بچپنِ امامِ حسینؑ

کی دساں کتھوں تیک اے رسائی حسینؑ دی
خالق حسینؑ دا اے خدائی حسین دی

کون حسینؑ ؟
جس کی ماں سیّدۃ النساء ہے
جس کا باپ امام الاولیاء ہے
جس کا بھائی حسن مجتبیٰ ہے
جس کا نانا امام الانبیاء ہے
اور جو خود سیّد الشہداء ہے

کی دساں کتھوں تیک اے رسائی حسین دی

ولادت حسینؑ

دنیا میں بڑے بڑے شہنشاہ پیدا ہوتے ہیں
بڑے بڑے امیر پیدا ہوتے ہیں

بڑے بڑے رئیس پیدا ہوتے ہیں
لیکن حضرت اِمام حسینؑ علیہ السّلام کی وِلادت کا مقام حضور رسالتمآب کے حُجرہ کے ساتھ سیّدہ فاطمہ کا حُجرہ تھا
حضورؐ کو بیٹے کی وِلادت کی خبر مولا علی کرم اللہ وجہہ نے دِی تو آپ اُسی وقت ساتھ ہی تشریف لے آئے
کون حسینؑ ! جو پیدا ہُوا تو حضورؐ کی گود میں آیا
کون حسینؑ ! جس نے آنکھ کھولی تو سب سے پہلے حضورؐ کے چہرۂ والضحیٰ کو دیکھا

اَذان دینے والے

حضراتِ گرامی ! بچوّں کی وِلادت کے بعد اُن کے کان میں اَذان دی جاتی ہے
آج جو بچے پیدا ہوتے ہیں تو اُن میں سے کسی بچے کے کان میں اَذان اُس کا باپ پڑھتا ہے
کِسی کے کان میں مولوی اَذان دیتا ہے
کِسی کے کان میں شیخ الحدیث اَذان دیتا ہے
وہ بھی خوش نصیب ہونگے
کہ جس کے کان میں بابا فریدؒ نے اَذان دی ہوگی
کہ جن کے کان میں اَذان حضرت نظام الدین اولیاء نے

جن کے کان میں اَذان خواجۂ اجمیری نے دی ہوگی
جن کے کان میں اذان داتا ہجویری نے دِی ہوگی
جن کے کان میں اَذان شیرِ ربانی نے دِی ہوگی
جن کے کان میں اذان پیرِ لاثانی نے دِی ہوگی
اَرے وہ بچّے بھی اپنے مقدر پر ناز کرتے ہوں گے
کہ جن کے کان میں اَذان غوثِ اعظم نے دِی ہوگی
جن کے کان میں اَذان اِمامِ اَعظم نے دی ہوگی
جن کے کان میں اذان حضرت عثمان غنی نے دِی ہوگی
جن کے کان میں اذان حضرت عُمر فاروقِ اعظم نے دِی ہوگی
جن کے کان میں اَذان حضرت صدّیقِ اکبر نے دی ہوگی
جن کے کان میں اذان حضرتِ مولا علی نے دی ہوگی
لیکن اے حُسین تمہاری عظمت کے قربان جاؤں کہ تمہارے
کان میں اذان " اَذان والے نے پڑھی

کی دساں کتھوں تیک اے رسائی حسین دِی

کِس نے اذان پڑھی ؟

حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پڑھی
اَذان پڑھی ! بے کسوں کے کس نے ،
اَذان پڑھی ! بے بسوں کے بس نے "

اذان پڑھی بے سہاروں کے سہارے نے
اذان پڑھی ! بے چاروں کے چارا نے
اذان پڑھی ! یتیموں کے والی نے
اذان پڑھی ! غریبوں کے حامی نے
اذان پڑھی ! اللہ کے محبوب اور ساری کائنات کے والی نے

سامعین

جب اذان دی جاتی ہے تو بعد میں بچے کو گھٹی دی جاتی ہے
میرے کملی والے نے ارادہ فرمایا امام حسین کو گھٹی دینے کا

امام کی گھٹی

حضورِ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوچا کہ اگر کھجور کی گھٹی دوں
تو کوئی انفرادیت نہ ہوگی، کئی بچوں کو کھجور کی گھٹی دی جا چکی ہوگی
کئی بچوں کو گڑ کی گھٹی دی جا چکی ہوگی
کئی بچوں کو شہد کی گھٹی دی جا چکی ہوگی
میرے نبیؐ نے فرمایا اے میرے نواسے منہ کھول
حسین پاک نے منہ کھولا امام الانبیاء نے اپنی وہ زبانِ اقدس
امام حسین کے منہ ڈال دی کہ جس زبان سے خدا بولتا ہے
قرآن پاک فرماتا ہے

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

میرے پیارے آقا نے اپنی زبانِ اقدس امام حسینؑ کی زبان سے لگائی اور امامِ حُسین حضور کے لعاب مبارک کو چوسنے لگے

یہ وہ لعاب ہے

کہ جو آنکھ پر لگی تو زخمی آنکھ ٹھیک ہو جائے۔

جو زخمی ہاتھ پر لگے تو کٹا ہُوا ہاتھ جڑ جائے،

کڑوے کنویں میں ڈالیں تو میٹھا ہو جائے،

جابر کے برتن میں ڈالا جائے تو معمولی سے کھانے سے پورا لشکر سیر ہو جائے

اور اگر حُسین کے مُنہ میں ڈالا جائے تو سرِ حسین نیزے کی نوک پر قرآن سُنائے

کی دساں کتھوں تیک اے رسائی حسین دی

اِنتخابِ مُصطفےٰ

مسلمانو! آج جو بچّے پیدا ہوتے ہیں تو اُن کے عقیقہ پر جانور قربان کئے جاتے ہیں

کوئی اپنے بچّے کی خوشی میں لڈّو تقسیم کرتا ہے

کوئی مٹھائی تقسیم کرتا ہے

کوئی پیسے تقسیم کرتا ہے
کوئی انعام و کرام دیتا ہے
آئیں دیکھیں!
میرے نبیؐ نے بچپال حسینؓ پر کیا نچھاور کیا ہے"
حضور اپنے آستانہ عالیہ پر تشریف فرما ہیں اور امام حسین حضور کی گود میں بیٹھے ہیں اور حضور علیہ السلام کی گود میں ایک طرف حضور کا شہزادہ حضرت ابراہیم ہے اور ایک طرف امام عالیمقام حضور نے دونوں شہزادوں کو اپنی گود میں بٹھا رکھا ہے
حضور دونوں سے پیار کر رہے ہیں کبھی اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کا منہ چومتے ہیں تو کبھی اپنے نواسے سے پیار کر رہے ہیں
اللہ تعالیٰ نے محبوب کی گود کی طرف دیکھا تو جبریل امین کو بلا کر فرمایا کہ اے جبریل میرے محبوب کی بارگاہ میں جا کر عرض کرو یا رسول اللہ کیا ایک نیام میں دو تلواریں آسکتی ہیں؟
سرکار نے جب اتنی بات سنی تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے

فکر پیا دِل پاک نبیؐ دے میں کس نوں سینے لاواں

حضور سمجھ گئے کہ میان سے مراد میری گود ہے اور تلواروں سے مراد دونوں شہزادے ہیں"

فکر پیا دِل پاک نبیؐ دے تے میں کِس نوں سینے لاواں

اِک میرا اِک دختر جایا تے میں کِس نوں دُور بٹھاواں

سوچا ایک طرف میرا بیٹا ہے اور ایک طرف میری بیٹی کا بیٹا ہے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کِس کو پیش کروں کِسے دوں اور کِسے رکھوں

بالآخر یہ فیصلہ کیا کہ اگر میں اپنا بیٹا دوں تو اس کا دکھ میری ذات کو زیادہ ہوگا لیکن اگر اپنا نواسہ دیا تو بیٹی بہت زیادہ رنجیدہ ہو گی

علی کے اور فاطمہ کے گھر کی رونق چلی جائے گی

امامِ حسنؑ کا بازو چلا جائے گا

میری نواسی زینبؓ کا بھائی چلا جائے گا

عرض کی!

یَا اللہ ! میرا ابراہیم لے لو اور میرا حسین رہنے دو

کی دساں کتھوں تیک اے رسائی حسینؑ دی

سجدہ طویل فرما دیا

اِمامِ عالیمقام کی شان وعظمت کون بیان کر سکتا ہے

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجدِ نبوی شریف میں نماز کی امامت فرما رہے ہیں"

یہ اِمام نبیوں کا اِمام ہے

پیچھے صدیقِ اکبر ہیں،

پیچھے فاروق اعظم ہیں۔

پیچھے عثمان غنی ہیں۔

پیچھے مولا علی ہیں۔

جلیل القدر صحابہ مقتدی ہیں" کیسی اعلیٰ جماعت ہو رہی تھی" امام بھی بے مثال ہے اور مقتدی بھی بے مثال ہیں

جب اِمام الانبیاء سجدے میں گئے تو امام عالی مقام امامِ حسین علیہ السلام سرکارِ دو عالم کی پشت انور پر بیٹھ گئے

"اِمام عالیمقام کھیلتے ہوئے اچانک اِدھر آ نکلے تھے"

حضراتِ گرامی!

آپ کو معلوم ہو گا کہ سجدہ "سُبحَانَ رَبِّیَ العَلٰی کی تسبیح تین۳ مرتبہ پڑھی جاتی ہے یا زیادہ سے زیادہ پانچ یا سات مرتبہ پڑھی جاتی ہے

لیکن جب اِمام عالیمقام امامِ حسین علیہ السلام اِمام الانبیاء کی سجدہ کی حالت میں پُشتِ انور پر بیٹھ گئے تو اِمام الانبیاء نے یہ تسبیح تین یا پانچ مرتبہ نہیں پڑھی

— نہ ہی سات یا گیارہ مرتبہ

نہ ہی اکیس یا اکتالیس مرتبہ
بلکہ سرکار دو عالم نے امام حسین کے پشتِ انور پر بیٹھنے کی وجہ سے بہتّر مرتبہ یہ تسبیح پڑھی
سُبحَانَ رَبِّیَ العَلیٰ
اور پھر جب امام حسین خود ہی امام الانبیاء کی پشتِ انور سے نیچے اُترے تو میرے نبی نے پھر سجدے سے سر اُٹھایا "

یہ معمولی بات نہیں

اے مسلمانوں یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ امام عالی مقام کی خاطر سرکارِ دو عالم نے اللہ کی نماز کو لیٹ کر دیا "
امام حسین جب کھیلتے ہوئے گھر گئے تو جاکر سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی بارگاہ میں عرض کی ! امی جان میں مسجد میں گیا "
آج میرے نانا جان نے میری خاطر سجدہ میں بہتّر مرتبہ تسبیح پڑھی " سیدہ پاک نے سُنا تو آنکھوں میں آنسو آگئے "
آپ نے بیٹے کو سینے سے لگایا اور پیار کر کے فرمایا " بیٹا اِس سے میرے ابا جان کو تکلیف ہوئی ہو گی " سخی حسین لجپال نے ننھی ننھی زبان سے عرض کیا " امی جان ! میں نے نانا جان کو تکلیف دی ہے اور میرے نانا جان نے میری خاطر بہتّر مرتبہ تسبیح پڑھی ہے " تو میری پیاری امی جان

میں وعدہ کرتا ہوں کہ نانا جان کیلئے ان بہتر تسبیحات کے عوض بہتر تن قربان کردوں گا

امی جان ! نانا جان نے میری خاطر اپنا سجدہ لمبا کیا ہے' میں اس لمبے سجدے کے عوض ایسا سجدہ کروں گا کہ سارا جہان' ساری کائنات دیکھے گی'

اس نواسے پہ محمد مصطفےٰ کو ناز ہے
اس کی ہمت پر علی شیر خدا کو ناز ہے

سجدے اوروں نے کئے اس کا عجب انداز ہے
اس نے وہ سجدہ کیا جس پر خدا کو ناز ہے

سبحان اللہ ! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امام عالی مقام سے ایسی محبت فرمائی کہ اپنے سجدہ کو طویل فرمادیا' اور اُس طویل سجدے کی بدولت امام عالی مقام کو محبت کا ایسا مقام ملا'

لکھی ہے خوں سے صائمؔ محبت کی داستاں
سجدے میں سر کٹا کے دکھایا حسین نے

حضراتِ گرامی! امام حسین علیہ السلام کی شان وعظمت النسانی

عقل اور فہم و فراست سے بلند و بالا ہے۔

اہلبیت کا درزی

مدینہ پاک میں عید کا چاند نظر آیا ' ہر طرف عید کی تیاری اور خوشی کا سماں ہے '

شہزادہ حسنؑ اور شہزادہ حسینؑ مغرب کی نماز کے بعد گھر آئے یہ شہزادوں کے بچپن کا وقت ہے ' بچپن کا زمانہ ہے ' حسنین کریمین نے عرض کی !

امّی جان مدینہ پاک میں عید کا چاند نظر آگیا ہے ' صبح عید کا دن ہے اور ہماری پیاری امّی جان ہمارے پاس عید کے لئے نئے کپڑے نہیں ہیں '

امّی جان ! ہم صبح کون سے کپڑے پہن کر عید کی نماز پڑھنے جائیں گے ؟

امّی جان تمام لوگ نئے نئے کپڑے پہنیں گے لیکن ہمارے پاس نیا لباس نہیں ہے '

شہزادوں کی بات سن کر سیّدہ نے انہیں پیار کیا ' محبّت کی اور سینے سے لگایا '

حضرات ! خدائے واحد کی قسم ہے کہ حضور علیہ السّلام کے گھر میں جو فقر و فاقہ تھا وہ اِضطراری نہیں تھا بلکہ اختیاری تھا '

خدا کی قسم ! اگر میرے آقا چاہتے تو ھر وقت جنّت سے سامان بارگاہِ مُصطفےٰ میں آتا رہتا ۔

مالکِ کونین ہیں گھر پاس کچھ رکھتے نہیں ۔
دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں

نبیؐ کی بیٹی نے فرمایا ! میرے چاند سے پیارے بیٹو ۔ فکر نہ کرو ابھی تھوڑی دیر میں کچھ نہ کچھ ہو جائے گا ۔ کام بن جائے گا ۔ جاؤ جا کر آرام کرو صبح مجھ سے نئے کپڑے لے لینا ۔

شہزادے سو گئے تو نبی کی بیٹی نے مصلّٰی بچھایا اور خدا کی بارگاہ میں عرض کی ! یا مولا ! اے میرے پاک اللہ میں نے تیرے آسرے پر بچوں کے ساتھ کپڑوں کا وعدہ کیا ہے ۔ یا اللہ میرے وعدے کی لاج رکھنا ۔

سیّدہ پاک نے جب یہ فریاد خدا کی بارگاہ میں عرض کی ۔ آپ عبادت میں مصروف ہیں ۔ صبح کا وقت ہونے والا ہے ابھی آپ عبادت سے فارغ نہیں ہوئیں کہ باہر دروازہ کھٹکنے کی آواز آئی ۔

باہر ایک شخص نہایت ادب واحترام سے سر نیچا کئے ہوئے کھڑا ہے ۔ جب سیّدہ دروازے کے قریب آئیں تو اُس نے کپڑوں کے دو جوڑے پیش کئے ۔ آپ نے پوچھا ؟ کہ تم کون

ہو ؟

اُس نے جواب دیا کہ میں اہلِ بیت کے در کا گدا ہُوں اور اہلبیت کا درزی ہُوں۔ سیّدہ اُس سے کپڑے لیکر اندر کمرے میں تشریف لے آئیں۔

ایک سُوٹ کا رنگ سبز اور دوسرے کا سُرخ تھا۔ سبز رنگ والا سوٹ امامِ حسن علیہ السلام کو اور سُرخ رنگ والا سُوٹ امام حسین کو مِلا۔

شہزادے ابھی نئے کپڑے پہن کر نمازِ عید کی ادائیگی کے لئے تیار ہُوئے ہی تھے کہ سیّدِ عالم، فخرِ کون و مکاں، سرورِ دوعالم سیّدہ پاک کے گھر میں تشریف لے آئے

امامِ للانبیاء نے شہزادوں کو نئے کپڑے پہنے دیکھ کر سیّدہ سے پُوچھا ؟ یہ نئے کپڑے کہاں سے خریدے ہیں ؟

سیّدہ فاطمۃ الزّہرا سلام اللہ علیہا کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آپ نے عرض کی ! پیارے ابّا جان شہزادوں کے اصرار پر رات میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی تھی کہ یا اللہ کپڑے چاہییں۔ ابھی صُبح صُبح دروازے پر آیا اور دروازہ کھٹکھٹا کر نہایت ادب سے یہ دو جوڑے کپڑوں کے دے گیا ہے۔

پیارے آقا نے فرمایا ! "بیٹی اُس سے پُوچھا تھا کہ وہ کون ہے" ؟

عرض کی ! ابا جان میں نے اُس سے پُوچھا تھا اور اُس نے

کہا تھا کہ میں اھلبیت کا درزی ہوں "

پیارے آقا نے فرمایا! بیٹی کیا تمہیں پتہ ہے کہ وہ کون تھا

عرض کی! نہیں ابا جان

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا" بیٹی وہ کوئی مدینہ پاک کا رہنے والا نہیں تھا بلکہ تمہارے بیٹوں کا درزی بن کر آنے والا جبرٰیل تھا "

ے

کی دساں کِتھوں تیک اے رسائی حسینؑ دِی

خالق حسین دا تے خُدائی حسین دِی

وجہِ امتحان

یہ قانونِ قدرت ہے کہ اللہ جتنا بڑا مرتبہ عطا کرتا ہے پھر امتحان بھی اُس مرتبے کے مطابق ہی لیتا ہے "

سرکار فرماتے ہیں کہ ہم" انبیاء میں سب سے بلند مرتبہ ہیں اور جتنی تکالیف ہمیں پہنچی ہیں اُتنی تکالیف اور کسی نبی کو نہیں پہنچیں"

اِمام عالیمقام کو اللہ تعالیٰ نے اتنی عظمتیں عطا فرمائی ہیں کہ اُن کا تصور بھی ممکن نہیں "

اِمامِ عالی مقام کی سیرت کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ" خُدا کی قسم ہے کہ جتنے غم امامِ حسین کو آئے اُتنے غم کسی اور کو نہیں آئے

حضراتِ گرامی ! ذرا غور فرمائیں

کہ جنابِ نانا کی فرقت حسین نے دیکھی
شفیق ماں کی تربت حسین نے دیکھی
پیارے باپ کی میت حسین نے دیکھی
عزیز بھائی کی شہادت حسین نے دیکھی

؎
کس احتیاط سے سانسوں پہ چل رہے تھے حسینؑ
مٹا رہا تھا زمانہ سنبھل رہے تھے حسینؑ

کون حسینؑ !

جنہوں نے نانا کا وصال دیکھا

اے مسلمانو ! کیا حضور کا پردہ فرمانا کوئی معمولی بات تھی ؟ کتبِ سیرت میں آتا ہے کہ جب سرکار کا وصال ہوا تو مدینہ منورہ میں غلام ایسے روتے تھے کہ اُن کی آواز حاجیوں کی تسبیح سے بھی زیادہ تھی، زیادہ اُونچی اور بلند تھی

جب حضور نبیٔ کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا وصال مبارک ہوا تو آپ کے وصال کے چھ ماہ بعد امام عالی مقام کی پیاری امی جان سیدہ طیبہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کا بھی وصال ہوگیا، اِس وقت امام عالی مقام کا بچپن ہی تھا کہ ماں کا بھی سایہ سر سے اُٹھ گیا،

پھر مولا علی کی شہادت اور اُن کے بعد آپ کے

بھائی حضرت امام حسن مجتبیٰ کی شہادت ہو گئی
اتنے غم برداشت کرنے کے باوجود بھی میرے حسین صبر کے ساتھ زندگی گذارتے رہے
حضرات محترم! حسین ولادت سے لیکر شہادت تک صبر کا امتحان دیتے رہے

بچپن ہے تو فقر و فاقہ کا امتحان ۔
خوشیاں قربان کرنے کا امتحان ۔
نانا جان کے وصال کا امتحان ،
امی جان کے وصال کا امتحان ۔
بابا جان کی شہادت کا امتحان ،
بھائی جان کی شہادت کا امتحان ۔
اور پھر کربلا میں آنے کے لیئے
مدینہ شریف چھوٹنے کا امتحان ،
نانا جان کے روضۂ اقدس کی جدائی کا امتحان ،
امی جان کی تربتِ اقدس چھوڑنے کا امتحان ،

صبر کا پیکر

اتنے امتحانات دیئے اور ایسے صبر کا مظاہرہ کیا کہ آج تک اس کی مثال نہیں ملتی

صبر و رضا کے پیکر امام عالیمقام امام حسین علیہ السلام کا صبر دیکھیں، آپ کا صبر ابھی یہیں ختم نہیں ہوا بلکہ

امام مسلم کی شہادت کی خبر سُنی، صبر کیا

امام مسلم کے بچوں کی شہادت کی خبر سُنی، صبر کیا

کوفیوں کی دغا بازی پر، صبر کیا

حضرت عباس علمدار کے کٹے ہوئے بازو اٹھائے، صبر کیا

حضرت قاسم کا لاشہ اُٹھایا، صبر کیا

جوان بیٹے کی لاش اُٹھائی، صبر کیا

چھ ماہ کے معصوم علی اصغر کے حلق سے تیر نکالا، صبر کیا

صحرائے کربلا کی گرم ریت ہے اور تین دن کی پیاس، صبر کیا

عون و محمد قربان ہوئے تو پھر بھی صبر ہی کیا

حضرات امام عالی مقام کے نانا جان سید الانبیاء ہیں

آپ کے والد سید الاولیاء ہیں

آپ کے بھائی سید الشباب اھل الجنۃ ہیں

آپ کی والدہ سیدۃ النساء ہیں

تو امامِ عالی مقام نے اپنے امتحانات میں صبر و رضا سے کامیابی حاصل کر کے سید الشہداء کا مرتبہ حاصل کیا

اللہ تعالیٰ ہمیں امام عالی مقام اور اھلبیت اطہار کے غلاموں میں رکھے، آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ قُرْاٰنِ الْمَجِیْد
وَ فُرْقَانِ الْحَمِیْد

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

درود پاک با آواز بلند

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ۝ وَسَلَّمَ عَلَیْکَ

میرے آقا میرے غم دی صدا دی لاج رکھ لیناں
شہنشاہا کریما بے نوا دی لاج رکھ لیناں

میری جھولی وی خالی اے تے منگن دا وی ول ناہیں
مدینے والیا سخیا گدا دی لاج رکھ لیناں

خطاواں کیتیاں میں تیری رحمت دے سہارے تے
کرم دے مان تے کیتی خطا دی لاج رکھ لیناں

غماں دا ماریا ہویا ترے دربار تے آیاں
میری فریاد میری التجاء دی لاج رکھ لیناں

کرم دی سوہنیاں صائم تے اج برسات ہو جاوے
اے زلفاں والیا کالی گھٹا دی لاج رکھ لیناں

درود پاک باآواز بلند !

معززسامعین حضرات " بزرگو دوستو !

یہ بندۂ ناچیز آپ کے سامنے حاضر خدمت ہے اور آج کی رات سیّدالشہداء ، شہید کربلا ، راکب دوش مصطفٰے امامِ عالیمقام اِمامِ حُسین علیہ السّلام کی یاد کی رات ہے "

آج اُن سادات کی یاد تازہ کرنی ہے جنہوں نے تپتی ہُوئی ریت پر کربلا کے ٹیلوں پہ پیاس کی حالت ساری رات اللہ کی عبات میں گذاری " اور دنیا کو بتا دیا کہ "

اذان دے گئی حضرت بلال کی ہستی

نماز پڑھ گئے کربل میں کربلا والے

اللہ ربّ العزّت نے اِرشادفرمایا

قُلْ لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی

اِمامِ عالیمقام اِمام حُسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شان کیا ہے " آپ نے نویں محرم کی رات عبادت میں گذاری "

اِمام کی شان میں تو یہ آئتِ کریمہ تھی کہ اے محبوبؐ اعلان کردو کہ

اے جہان والو ! تمہیں جو کچھ ہم ملا ہے میری وجہ سے

ملا ہے " اس کے صلہ میں میں تم سے کچھ نہیں مانگتا
قُل لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا "میں اس کا کوئی
معاوضہ طلب نہیں کرتا "
یارسول اللہ ! آپ نے فرمایا ہے کہ میں کچھ نہیں چاہتا
لَآ اَسْئَلُکُمْ اَجْرًا کہ کچھ نہیں چاہیئے " لیکن سرکار
اگر ہم نے پیش کرنا ہو "
فرمایا ! ہاں " اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی
مجھے نہ مال چاہیئے نہ سونا ،
نہ زر چاہیئے نہ چاندی ،
نہ کوئی دنیاوی چیز چاہیئے ،
مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے " میری بارگاہ میں اگر ھدیہ
پیش کرنا ہو تو وہ محبّتِ اھلبیت کا ھدیہ پیش کرو ۔ مودّتِ اہلبیت
کرو ۔ اَقربیٰ سے پیار کرو اُن سے محبّت کرو
مسلمانو ! ذرا غور کیجئے سرکار سب کچھ دے کر ھم سے کیا طلب
کر رہے ہیں " اپنی آل کی محبّت "

وفاداریٔ محبوب

تو وفادار وہی ہے کہ جو مالک کا حکم ماننے اور پھر ایسے
مالک کہ جنہوں نے اپنے غلاموں کی نجات و بخشش کے لئے

اپنے بچوّں تک کی قربانی دے دی ۔ اتنی شفقت وعنایات کرنے والے آقا نے ہم سے اپنی آل کی محبّت مانگی ہے تو یاد رکھیں کہ جس کے سینے میں نبیؐ پاک کی آلِ اطہار سے محبّت نہیں ہے وہ بارگاہِ مصطفےٰ کا وفادار نہیں ہے

جو اُن پہ صدقے نہیں نثار نہیں
خدا کے بندوں میں وہ بندہ شمار نہیں

وہ انسان انسان ہی نہیں ہے جو کملی والے کی آل کا وفادار نہیں ہے
یہ کیسے لوگ ہیں کہ روٹیاں تو کھائیں اُس مصلّے کا صدقہ کہ جو حسین کے نانا سے ملا ہے اور حمایت یزید کی کریں
مسلمانو!
اگر امامِ عالیمقام کربلا کے گرم ریگزاروں میں اپنے بچوّں کی قربانیاں پیش نہ کرتے تو خدا کی قسم ہے
نہ آج مساجد ہوتیں
نہ محراب ہوتے اور نہ مصلّے ہوتے،
کسی نے خوب کہا؛
ع امداد نہ کرتے گر کربلا میں حسین
تو اسلام تیرا ٹھوکریں کھاتا پھرتا

امام کا صدقہ

حضرات گرامیٔ قدر!

یہ اسلام کی رونقیں،
یہ عظیم الشان مساجد،
یہ بڑے بڑے محراب،
یہ بلند و بالا منبر،
یہ قرآن کی تلاوتیں،
یہ راتوں کی عبادتیں،
یہ اتنے زیادہ زہد،
یہ تمام تقوے،
یہ قرآن کی تفاسیر،
یہ حضور کی احادیث،
یہ تمام قسم کی رونقیں امام عالی مقام کے صدقے سے ہی ہیں"

مسلمانو! کسی نے دین کے لئے مال دیا" کسی نے زر دیا" کسی نے اسلام کے پودے کو جوان کرنے کے لئے سونا دیا اور کسی نے چاندی دی ہے۔

کسی نے کوئی سامان دیا ہے لیکن صدقے جائیں امامِ عالیمقام

کی عظمت پر کہ میرے سخی حسین نے اِسلام کے لئے جان دی ہے

مدینہ کی جدائی

پوچھیں حاجی صاحبان سے کہ جو چند روز مدینہ طیبہ میں رہتے ہیں اور پھر روتے ہوئے واپس آتے ہیں

اور میں ایک مثال عرض کرتا ہوں کہ جب بچی کی شادی ہوتی ہے تو وہ جب والدین کے گھر سے رخصت ہوتی ہے تو وہ کیسے روتی ہوئی اور غم زدہ حالت میں رخصت ہوتی ہے

لیکن جب حاجی صاحبان مدینہ منورہ سے روانہ ہوتے ہیں تو اُنہیں اِس سے بھی زیادہ غم ہوتا

حضرت علامہ صائم چشتی مدینہ طیبہ سے واپسی کی عکاسی یوں کرتے ہیں

نہ پُوچھو کیسے رحمت کا خزینہ چھوڑ آیا ہوں.
مجھے رونے دو میں جنّت کا زینہ چھوڑ آیا ہوں

مُبارک دے رہے ہو تم مجھے حج و زیارت کی
میرے غم بھی تو دیکھو میں مدینہ چھوڑ آیا ہوں

حاجی صرف چند روز مدینہ طیبہ میں گذارتے ہیں اور یوں تڑپتے ہیں اور واہ لجپال حُسینؑ سخی حُسینؑ میں تمہاری عظمت پر قربان جاؤں" کہ آپؑ نے رسول کا روضہ صرف دیکھا نہیں بلکہ روضے والے محبوبؐ کے پاس بھی رہے ہیں"

یزیدِلعین کا حُکم

اُدھر یزید نے تخت پر بیٹھ کر مدینہ پاک کے گورنر ولید کو حُکم جاری کیا کہ حُسینؑ سے کہو کہ میری حکومت کو تسلیم کرلے"

امام کو جب پیغام مِلا" آپ نے فرمایا ولید" حسینؑ یزید کی بیعت نہیں کرسکتا"

یزید شرابی ہے"

یزید زانی ہے"

یزید کُتے لڑانے کا شوقین ہے"

یزید بے نماز ہے"

اِس لئے

حُسینؑ یزید کے ہاتھوں میں ہاتھ نہیں دے سکتا اور یہ اس لیے کہ حُسینؑ کی رگوں میں خون حیدری ہے"

حُسینؑ نے اس ماں کا دُودھ پیا ہے کہ جو سیّدہ طیبہ طاہرہ زاہدہ راکعہ ساجدہ نیرہ منورہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ

عَلیہا ہے " کہ جنہوں نے ساری زندگی نماز قضا نہیں کی ؎
اور حسین وہ ہے کہ جس نے چہرۂ مصطفےٰ کی زیارت کی ہے
حسین کے ہونٹ نبی کے ہونٹوں سے مَس ہوئے
حسین کا سینہ نبی کے اَلَم نَشْرَح والے سینے کے ساتھ لگا "
ہاں ہاں !
جس کے ہاتھ یَدُ اللہ والے گورے گورے ہاتھوں میں
رہے ہوں وہ ہاتھ کسی فاسق و فاجر کے ہاتھوں میں نہیں آ
سکتے ؎

اِمام کا جواب

اے وَلید میرا سر کاٹا تو جا سکتا ہے لیکن یزید کے آگے
جھکایا نہیں جا سکتا
میں اُس شیرِ خدا کا بیٹا ہوں ؎
کہ جس کے ہاتھ حضور کے ہاتھوں میں آئے ،
جن کے ہاتھ صدیق اکبر کے ہاتھوں میں آئے ،
جن کے ہاتھ عُمر فاروق کے ہاتھوں میں آئے ،
میں اُس شیرِ خدا کا شہزادہ ہوں
کہ جن کے ہاتھ عثمان غنی کے ہاتھوں میں آئے ،
مَیں کسی پلید کے ہاتھوں میں ہاتھ نہیں دے سکتا ،

ایک بات بتائیں ؛

کیا یزید حق پر تھا یا باطل تھا ؎ باطل تھا

میرے سخی حسینؓ نے اُس کی خلافت کو نیابت کو اور شاہی کو تسلیم نہیں کیا ؎

اور اگر پہلے خلفاء باطل ہوتے تو حضرت علی المرتضٰےؓ بھی ایسے ہی مقابلے کے لیئے ڈٹ جاتے ؎

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تسلیم کرلینا اِس بات کی دلیل ہے کہ تینوں خلفاء حق پر تھے ؎

سخی حسینؓ نے انکار کیا ؎ اُدھر سے اصرار بڑھا ؎ آخر آرڈر آگیا کہ اگر امامِ عالیمقامؓ نہ مانیں تو اُن کا سر تن سے جدا کردو

اِمام کا فیصلہ

اِمام عالی مقامؓ نے فیصلہ کیا کہ اگر میں مدینہ شریف میں رہوں اور میرا سَر تن سے جدا کیا جائے تو میرے نانا جان کے غلام تو میری خاطر کٹ مریں گے

مدینہ پاک کی گلیاں میرے نبیؐ کے ماننے والوں کے خون سے رنگین ہوجائیں گی ؎

فیصلہ کیا کہ میں مدینہ پاک کو چھوڑ دوں اور چند دن کے لئے مکہ شریف میں ڈیرا لگا لوں ؎

مسلمانو !

امام عالی مقام نے رات کے وقت یہ فیصلہ کیا کہ ہم صبح کو مدینہ پاک سے چلے جائیں گے"

سیدہ زینبؓ سے گفتگو

آپ نے اپنی بہن سیدہ زینبؓ کو بلایا فرمایا اے زینبؓ آج تم اپنے بھائی کو جی بھر کے دیکھ لو" پھر شائد ہم نہ مل سکیں
سیدہ زینبؓ نے امام عالیمقام کی بات سنی تو عرض کیا"
بھائی جان !
جب مجھے نانا جان مصطفےٰ کی یاد آتی ہے تو تمہارا چہرہ دیکھ لیتی ہوں
جب بابا جان مرتضےٰ کی یاد آتی ہے تو تمہارا چہرہ دیکھ لیتی ہوں
امی جان سیدہ فاطمہ کی یاد آتی ہے تو تمہارا چہرہ دیکھ لیتی ہوں
بھائی جان حسن مجتبیٰ کی یاد آتی ہے تو تمہارا چہرہ دیکھ لیتی ہوں
پیارے بھیا"
اگر تم مجھے تنہا چھوڑ کر چلے گئے تو تمہاری بہن تمہارے بغیر اکیلی نہیں رہ سکتی" بھائی جان جہاں آپ جائیں گے میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گی"
فرمایا ! ٹھیک ہے پھر تیاری کر لو !

سفر کی تیاریاں شروع ہو گئیں، آدھی رات کا وقت ہوا،
امام عالی مقام نے اپنی بہن سیّدہ زینبؓ سے فرمایا! میں ذرا نانا جان کی بارگاہ میں حاضری دے لوں، نانا جان کی بارگاہ میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کر لوں
مسلمانو! دونوں بہن بھائی نبیٔ کریم کے روضۂ مقدس پر حاضر ہو جاتے ہیں،

روضۂ رسول پر

امامِ عالیمقامؓ کی بیٹی سیّدہ سکینہ بھی ساتھ ہیں، آدھی رات کا وقت ہے،

امام نے رو کر نبیٔ پاکؐ کی بارگاہ میں فریاد کی! نانا جان یارسول اللہ! پیارے نانا جان، آپ کے نازوں سے پلا ہوا حسین آپ کی بارگاہ میں آخری سلام عرض کرنے کے لئے آیا ہے،

نانا جان! میرا سلام قبول فرمایئے،
نانا جان! جس کی خاطر آپ خطبہ بند کر دیتے تھے،
نانا جان! جس کی خاطر آپ سجدوں کو لمبا کر دیتے تھے
نانا جان! جس کی خاطر جنت سے کپڑوں کے جوڑے آ جاتے تھے

پیارے ناناجان ! آج وہ آپ کے نازوں اور پیار کا پالا ہوا حسینؑ پردیس جارہا ہے

تربت چم کے نانے والی کردی عرض سکینہ
کملی والیا چھٹ چلیا ای اَج تیرا شہر مدینہ

دونوں بہن بھائی بارگاہِ نبوی میں حاضری دینے کے بعد بابِ جبریل کی طرف سے باہر چلے جاتے ہیں

سیّدہ فاطمہؑ کے مزار پر

سامنے جنّت البقیع شریف ہے " اِمام عالی مقامؑ نے سیّدہ زینبؓ سے فرمایا " آؤ پیاری بہن ! امّی جان سیدۃ النساء العالمین فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی قبرِ اقدس پر بھی حاضری دینی ہے

دونوں بہن بھائی سیّدۃ النّساء کی قبرِ انور پر آگئے " اِمامِ عالی مقام سرہانے کی طرف کھڑے ہو گئے جبکہ سیّدہ زینبؓ قدموں کی طرف کھڑی ہو گئیں "

اِمام نے ماں کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے بعد رو کر سیّدہ سے عرض کی ! پیاری امّی جان میں آپ کا وہ بیٹا ہوں جس

کو آپ قرآن پاک کی لوریاں سُناتی تھیں " جسے آپ نے درود پڑھ پڑھ کر پالا ہے "

اے پیاری امّی جان آج میرا مدینہ شریف میں رہنا مشکل ہوگیا ہے "

اُمّی جان ! میں آپ کے مدینہ کو چھوڑ کر جارہا ہوں "

اُمّی جان ! اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو معاف فرما دیں " اے میری پیاری امّی جان ! میری صغریٰ بیمار ہے وہ ساتھ جانے کے قابل نہیں " اے امّی جان میں صُغریٰ کو آپ کے حوالے کر کے جارہا ہوں " اُمّی جان میری صغریٰ کو رونے نہ دینا "

اِمام جس وقت سیّدہ کی قبر پر آہ وزاری فرما رہے تھے اُس وقت سیدہ زینب نے قدموں کا بوسہ لے کر ماں کی خدمت میں عرض کی !

امّی جان ! آپ کی بیٹی زینبؓ آپ کے مزار پر حاضر ہے " امّی جان یہ آپ سے اجازت لینے آئی ہے "

امّی جان ! میں آج بستے ہوئے گھر کو تالے لگانے والی ہوں "

آج میری امّی جان ! آج آپ کی بیٹی مدینہ سے جُدا ہو رہی ہے " اے پیاری اُمّی جان جب بیٹیاں رخصت ہوتی ہیں جُدا ہوتی ہیں تو مائیں بیٹیوں کو رُخصت کرتی ہیں سر پر دوپٹہ دے کر پیار کرتی ہیں "

امیؓ جان! آج آپ کی بیٹی بھی آپ سے رخصت ہوکر پردیس جا رہی ہے

امیؓ جان اُٹھیں آپؓ بھی اپنی بیٹی کے سر پر دوپٹہ دے دیں اور آپ بھی پیشانی چوم کر رخصت فرما دیں،

سیدہ پاک کی قبر پاک کو لرزہ آگیا، بزبانِ حال آواز آئی

اے میری زینبؓ میری قبر پر کھڑی ہوکر اتنی آوہ زاری نہ کر تمہارے گرم گرم آنسو میرے مزار پر گر رہے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میری زینبؓ میں اُٹھ کر تمہیں گلے لگا لوں

بیٹی اگر تیری ماں قبر سے باہر آئی تو قیامت برپا ہو جائے گی، لیکن اے بیٹی فکر نہ کر، جب تو اور تیرا بھائی حسینؓ کربلا کے میدان میں امتحان دے رہے ہوگے تو تمہاری ماں فاطمہؓ وہاں پہنچ جائے گی، تمہارے نانا جان مصطفےٰ بھی ساتھ ہوں گے اور تمہارے بابا جان علی المرتضےٰ بھی ساتھ ہونگے،

مَیں وہاں تمہارا اِمتحان دیکھوں گی، وہاں تمہارے بیٹوں کی قربانی بھی دیکھوں گی اور تمہارے بھتیجوں کی قربانی بھی دیکھوں گی،

اے بیٹی جب تمہارا بھائی حسینؑ گھوڑے سے گرے گا تو اُس وقت تیری ماں اپنی گود آگے کر دے گی،

اے میری بیٹی جاؤ خُدا تمہارا حامی و ناصر ہو،

رات آہستہ آہستہ گذر رہی ہے ۔ والدہ کی قبر پر حاضری دینے کے بعد امام عالیمقامؑ اور سیّدہ زینبؑ آہستہ آہستہ باتیں کرتے ہوئے گھر واپس آتے ہیں ۔

گھر میں سفر کی تیاری شروع ہے ۔ ایک طرف ایک چھوٹی سی بچی بیماری کی حالت میں لیٹی ہوئی ہے ۔ وہ سب کو سامان وغیرہ باندھتے ہوئے دیکھ رہی ہے لیکن لاعلم ہے کہ یہ کس چیز کی تیاری ہو رہی ہے ۔

سیّدہ صغرٰی بار بار امامِ عالیمقامؑ کے چہرے کی طرف دیکھتی ہے اور رو رو کر پوچھتی ہے پیارے ابّا جان یہ اتنی رات گئے کیسی تیاری ہو رہی ہے ؟

صغرٰی جاگ رہی ہے اور شہزادہ علی اصغرؑ بھی جاگ رہا ہے آج ساری رات ننھے علی اصغرؑ نے ایک پل کے لئے بھی آنکھ نہیں لگائی

روانگی کا حکم

صبح کا وقت ہوا ۔ ابھی اندھیرا ہی تھا کہ امام عالی مقامؑ نے روانگی کا حکم فرمایا ۔ شہزادہ علی اکبرؑ سے فرمایا کہ اے میرے علی اکبرؑ تم مہار پکڑ لو اور حضرتِ سجادؑ امام زین العابدینؑ سے فرمایا کہ تم سوار ہو جاؤ ۔

اے میرے قاسمؑ تم بھی سوار ہو جاؤ ۔ اے میری شہر بانو تم بھی سوار ہو جاؤ

اے میری پیاری بہن سیدہ زینبؑ تم بھی سوار ہو جاؤ اور اے میرے عون و محمدؑ تم بھی سوار ہو جاؤ ۔

گھر کے تمام افراد ایک ایک کر کے سوار ہو گئے اور اُدھر ایک بیمار بچی یہ انتظار کر رہی ہے کہ اُسے کس سواری پر بٹھایا جاتا ہے ۔

جب تمام اہلِ خانہ سوار ہو گئے تو امام عالیمقامؑ نے اپنی بیمار بچی کے قریب آکر بیٹی کے سر پر دست شفقت پھیرا ۔

صغراؑ انتظار کر رہی ہے اُس کی آنکھوں میں آنسو ہیں ۔ دل میں سوچ رہی ہے کہ دیکھیں مجھے کونسے کجاوے میں بٹھاتے ہیں ۔

اُس وقت اُس بیمار بچی کا کیا حال ہوا جب امام نے اُسے کہا کہ اے بیٹی تم بیمار ہو ۔ راستے میں عرب کے صحرا ہیں اور کڑکتی ہوئی دھوپ میں تپتے ہوئے ریگستان ہیں ۔

بیٹی تم سفر کے قابل نہیں اِس لئے اِس وقت تم ہمارے ساتھ نہیں جا رہی ہو لیکن ایک ماہ کے بعد تمہارا بھائی علی اکبرؑ تمہیں لے جائے گا ۔

سیدہ صغراؑ نے جدائی کی خبر سُنی تو آپ کی چیخیں نکل گئیں ۔

ایک لمحہ تو آپ حیران و ششدر رہ گئیں

سیدہ صغریٰ کی عرض

پھر سیدہ نے رو کر امام کی خدمت میں عرض کی ! اے میرے پیارے ابا جان ! صغرای بیمار ہے لیکن آپ سے وعدہ کرتی ہے کہ راستے میں آپ کو پریشان نہیں کرے گی۔

میرے پیارے ابا جان ! جب مجھے پیاس لگے گی تو میں ننھے علی اصغر کو دیکھ کر اپنی پیاس بجھا لیا کروں گی۔

میرے پیارے ابا جان !

اگر آپ کے پاس سواری کم ہے پھر بھی کوئی بات نہیں میں پیدل بھی جانے کے لئے تیار ہوں۔

مسلمانو ! امامِ عالی مقام بیمار بیٹی کو دلاسہ دے رہے ہیں اُسے تسلیاں بھی دے رہے ہیں اور سمجھا بھی رہے ہیں۔

سیدہ صغرایؓ نے دیکھا کہ والدِ گرامی مجھے ساتھ لے جانے کے لئے تیار نہیں تو آپ نے شہزادہ علی اکبرؓ کی خدمت میں عرض کی ! کہ بھیا میری منت مان لو اور ابا جان سے میری سفارش کر دو۔

سیدہ صغراؓ کی درد بھری گفتگو سن کر شہزادہ علی اکبرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

شہزادہ علی اکبرؓ ہاتھ باندھ کر امام کی خدمت میں عرض کرتے

ہیں" پیارے ابا جان آپ بیمار صغریٰ کو بھی ساتھ لے چلیں اگر آپ کی بہن ہماری پھوپھی جان آپ کے بغیر نہیں رہ سکتیں تو ہماری معصوم صغرا بھی الگ نہیں رہ سکتی"

امام نے فرمایا ! بیٹے تمہاری بات درست ہے لیکن میری بہن زینبؑ نے تو کربلا میں تمہاری لاشوں پر پہرہ دینا ہے جبکہ تیری بہن بیمار ہے"

جب قافلہ روانہ ہوا تو سیدہ صغرا نے آواز دی" ابا جان ذرا قافلے کو روکیں۔

امام پاکؑ نے قافلے کو روکا" بیمار بیٹی کے قریب آئے پوچھا بتاؤ بیٹی کیا کہتی ہو ؟

سیدہ صغرا نے عرض کیا ! ابا جان اگر آپ نے جاتے ہوئے مجھے ساتھ لے کر نہیں جانا تو خدا کے لئے ایک مرتبہ میرا علی اصغر تو مجھے ملا دیں

امام نے معصوم علی اصغر کو بیمار بیٹی کی گود میں دے دیا سیدہ صغرا نے اپنے ننھے سے بھائی کو سینے سے چمٹا لیا اور پیشانی کا بوسہ لے کر اپنے بابا جان کو پکڑا دیا" ہاتفِ غیبی سے آواز آئی" صغرا آخری بار اپنے بھائی کا دیدار کرلو

شالہ نہ وچھڑن ویر کسے دے ناں ہون نمانیاں بھیناں
تے جیہڑی بھین دا ویر ناں کوئی اُس کی دنیا توں لیناں

مدینہ سے روانگی

سیدہ صغرا مدینہ پاک میں ہی رہ گئیں اور امام کا قافلہ روانہ ہوا

گلی گلی مدینے دی چیخ اُٹھی، جدوں کربلا دا شہسوار ٹریا
ایہہ تے جگر ا حسینؓ دا ای جان دا اے کویں بچی نوں دے کے پیار ٹریا
ٹریا کوئی نہیں گھراں نوں چھڈ ایویں، جیویں فاطمہؓ دا ماہ انوار ٹریا
روندا ہویا حسینؓ ذلیشان صائم جندرے اماں دے حجرے نوں مار ٹریا

امام کا قافلہ روانہ ہوا
اِمتحان ابھی سے شروع ہو چکا ہے

اہلِ کوفہ کے خطوط

چلتے چلتے قافلہ مکہ معظمہ پہنچا۔ جب امام مکہ میں پہنچے تو وہاں کوفہ والوں کے خطوط آنے شروع ہو گئے
امامِ عالی مقامؓ نے اپنے بھائی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفے والوں کا جائزہ لینے کے لئے بھیجا۔

اِمام مُسلم کوفہ میں

امام مُسلم کوفہ پہنچے، وہاں پہنچ کر آپ نے لوگوں کو بتایا کہ اے کوفہ والو! میں حضرت امامِ عالیمقام کا بھائی ہوں، میں امامِ حُسین کا سفیر ہُوں،
اگر تم نے ساتھ دیا تو میں خط لکھ کر مولا حُسینؑ کو یہاں کُوفہ میں بُلوا لوں گا،
اِمام مُسلمؓ کو کُوفہ میں پہنچے ابھی چند روز ہی ہُوئے تھے کہ چالیس ہزار کوفیوں نے اِمام مُسلمؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی،
اِمام مسلم نے جب کُوفہ میں حالات سازگار دیکھے تو آپ نے امامِ عالی مقام کو حالات کی سازگاری کا خط روانہ کیا،
اُدھر یزید کو جب کُوفہ کے حالات کا عِلم ہُوا تو اُس نے اِبنِ زیاد کو کوفہ کا گورنر نامزد کردیا
مسلمانو!
ابن زیاد نے کُوفہ کی جامع مسجد میں خطاب کرتے ہُوئے کہا،
"اے کوفہ والو! مجھے پتہ چلا ہے کہ تم نے اِمام مُسلمؓ کی بیعت کرلی ہے، اور اِمام حُسینؑ کا اِنتظار کر رہے ہو"
یاد رکھّو! جس نے اِمام مُسلمؓ کی بیعت کی اِمام حسینؑ کا انتظار کیا اُس کا سَر تن سے جُدا کردیا جائے گا" اُس

کی بیوی بیوہ اور اُس کے بچے یتیم ہو جائیں گے "
اور اُس کی جائیداد بھی ضبط ہو جائے گی "

اُس ظالم نے یہ تقریر کرنے کے بعد اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ جاؤ جس کے گھر میں مسلم بن عقیل ٹھہرے ہوئے ہیں اُس ہانی کو گرفتار کر کے لے آؤ۔

حضرتِ ہانی کی شہادت

چنانچہ ابن زیاد کے کتے گئے اور حضرت ہانی کو گرفتار کر کے لے آئے

ابن زیاد نے کہا ! ہانی مجھے پتہ چلا ہے کہ تم نے مسلم بن عقیل کو پناہ دے رکھی ہے " جلدی کرو اور امام مسلم کو فوراً ہمارے حوالے کر دو۔

حضرتِ ہانی کہ جن کی عمر اُس وقت نوے برس کی تھی نے کہا ! کہ میں جان تو دے سکتا ہوں لیکن مہمان نہیں دے سکتا مسلمانو !

اُن ظالم جلادوں نے تلواریں اُٹھائیں اور حضرتِ ہانیؓ کا سرتن سے جدا کر دیا "

انا للہ وانا الیہ راجعون

*

اِمام مُسلم کو جب پتہ چلا کہ میرا میزبان شہید ہو چکا ہے تو آپ ہانی کے گھر سے کوفہ کے بازار میں آ گئے ۔ آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا !

اے کوفہ والو ! اے کوفیو ، میرا میزبان شہید ہو گیا ہے اب تم بتاؤ ، تمہارے کیا ارادے ہیں ، تم مہمان کے ساتھ کیا سلوک کرو گے ،

لوگوں نے کہا جناب ہماری جانیں قربان ، ہمارا مال قربان ہم جان کی بازی لگا دیں گے ،

اُس وقت آپ کے ساتھ ہزاروں کا اجتماع تھا ، کوفے کے حالات تبدیل ہو گئے

جب اِبن زیاد کو پتہ چلا تو اُس ظالم نے لوگوں کو ڈرانا اور دھمکانہ شروع کر دیا ، جس کا نتیجہ یہ نکلا ، حضرت امام مُسلم نے جب ظہر کی نماز پڑھائی تو آپ کے پیچھے ہزاروں کا اجتماع تھا ، اِسی طرح جب آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی تو آپ کے پیچھے ہزاروں لوگ نماز کے وقت موجود تھے ،

لیکن جب نماز پڑھ کر آپ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو صرف اپنے ہی دونوں بیٹے نظر آئے ،

کوفی لایوفی سب بھاگ چکے تھے ، امام مُسلم باہر آئے ، کوفہ کے گلیوں اور بازاروں میں اُن وفاداروں کو دیکھ رہے تھے جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ،

لیکن آپ نے دیکھا کہ تمام کوفیوں نے دروازے بند کر لیئے ہیں ، کہ کہیں امام مسلم اُن کے گھر میں نہ آ جائیں ۔

امام مسلم جا رہے ہیں کہ آپ نے دیکھا کہ ایک بوڑھا بزرگ اپنے گھر کے دروازے کے قریب بیٹھا ہوا ہے ۔ اُس کا نام قاضی شریح تھا ۔

امام مسلم نے فرمایا ! اے بابا میرے بچوں کو پانی کا پیالہ پلا دو کل قیامت کے دن امام الانبیاء کی بارگاہ سے حوض کوثر کے جام تمہیں لیکر دوں گا ۔

اُس بزرگ نے کہا ! جناب اِس بستے ہوئے شہر میں پانی کا سوال کرنے والے آپ کون ہیں ؟

آپ نے فرمایا ! میرا نام مسلم ہے ۔ آج ہر کوفی نے دروازہ بند کر رکھا ہے کہ کہیں میں اُن کا مہمان نہ بن جاؤں ۔

اُس بزرگ نے دروازہ کھولا ۔ بچوں کو پانی پلایا اور دست بستہ عرض کی ، جناب آپ میرے گھر میں آرام فرمائیں ۔

آپ نے فرمایا ! نہیں ، کیونکہ پہلے ہی میری وجہ سے کوفہ کا ایک بزرگ جام شہادت نوش کر چکا ہے ، میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے آپ کو مشکل پیش آئے

بابا تمہاری مہمان نوازی کا شکریہ ۔ ہاں ! اگر میرے ساتھ کوئی ہمدردی کرنا چاہتے ہو تو یہ میرے دو ننھے ننھے معصوم بچے ہیں ، اے بابا اِن دونوں بچوں کو تم اپنے گھر ٹھہرا لو اور اگر ہو

سکے تو انہیں مدینہ شریف جانے والے قافلہ کے ساتھ مدینہ پاک بھیج دینا ؎

دونوں بچوں کو رات کے وقت قاضی شریح کے حوالہ کر کے جب امام مسلم جانے لگے تو دونوں بچوں نے اپنے والدِ گرامی کے دامن کو پکڑا اور رو کر عرض کی ؎

ابا جان ! آدھی رات کے وقت ہمیں چھوڑ کر آپ کہاں جا رہے ہیں ؎ پیارے ابا جان ہم تو آپ کے بغیر کبھی سوئے بھی نہیں ؎

ابا جان ! آپ کو معلوم ہے کہ امی جان کا پہلے ہی انتقال ہو چکا ہے ؎

پیارے ابا جان ہم آپ کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے ہے

دِلِ ناشاد کی حالت دِلِ ناشاد ہی جانے
غمِ اولاد کوئی صاحبِ اولاد ہی جانے

واہ ! اِمام مسلم آپ کے صبر پر قربان جاؤں ۔ غریب الوطنی کے دور میں اپنے جگر کے ٹکڑے قاضی شریح کے حوالے کر کے اپنے سفر کو شروع کر دیا ؎

مسلمانو ! رات گذرتی جا رہی ہے ؎ ایک مکان کے قریب سے حضرتِ مسلم گذرے ؎ اُدھر فجر کی نماز کا وقت بھی ہونے والا ہے ؎

ایک مائی ہے جس کا نام طوعہ ہے اُس کا بیٹا ابنِ زیاد کی فوج کا سپاہی ہے" وہ اپنے بیٹے کا انتظار کر رہی ہے

امام مُسلم نے فرمایا ! اے بی بی دو گھونٹ پانی کے پلا دو اُس بی بی نے پانی پلایا اور پوچھنے لگی کہ آپ کون ہیں ؟

" آپ نے فرمایا ! میرا نام مسلم بن عقیل ہے " اے بی بی میں کوفہ کے بازاروں میں پھر رہا ہوں " آج ہر کوفی نے میرے لیئے دروازہ بند کیا ہوا ہے "

وہ عورت کہنے لگی ۔" سرکار " آپ میرے گھر میں آرام فرمائیں میری قسمت کا تو ستارہ چمک اُٹھا ہے کہ میں آلِ رسول کی میزبان بننے والی ہوں

آپ نے فرمایا ! بی بی میں تمہارے گھر میں نہیں ٹھہروں گا ہاں تم صرف اتنا کرو کہ مجھے نمازِ فجر ادا کر لینے دو " میں نماز پڑھتے ہی تمہارے گھر سے رخصت ہو جاؤں گا "

اِمام مُسلِم کی گرفتاری

اِمام مُسلم ابھی نماز ادا فرما ہی رہے ہیں کہ اُس نیک دل جنّتی بی بی کا جہنمی بیٹا گھر آگیا اُس نے جب امام مسلم کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا کہ "واہ" آج تو کام ہی بن گیا ہے

کہ جسے میں ساری رات کوفہ کے بازاروں میں ڈھونڈتا رہا
وہ میرے اپنے ہی گھر میں ہے
وہ اُنہی قدموں واپس ہوا اور فوراً جاکر ابنِ زیاد کو اطلاع
دی کہ امام مسلم ہمارے گھر میں ٹھہرے ہوئے ہیں "
اب تم جلدی سے سپاہیوں کو میرے ساتھ بھیج تاکہ ہم
اُنہیں گرفتار کر کے تمہارے پاس لے آئیں "
حضراتِ گرامی!
پانچ سو آدمی حضرت امام مسلم کو گرفتار کرنے کے
لئے آیا
امام مسلم کو جب پتہ چلا کہ مکان کو گھیرے میں لیا جا چکا ہے،
تو حیدر کے بیٹے نے اپنی حیدری تلوار کو میان سے باہر نکالا
اور اُس مکان سے باہر آگئے
چاروں طرف سے سپاہیوں کا گھیرا تھا" آپ نے کہا جیا کرو
میری طرف دیکھو کہ میں کون ہوں " تم میں مجھے کئی وہ لوگ نظر
آ رہے ہیں کہ جو میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں اور اب میرے
سامنے تلواریں لیکر کھڑے ہو۔
مجھے نیزے دکھا رہے ہو ؟
مجھ پر تیروں کی بارش کرنا چاہتے ہو ؟
ذرا غور کرو کہ تم جو کچھ میرے ساتھ کرنا چاہتے ہو"
قیامت کے دِن تمہارے پاس میرے خونِ ناحق کا کوئی جواب نہ ہوگا

دُنیا کی زندگی چند روز کی ہے۔ تم لالچ کو ختم کر کے اور اپنی آنکھوں سے تعصب کی پٹیوں کو ہٹا کر میری طرف دیکھو کہ میں کون ہوں۔

ظالموں نے جواباً صرف تیروں کے وار کئے اور آپ پر تلواروں اور نیزوں سے حملہ کر دیا۔

وَاہ۔ امام مُسلم میں قربان جاؤں تمہاری بہادری پر کہ اُدھر پانچ سو سپاہی ہیں اور اِس طرف حیدری شیر اکیلا ہے حسینؑ کا دلیر بھائی بڑی دلیری سے لڑ رہا ہے۔ کئی کوفیوں کو داخل فِی النّار کرنے اور تھکا ہُوا ہونے کے باوجود بھی حیدری شیر لڑ رہا ہے۔ کہ اچانک ایک ظالم نے آپ کی پیشانی پر پتھر مارا

پتھر مارکے اِک نے وچ متھے فیر تیراں دے مینہ وَرھون لگ پئے
مُنہ جہدے ول کرن نماز ویلے تھیں اپنے ای کعبے نوں ڈھون لگ پئے

چاروں طرف سے امام پر حملہ ہُوا تو آپ زخمی ہو کر گر پڑے ظالموں نے آگے بڑھ کر آپ کو گرفتار کر لیا۔
گرفتار کرنے کے بعد وہ آپ کو ابنِ زیاد ملعون کے دربار میں لے آئے
ابن زیاد حضرت امام مُسلم کے چہرے کی طرف دیکھ کر کہنے

لگا " اے مُسلم یزید کی بیعت کر لو انعام سے مالا مال کر دوں گا

جو چاہو گے مِل جائے گا
مال و زر مِل جائے گا
بچے یتیم ہونے سے بچ جائیں گے
ہر قسم کا سامان مِل جائے گا

آپ نے فرمایا !
سامان تو تم سے مِل سکتا ہے لیکن ایمان نہیں مِل سکتا اے ظالم خیال تو کر

؎

جفا کی تیغ سے گردن وَفا شعاروں کی
کٹی ہے برسرِ میداں مگر جھکی تو نہیں

اِبنِ زیاد نے حُکم دیا کہ اگر یہ یزید کی بیعت کے لئے تیار نہیں تو دار الامارت کی چھت پر لے جاکر امامِ مُسلم کا سر تن سے جدا کر دیا جائے

مُسلمانو ! ظالم کوفی امامِ مُسلم کو دار الامارت کی چھت پر لے گئے اور امام مسلم سے کہنے لگے کہ ہمارا اصول ہے کہ ہم جس کا سر تن سے جدا کرتے ہیں اُس سے پہلے اُس کی وصیت کے متعلق پوچھتے ہیں

امام کی وصیت اور شہادت

بتاؤ تمہاری بھی کوئی آخری خواہش ہو تو بتاؤ ہم آپ سے بھی سوال کرتے ہیں کہ آپ کی کوئی تمنا ہے تو بیان کرو
اُن کے اسرار پر امام نے فرمایا کہ میری تین باتوں کی وصیت ہے

نمبر ۱ - میں نے کوفہ میں ایک آدمی کا قرض دینا ہے اِس کے لئے میرا سامان بیچ کر اُس کا قرض چکا دیا جائے
نمبر ۲ - دوسری وصیت یہ ہے کہ میں نے امام حسین کو کوفہ میں آنے کا خط لکھا تھا
آپ اُنہیں اطلاع کر دیں کہ وہ کوفہ میں نہ آئیں
اور تیسری وصیت یہ ہے کہ

جد یتیم نماناں کوئی اتے گھر تیرے وچ آوے !!
پت اپنے نال ہس ناں بولیں متاں دل اوہدا ٹٹ جاوے

ارے ظالمو ! جب مجھے شہید کر لو گے تو میرے ساتھ جو دو بچے آئے ہیں وہ یتیم ہو جائیں گے
دیکھنا ان پر رحم کرنا یتیموں کی آہ و زاری سے بچنا

یہ باتیں کر کے امامؓ نے کلمہ شریف کا وِرد شروع کر دیا
ایک ظالم نے آپ کو زلفوں سے پکڑا اور دوسرے نے
تلوار کا وار کر کے پیارے امام مُسلم کا سر تن سے جدا کر دیا۔
اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون

اِمامِ مُسلِم کی کامیابی

حضرت امام مسلم نے واقعہ معرکۂ کربلا واقع ہونے سے پہلے ہی اپنا امتحان مکمل کرلیا اور نہایت مشکل امتحان نہایت کامیابی سے دیا اور اِسلام کی خاطر اپنی جان تک کی پرواہ نہ کی، اپنے معصوم بیٹوں کی پرواہ نہ کی۔

اور پیارے آقا کے فرمان مقدّس پر جان قربان کر کے ہمیشہ کے لئے سُرخرو ہو گئے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں امام مسلم کی شہادت کا صدقہ دینِ اسلام کے دشمنوں کے خلاف ڈٹ جانے کا حوصلہ عطا فرمائے اور اسوۂ حُسینی پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے"

اور یزید جو کہ بدکار ترین کافر ہے کل بھی اُس پر لعنت ہوتی تھی اور آج بھی اُس پر لعنت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں امامِ حسین کے جھنڈے کا سایہ نصیب فرمائے" آمین"

وَمَا عَلَینَا اِلَّا البَلَاغُ المُبِین

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۰ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۰ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۰ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۰

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ قُرْاٰنِ الْمَجِیْد وَ فُرْقَانِ الْحَمِیْد

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَہُمْ عَلٰی بَعْضٍ

سورہ بقرہ آیت ۲۵۳

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

درود پاک باآواز بلند

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ۰ وسلّم علیک

صدرِ ذی وقار میرے مخدوم و محترم

آج کا یہ جلسہ حضور امام الانبیاء احمدِ مجتبیٰ جناب محمدِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہِ وآلہٖ وسلّم کے میلاد شریف کی خوشی میں منعقد کیا گیا ہے

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس مالک نے مجھے اور آپ کو اِس پاک منزّہ معنبر معطّر محفل میں حاضری کی توفیق عطا فرمائی

اور یہ ہماری بہت بڑی خوش نصیبی ہے کہ سرکار نے جس جس کو چاہا اپنے پاک اور پیارے محبوب کی پاک اور پیاری محفِل میں حاضری کی توفیق عطا فرمائی

جِسے چاہا دَر پہ بُلا لیا، جِسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے، یہ بڑے نصیب کی بات ہے

غُلام اور آقا

مولانا رومؒ علیہِ الرّحمۃ نے مثنوی شریف میں ایک واقعہ نقل فرمایا ہے

ایک مالدار شخص کے ساتھ اُس کا غلام جا رہا تھا
مالک اور غلام دونوں جا رہے تھے کہ راستے میں اُن کا گذر ایک مسجد کے قریب سے ہُوا
مسجد سے اذان کی آواز آ رہی تھی غلام کو پتہ تھا کہ میرا مالک بے نمازی ہے
دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دولت بھی دے اور نماز پڑھنے کی توفیق بھی عطا فرمائے "آمین"
اُس غلام نے اپنے مالک سے کہا ! اے میرے آقا مجھے اجازت دیں کہ میں مسجد میں جا کر نماز پڑھ آؤں
مالک نے کہا ! ٹھیک ہے میں باہر بیٹھتا ہوں تم جلدی سے نماز پڑھ آؤ چنانچہ مالک باہر بیٹھ گیا اور غلام مسجد کے اندر چلا گیا
نماز سے فارغ ہونے کے بعد اُس کے دِل میں خیال آیا کہ اللہ کی نماز پڑھی ہے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود شریف کی تسبیح بھی پڑھتا جاؤں۔ وہ درود شریف پڑھنے لگا اور اِدھر مالک باہر انتظار میں ہے کہ غلام باہر نہیں آیا جبکہ اُس کے بعد والے نمازی بھی نماز پڑھ کر واپس آ گئے ہیں
مولانا روم فرماتے ہیں کہ اُس غلام کا نام سنکر تھا مالک انتظار کی وجہ سے غصے میں آ گیا اور مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر اُسے آواز دینے لگا

اے سُنکر۔ تمہیں کونسی چیز باہر آنے نہیں دیتی"

غلام کا جواب

سُنکر درودِ پاک تسبیح کر کے چلا آرہا تھا کہ اُس کے کان میں مالک کی آواز پڑی کہ" اے سُنکر تمہیں کونسی چیز باہر آنے نہیں دیتی تو سُنکر نے بھی وہیں سے آواز دی
کہ اے مالک وہی جو تمہیں" اندر" نہیں آنے دیتی"
ہے

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں
آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

میرے آقا کی بارگاہ میں نہ قوم کو دیکھا جاتا
نہ رنگ کو دیکھا جاتا ہے،
نہ نسل کو دیکھا جاتا ہے،
نہ جائیداد کو دیکھا جاتا ہے،
نہ مال کو دیکھا جاتا ہے،
میرے محبوبؐ کی بارگاہ میں صرف دلوں کا حال دیکھا جاتا ہے"
خدا کی قسم! یہ ہماری بہت خُوش نصیبی ہے کہ مالک نے ہمیں

اپنے اُس پیارے محبوبؐ کا ذکر کرنے کی اجازت دی ہے کہ جس کا ذکرِ پاک وہ خُود کرتا ہے" اور جس کی شان میں پورا قُرآن پاک نازل فرمایا۔

عظمتِ صدّیقؓ

ہمیں اپنے اُس پیارے محبوبؐ کا ذِکر اور اُس کی عظمت سُننے اور سنانے کی توفیق عطا فرمائی کہ اگر کروڑوں" اغیاث' اوتاد' ابدال" مِل جائیں تو مدینے والے کے ایک صحابی تک بھی نہیں پہنچ سکتے" ہاں ہاں ! ایک صحابی کے قدموں تک بھی نہیں پہنچ سکتے"

کوئی نمازیں پڑھے" نمازی بن جائے
کوئی جہاد کرے" غازی بن جائے۔
حضرات کوئی قطُب بن سکتا ہے
کوئی نوافل پڑھ کر "ولی" بن سکتا ہے،
کوئی غوث بن سکتا ہے،
کوئی اوتاد بن سکتا ہے،
کوئی روزے دار بن سکتا ہے،
کوئی ابدال بن سکتا ہے"
عبادت وریاضت سے اِنسان سب کچھ بن سکتا ہے لیکن

صحابی نہیں بن سکتا"

سبحان اللہ

اور مسلمانو! سارے صحابہ مل جائیں تو جناب صدیق اکبر کا درجہ نہیں پا سکتے" آپ کی شان وعظمت کو نہیں پہنچ سکتے"

عظمتِ امام الانبیاء

اور حضرات گرامی! اگر صدیق اکبر بھی مل جائیں اور تمام صحابہ بھی مل جائیں تو اللہ کے ایک نبی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے

اور پھر تمام نبی مل جائیں اور تمام رسول اکٹھے ہو جائیں تو آمنہ کے دُرِ یتیم تک نہیں پہنچ سکتے" اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ

یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر
سرورِ انبیاء تیری کیا بات ہے
(محمد مظہر)

یہ صرف شعر ہی نہیں ہے بلکہ قرآن پاک کی آئت کا ترجمہ ہے" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں"

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

البقرہ آیت ۲۵۳

یعنی ہم نے رسولوں کی اِس جماعت میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ، عظمت عطا فرمائی ہے

کِسی کو اللہ نے صفی اللہ بنایا،
کسی کو خلیل اللہ بنایا،
کسی کو کلیم اللہ بنایا
اور کسی درجات بلند کر کے حبیب اللہ بنادیا۔

یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر
سرورِ انبیاء تیری کیا بات ہے

صحابہ کا عقیدہ

یہی عقیدہ صدیق اکبرؓ کا ہے،
یہی عقیدہ فاروق اعظمؓ کا ہے،
یہی عقیدہ عثمانؓ غنی کا ہے،
یہی عقیدہ مولا علیؓ کا ہے،
یہی عقیدہ تمام صحابہؓ کا ہے۔

یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر
سرورِ انبیاء تیری کیا بات ہے

یہی عقیدہ شرق والوں کا ہے۔
یہی عقیدہ غرب والوں کا ہے۔
یہی عقیدہ شمال والوں کا ہے۔
یہی عقیدہ جنوب والوں کا ہے۔
یہی عقیدہ فرشیوں کا ہے۔
یہی عقیدہ عرشیوں کا ہے۔
یہی عقیدہ ہر غوث کا ہے۔
یہی عقیدہ ہر ولی کا ہے۔

کونسا عقیدہ ؟ یہی عقیدہ

یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر
سرورِ انبیاء تیری کیا بات ہے

ہاں ہاں !

یہی عقیدہ خدائی کا ہے"
اور یہی فیصلہ خدا کا ہے"

یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر
سرورِ انبیاء تیری کیا بات ہے

درِ رسول پر جبریل

نوریوں کے تاجدار' عرشیوں کے سردار اور میرے اور

تمہارے آقا کے خادمت گزار حضرت جبرائیل علیہ السلام
یہ وہ بختوں والا فرشتہ ہے کہ جس کی ڈیوٹی ہی یہ تھی کہ اللہ
کے نبیوں کی بارگاہ میں حاضری دینا "

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت
میں یہ روائت نقل فرمائی ہے کہ جنابِ جبریل علیہ السلام نے دو
مرتبہ حضرت ادریس علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری دی ہے
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری دی چار مرتبہ
اور حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئے بارہ مرتبہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیالیس مرتبہ آئے
حضرت نُوح علیہ السلام کے پاس پچاس مرتبہ آئے
اور حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک سو چار مرتبہ آئے
اور ہمارے نبی کی بارگاہ میں ؟

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی روائت نقل کرتے ہیں کہ
ہمارے نبی کی بارگاہ میں حضرت جبریل نے چوبیس ہزار مرتبہ حاضری
دی ہے

؎ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

اے جبریل !
تمہارے مقدر پر قربان جاؤں کہ تم نے اُس محبوب ﷺ کو چوبیس
ہزار مرتبہ دیکھا ہے کہ جس کے ایک جلوے کے لئے ہماری
نگاہیں ترستی ہیں۔

سرکار کے جلوے کی عظمت اگر پوچھنی ہے تو صدّیق اکبر سے پوچھو" میرے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا دریائے رحمت جوش میں آیا"

صدّیق کی آرزو

میرے نبی نے فرمایا ! صدّیق ہر آدمی کی کوئی نہ کوئی
خواہش ہوتی ہے آرزو ہوتی ہے
کوئی کہتا ہے کہ مجھے جائیداد مل جائے
مربعہ زمین کا مل جائے .
فلاں دولت مل جائے .
فلاں نعمت مل جائے .
اے صدّیق ! تمہارے دل کی کیا تمنّا ہے ؟ کیا خواہش ہے
صدّیق کی آنکھوں میں آنسو آگئے " عرض کی یارسول اللہ
یہ آپ صدّیق سے پوچھ رہے ہیں "
صدیق کی خواہش یہ ہے یارسول اللہ کہ صدّیق کی آنکھیں
ہوں اور آپ کا چہرۂ اقدس ہو،
صدّیق آپ کی زیارت کرتا رہے "
ارے حضور کے ایک جلوے کی عظمت ؟
جب سرکار دوعالم کا وصال مبارک ہوا
جب حضور کا وصال پاک ہوا

وقتِ وصال

جب حضور کا وصال ہوا تو مدینہ پاک میں حضور کے عشاق
بلند آواز سے رو رہے تھے ' آہ و زاری جاری تھی
حضور کا ایک غلام جو کہ اس خبر سے بے خبر تھا وہ باغ
میں پانی لگا رہا تھا ' ایک صحابی کا اس طرف سے گزر ہوا تو اس
نے اُسے کام کرتے ہوئے دیکھ کر بتایا '
کہ اے شخص تم کام کر رہے ہو ' کیا تمہیں نہیں معلوم کہ آج
مدینہ پاک کے اندر قیامت برپا ہے
اُس نے پوچھا کیا ہوا ؟
صحابیؓ نے کہا ! کملی والے نے پردہ فرما لیا ہے '
یہ بات سنتے ہی نبیؐ کے اُس غلام کے ہاتھ سے اوزار گر پڑے
آنکھوں میں آنسو آ گئے ' لڑکھڑاتا ہوا اُٹھا اپنے باغ سے
نکلا اور بارگاہِ رسالت مآب میں چل پڑا

آنکھیں قربان کر دیں

چلتے چلتے سیّدہ عائشہ کے حجرہ کے قریب آ گیا ' اُس
حجرہ کے قریب کہ جس میں کونین کے والی لیٹے ہوئے تھے '

جہاں سرکار نے ظاہری طور پر انتقال فرمایا ہوا تھا۔
وہ غلام اندر آیا اور آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ اقدس سے پردہ ہٹایا اور آپ کے وَالضّحیٰ والے مکھڑے کو دیکھ کر عرض کرنے لگا"

آقا! میرا جب بھی دل چاہتا تھا میں آپ کی زیارت کر لیتا تھا کبھی آپ کو منبر پر دیکھ لیتا تھا تو کبھی مصلیٰ امامت پر دیکھ لیتا تھا

یارسُول اللہ! میں اپنے دل کی بے قراری اور بے چینی آپ کے چہرہ کی زیارت سے دُور کر لیتا تھا
اے اللہ کے پیارے محبوبؐ کیا آج کے بعد کبھی آپ کا دیدار نصیب نہ ہوگا؟
مسلمانو! اگلی بات سنو گے تو تڑپ جاؤ گے۔
اُس غلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اِسی حالت میں اُس نے بارگاہِ خداوندی میں دُعا کی یا اللہ اِن آنکھوں نے تمہارے محبوبؐ کا جلوہ دیکھا ہے۔ یاربُّ العالمین اَب میں سرکار کے بعد کچھ اور نہیں دیکھنا چاہتا اِس لئے میری بینائی واپس لے لے۔
اُسی وقت اُس عاشق کی بینائی جاتی رہی۔ اور اُس نے اپنی آنکھوں میں سرکار کے جلوے نقش کر لئے
حضرات گرامیٔ قدر!

انسان تو انسان حیوان بھی اِس جلوے پر نثار تھے

گدھا قاصِد بَن گیا

ایک گدھا سرکارِ دو عالم کی بارگاہ میں آیا ' اُس نے اپنی زُبانِ حال سے عرض کی ! یارسُول اللہ ! ہمارے خاندان میں سات گدھے ایسے گذرے ہیں کہ جِن پر اللہ کے پیاروں نے سواری کی

اے اللہ کے رسول مجھے اپنی سواری بنالیں ' یارسُول اللہ میری آرزو پوری فرمادیں '

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹے ، کتنی مِلی خیرات نہ پُوچھو !!
اُن کا کرم پھر اُن کا کرم ہے اُن کے کرم کی بات نہ پُوچھو

اُس گدھے نے کملی والے کی بارگاہ میں فریاد کی ! یارسُول اللہ مجھے سواری کے لیئے رکھ لیں '

سرکار نے اُس گدھے کا نام "یعفور" رکھا اور اُسے اپنا قاصد بنا لیا ' اپنا ڈاکیا بنا لیا ' اپنا پیغام رساں بنا لیا ۔

سرکار نے اپنے جس صحابی کو بلوانا ہوتا تو یعفور گدھے کو بھیجتے کہ جاؤ بلا کر لاؤ اور وہ گدھا اُس کے گھر جاکر اپنے سر

سے اُس کا دروازہ کھٹکھٹانا اور اُنہیں سرکار کا پیغام دے دیتا ؎

خُدا کی قسم یہ وہ بارگاہ ہے کہ جہاں جانوروں کو بھی ادب کا سلیقہ آجاتا ہے

حضراتِ محترم ! جانور بھی سرکار کے درِ اقدس کا احترام ایسے کرتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے

آنکھوں دیکھا حال

ایک حاجی صاحب مدینہ پاک کے واقعات سُناتے ہُوئے رو دیئے ؎

اُنہوں نے بتایا کہ میں حضور کی بارگاہ میں آپ کے قدموں کی طرف بیٹھا ہُوا تھا ؎ کہ میں نے دیکھا کہ ایک بلی آئی اور حضور کی بارگاہ میں نہایت ادب و احترام سے آئی ؎ میں یہ دیکھ کر تڑپ گیا کہ حضور جانوروں پر بھی کتنا کرم فرماتے ہیں

اُس نے کہا ! خُدا کی قسم میری اِن آنکھوں نے دیکھا کہ وہ جالی مبارک کے پاس آئی اور جالی مبارک پر اپنی آنکھیں لگائیں میں دیکھتا رہا کہ دیکھیں اَب کیا کرتی ہے

خُدا کی قسم ! وہ بلی جب واپس گئی تو اُس نے سرکار کے روضۂ انور کی طرف پیچھا نہیں کیا ؎

حضرات محترم!

یہ وہ بارگاہ ہے کہ جہاں جانور بھی باادب ہو جاتے ہیں۔

جب کوئی عاشق مدینہ حج کرنے جاتا ہے اور جب مدینہ پاک میں پہنچتا ہے تو پکار اٹھتا ہے

سنبھل کر پاؤں رکھنا حاجیو شہر مدینہ ہے
کہیں ایسا نہ ہو سارا سفر بیکار ہو جائے

یہ وہ پاک بستی ہے کہ جہاں جانور بھی ادب سے آتے ہیں۔

جو حضرات وہاں جاتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ وہاں کبوتروں کی ڈاریں اڑتی پھرتی ہیں اور جب یہ روضۂ رسول پر آتے ہیں تو اوپر سے نہیں گزرتے بلکہ آدھے دائیں اور آدھے بائیں ہو جاتے ہیں

غمِ محبوب میں جان قربان

سرکار کا یعفور ڈاکیا بن گیا، سرکار کا قاصد بن گیا۔ جب سرکار کا وصال مبارک ہوا، یعفور نے بارگاہِ مصطفےٰ میں جب حضور کو ڈھونڈا اور وہ جلوۂ جاناں نظر نہ آیا تو وہ روتا ہوا بھاگا اور اپنے آپ کو ایک کنوئیں میں گرا کر اپنی جان دے دی

حضرتِ بلالؓ کا غم

جب سرکارِ دو عالم کا وصال مبارک ہُوا تو حضرت بلال کی عجیب حالت ہوگئی۔ آپ مدینہ پاک میں گلیوں میں چلتے پھرتے لوگوں سے پوچھتے کہ تم نے کہیں رسول اللہ کو دیکھا ہے؟ تو مجھے بھی دکھا دو یا مجھے آپ کا پتہ بتا دو۔

پھر آپ اسی غم ہجر میں مدینہ طیبہ سے حلب کی طرف ہجرت فرما گئے

ایک سال بعد حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا خواب میں دیدار ہُوا تو حضور نے فرمایا! بلالؓ تمہارا دِل ہم سے ملنے کو نہیں چاہتا؟

چنانچہ خواب سے بیدار ہونے کے بعد حضرت بلالؓ فوراً ہی مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے۔

جب مدینہ پاک میں پہنچے تو آپ سرکار کی تلاش میں مسجدِ نبوی شریف میں گئے جب وہاں حضور کو نہ دیکھا تو آپ کے حجرۂ اقدس کی طرف گئے جب وہاں بھی سرکار سے ملاقات نہ ہو سکی تو آپ بیتاب ہوکر روضۂ انور پر گئے اور جاکر کہا! یارسول اللہ آپ نے تو مجھے ملنے کے لئے بلوایا تھا یہ کہتے ہوئے وہیں روضۂ انور کے پاس ہی گر کر بے ہوش ہو گئے

جس وقت حضرت بلال کو ہوش آیا اُس وقت تک حضرت بلال کی آمد کا چرچا پورے مدینہ پاک میں ہو گیا تھا

سب صحابہ نے کہا بلالؓ ہمیں اذان سُنا دو کملی والے کی یاد تازہ ہو جائے گی

آپ نے فرمایا کہ میں کیسے سُنا دوں

پہلے تو جب میں قرآن پڑھتا تھا تو قرآن والے کی زیارت کرتا تھا

دُرود پڑھتے ہوئے دُرود والے کی زیارت کرتا تھا

خُطبہ سُنتے وقت خطبے والے کی زیارت کرتا تھا۔

اَذان پڑھتے وقت اذان والے کو دیکھتا تھا۔

نماز پڑھتے وقت کالی کالی زلفوں کا دیدار کرتا تھا۔

اور جب دُعا کرتا تھا تو والضحیٰ والا مکھڑا دیکھتا تھا۔

اَب مجھ سے اذان نہیں دی جا سکے گی

حضرت بلال کے انکار پہ صحابہ اُداس اور غمگین ہو گئے

کسی نے کہا کہ اَب اگر بلالؓ کو راضی کرنا ہے تو اُس کی ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ حضور کے نواسے اگر بلال کو کہہ دیں تو بلال اُن کی بات کو رَد نہیں کریں گے

حسنین کی سفارش

چنانچہ صحابہؓ نے حضرات حسنین کریمین کی بارگاہ میں سارا معاملہ پیش کر کے اس سلسلے میں معاونت چاہی ؎

حضرت امام حسینؑ نے آکر حضرت بلالؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے بلال ہمیں بھی آج وہی اذان سُنا دو جو ہمارے پیارے نانا جان مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنایا کرتے تھے ؎

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حضرتِ امام حسینؑ کو گود میں لے کر کہا

تم میرے محبوب کے ٹکڑے ہو،

تم باغِ رسالت کے پھول ہو،

تم جو کہو گے کروں گا " تمہیں رنجیدہ نہ کروں گا " اس طرح حضور کو مزار اقدس میں رنج پہنچے گا "

یہ ہے صحابہ کی محبّتِ اہل بیت ؎

اذان کا اثر

حضرت بلالؓ نے اذان شروع کی تو تمام اھلِ مدینہ اپنے اپنے گھروں سے باہر آگئے

جب حضرت بلال اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ الرَّسُولُ اللہ پر پہنچے تو مدینہ پاک کی گلیوں سے ہزاروں چیخیں بلند ہوئیں حضور کا وقت یاد آگیا

حضور کا زمانہ یاد آگیا۔

حضرت بلالؓ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً الرَّسُوْلُ اللّٰہ کہنے کے بعد ایک چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے جب آپ کو ہوش آیا تو آپ وہیں سے روتے ہوئے واپس حلب کیلئے روانہ ہو گئے

حضرتِ عمّارہ کا وصال

حضرت عمّارہ ایک جنگ میں زخمی ہو گئے اور زخموں کی وجہ سے قریب المرگ ہو گئے۔ آپ کے دِل نے پکارا

ڈو گھڑیاں رُک جا تقدیرے سانوں لگیاں توڑ نبھا لین دے
خود جان حوالے کر دیساں ، اس جان دا مالک آئین دے

حضرت عمّارہ زخمی جسم کو گھسیٹتے گھسیٹتے حضور علیہ السلام کے پاس آ گئے

اے حضرتِ عمّارہ آپ کی موت پر حیات قربان ہو جائے
آپ نے حضورؐ کے قدموں میں سر رکھا اور آنکھیں کھولیں تو سامنے وَالضُّحٰی کا چہرہ مُبارک دیکھا۔
حضور نے اپنے غلام کی طرف دیکھا غلام نے آقا کی

طرف دیکھا "

ہو چلی ختم اسیری اے میری سوہنیا جان اخیری اے
فر جسم ٹر جائیں محبوبا، مینوں قبر دے اندر جالین دے

آقا نے غلام کی طرف دیکھا،
غلام نے آقا کی طرف دیکھا،
سرہانے کی طرف حضور ہیں
قدموں کی طرف عزرائیل ہے
اور اسی حالت میں روح جسم سے پرواز کر گئی "

حضراتِ گرامی!
صحابہ کی زندگی کی خواہش ہی یہ ہوتی تھی کہ زندگی ہو تو حضور کا دیدار ہو جائے "

کدی وچ خواب دے دیوو نظارا یا رسول اللہ
مری کشتی نوں مل جاوے کنارا یا رسول اللہ

وچھا کے جھولی اکھیاں دی اسیں راہواں تے بیٹھے آں
کدی وچ خواب دے مکھڑا دکھا دیو یا رسول اللہ

چڑھے طوفان غم دے اوندے نیں صائم دے دل لکھاں
بچاؤ یا رسول اللہ بچاؤ یا رسول اللہ

اے حلیمہ کے گھر میں روشنی بکھیرنے والے،
اے اُم معبد کی کُلّی کو عرش بنانے والے،
اے ابو ایوب انصاری پر کرم فرمانے والے،
اے جبریل کو چوبیس ہزار مرتبہ زیارت کروانے والے،

کدی وچ خواب دے دیو نظارا یا رسول اللہ
میری کشتی نوں مِل جاوے کنارا یا رسول اللہ

حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور کی بارگاہ میں چوبیس ہزار مرتبہ حاضری دی۔
آئیں جبریل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ اے جبریل تم نے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسا پایا؟
جبریل فرمانے لگے!
میں نے دُنیا میں بڑے بڑے حسین وجمیل دیکھے۔
میں نے آدم علیہ السلام کو دیکھا،
میں نے ادریس علیہ السلام کو دیکھا،
میں نے نوح علیہ السلام کو دیکھا،

میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا،
میں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا،
میں نے کلیم اللہ کو دیکھا،
میں نے رُوح اللہ کو دیکھا،
مشرق سے لیکر مغرب تک دیکھا" شمال سے لیکر جنوب تک دیکھا" لیکن جبریل کی آنکھوں نے حضور علیہ السلام جیسا کوئی نہیں دیکھا"

تُو شاہِ خُوباں تُو جانِ جاناں ہے چہرہ اُمّ الکتاب تیرا
نہ بن سکی ہے نہ بن سکے گا مثال تیری جواب تیرا

حضراتِ گرامی! کائنات میں جیسے خدا دُوسرا نہیں ہے ویسے ہی مُصطفٰے ابھی دوسرا نہیں ہے
اُس جیسا خدا نہیں ہے"
تو اِس جیسا مُصطفٰے نہیں ہے
اگر اُس جیسا معبود نہیں ہے
تو اِس جیسا عابد نہیں ہے
اگر اُس جیسا مسجود نہیں ہے
تو اِس جیسا ساجد نہیں ہے
ہاں ہاں"

اُس جیسا چاہنے والا نہیں تو اِس جیسا کوئی چاہا گیا نہیں
اُس جیسا معطی نہیں تو اِس جیسا قاسم نہیں
اُس جیسا دینے والا کوئی نہیں تو اِس جیسا لینے والا کوئی نہیں
وہ عطا کرنے میں بے مثال ہے
تو یہ تقسیم کرنے میں بے مثال ہے
اُس کا جسم نہیں ہے
تو اِس کا سایہ نہیں ہے
وہ خدا ہونے میں بے مثال ہے
یہ مصطفےٰ ہونے میں بے مثال ہے

؎

تُو شاہِ خوباں تُو جانِ جاناں ہے چہرہ اُم الکتاب تیرا
نہ بن سکی ہے نہ بن سکے گا مثال تیری جواب تیرا

میرے ساتھ مِل کر پڑھیں

نہ بن سکی ہے نہ بن سکے گا مثال تیری جواب تیرا

اس لئے کہ

میرے محبوب کے ذِکر سے نورانیت طاری ہوجاتی ہے
میرے آقا کے ذِکر سے کیف آجاتا ہے،
میرے مولا کے ذِکر سے لطف آجاتا ہے،

میرے محبوب کے ذکر سے سُرور آجاتا ہے
میرے محبوب کے ذکر سے محفل میں نور آجاتا ہے
اِس لئے سب سرکار کے ذِکر میں شامِل ہو جائیں

تو شاہِ خوباں تو جانِ جاناں ہے چہرہ اُمّ الکتاب تیرا
نہ بَن سکی ہے نہ بَن سکے گا، مِثال تیری جواب تیرا

ہے تو بھی صائم عجیب اِنساں جو خوف محشر سے ہے ہراساں
ارے تو جِن کی ہے نعت پڑھتا وہی تو لیں گے حساب تیرا

فضیلت ولادت

میرے محبوب کی شان وعظمت تو بے حد و بے حساب ہے
اِس لئے کہ یہ وہ محبوب ہے کہ
جِس شہر میں آیا وہ شہر تمام شہروں سے افضل،
جس قبیلے میں آیا وہ قبیلہ تمام قبیلوں میں افضل،
جو کتاب لیکر آیا وہ کتاب تمام کتابوں میں افضل،
جو دین لیکر آیا ہے دین تمام ادیان سے افضل،
جِس سال آیا وہ سال افضل،
جِس مہینہ آیا وہ مہینہ افضل،

جس دِن آیا وہ دن تمام دنوں سے افضل ؑ

ہاں ہاں
حضرت آدم سے لیکر قیامت تک
ازل سے لیکر ابد تک جتنے بھی دِن ہیں اُن سب
میں فضیلت اور عظمت والا دِن سرکار کی ولادت کا دِن ہے
اِسی لئے تو ہم کہتے ہیں

ے

عید سے بھی تجھے بڑھ کے رُتبہ مِلا ؑ
اے ولادت کے دِن تیری کیا بات ہے

حضرات گرامی!
جس گھڑی سرکار کی آمد ہوئی،
جس وقت سرکار کی آمد ہوئی،
وہ وقت صُبح صُبح کا وقت ہے اور ٹائم کے حساب سے
صُبح کے چار بج کر سترہ منٹ کا وقت ہے
اَب بھی خواہ کوئی موسم ہو خواہ سردی ہو یا شدید گرمی جو
لوگ اُس وقت بیدار ہوتے ہیں وہ بخوبی آگاہ ہیں کہ اُس وقت
ٹھنڈی اور میٹھی ہوا چلنی شروع ہو جاتی ہے ؎
اور اے منکرو اِس وقت کو تو تمہاری مائیں بھی کہتی ہیں کہ
نُور پیر دا ویلا
اور یہ صحیح بھی ہے اِس لئے کہ یہ اللہ کے نُور اور ہمارے پیر

کے آنے کا وقت ہے

اُس صبح کی شان و عظمت کون بیان کر سکتا ہے"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْن

ہم نے اپنے محبوب کو دو جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے"
اور سرکار کی رحمت یہاں بھی کام آئے گی،
سرکار کی رحمت قبر میں بھی کام آئے گی۔
سرکار کی رحمت حشر میں بھی کام آئے گی،
اور حضور کی محبت اور آپ کا ذکر پاک اور آپ کی صفت و ثناء
ہر جگہ ہمارے کام آئے گی"

ہے تو بھی صائم عجیب انساں کہ خوف محشر سے ہے ہراساں
ارے تو جن کی ہے نعت پڑھتا وہی تو لیں گے حساب تیرا

آرزوئے مدینہ

دُعا ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت عطا فرمائے اور دربارِ مصطفےٰ کی زیارت نصیب فرمائے کہ جہاں حضور جلوہ گر ہیں

جہاں انبیاء حاضری دیتے ہیں ،
جہاں مُرسلین حاضری دیتے ہیں ۔
جہاں اَولیاء حاضری دیتے ہیں ،
جہاں اَتقیاء حاضری دیتے ہیں ،
جہاں اَصفیاء حاضری دیتے ہیں ۔
جہاں اَغیاث حاضری دیتے ہیں ،
جہاں اَقطاب حاضری دیتے ہیں ،
جہاں جِن و اِنس حاضری دیتے ہیں ،
جہاں مَلائکہ حاضری دیتے ہیں

ہاں ہاں

جِس حاضری پر حضرتِ جامیؒ پر کرم ہوا ،
جِس دربار کا احترام سِوائے بے ایمانوں کے سب کرتے ہیں
جِن گلیوں کا احترام امامِ مالکؒ نے کیا ،
جِس دربار کا فیضان مسلمانوں کو مِلا ۔
جِس دربار کا فیضان یہودیوں کو بھی مِلا ، کافروں کو بھی مِلا
جنوں کو بھی مِلا انسانوں کو بھی مِلا
جانوروں کو بھی مِلا حیوانوں کو بھی مِلا
پرندوں کو بھی مِلا بے زبانوں کو بھی مِلا
نَجم کو مِلا قَمَر کو مِلا
حَجر کو مِلا شَجر کو مِلا

غرض پوری دنیا کو سرکار کے دربارِ گوہر بار کا فیضان ملتا ہے ؎

خالی کدی نہ رہندے طیبہ چہ جان والے
دربارِ مصطفےٰ اتے جھولی وچھان والے

ارے اگر تم نے خدا کو بھی ملنا ہے تو دربارِ مصطفےٰ پر آؤ دُنیا اگر اِتنے گناہوں کے باوجود عذابِ الٰہی سے بچی ہوئی ہے تو سب دربارِ مصطفےٰ کا صدقہ ہے
مُفسّرِ قرآن حضرت علاّمہ صائمؔ چشتی نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ؎

صدقے طیبہ کے عذاب آتا نہیں ہے ہم پر
شہرِ محبوب نے دُنیا کو بچا رکھا ہے

جن کے ٹکڑوں پہ جہاں پلتا ہے سارا صائمؔ
اُن کی سرکار میں دامن کو بچھا رکھا ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں درِ رسول کی حاضری نصیب فرمائے آمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

چشتی کتب خانہ اینڈ کیسٹ سنٹر
ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد فون ۶۲۶۰۵۶-۶۳۶۰۹

صائم
دیاں رباعیاں
ساجد
دیاں رباعیاں
ناشر
چشتی کتب خانہ اینڈ کیسٹ سنٹر
ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد فون ۰۴۱ ۶۳۶۷۵۶

جمیل دیاں رباعیاں

چشتی کتب خانہ اینڈ کیسٹ سنٹر

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد فون [illegible]

گیارہویں شریف

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

چشتی کتب خانہ اینڈ کیسٹ سنٹر

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد فون ۰۴۱ ۶۴۳۶۷۵۶